Postal Reg.No.GDP/001/2016-18

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 66

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly BADAR Qadian

شمارہ 1-2

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ
یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

13-6 ربیع الثانی 1438 ہجری قمری 5-12 صلح 1396 ہجری شمسی 5-12 جنوری 2017ء

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

حضور انور نے 6 جنوری 2017 کو مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 24 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہہ رہے ہیں مجھے دکھلایا اور بتلایا گیا اور سمجھایا گیا ہے کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہہ رہے ہیں اور محض محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ مکالمہ الٰہیہ اور اجابت دعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے کہ جو بجز سچے نبی کے پیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکے گا اور اگر ہندو اور عیسائی وغیرہ اپنے باطل معبودوں سے دعا کرتے کرتے مر بھی جائیں تب بھی ان کو وہ مرتبہ مل نہیں سکتا اور وہ کلام الٰہی جو دوسرے ظنی طور پر اس کو مانتے ہیں میں اس کو سن رہا ہوں اور مجھے دکھلایا اور بتلایا گیا اور سمجھایا گیا ہے کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو ملا ہے اور جو کچھ ملا ہے اس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں کیونکہ وہ باطل پر ہیں۔ اب اگر کوئی سچ کا طالب ہے خواہ وہ ہندو ہے یا عیسائی یا آریہ یا یہودی یا برہمو یا کوئی اور ہے اس کیلئے یہ خوب موقعہ ہے جو میرے مقابل پر کھڑا ہو جائے اگر وہ امور غیبیہ کے ظاہر ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے میں میرا مقابلہ کر سکا تو میں اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی تمام جائداد غیر منقولہ جو دس ہزار روپیہ کے قریب ہوگی اس کے حوالہ کر دوں گا، جس طور سے اس کی تسلی ہو سکے اسی طور سے تاوان ادا کرنے میں اس کو تسلی دوں گا۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن، جلد پنجم، صفحہ 276)

122 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2016 کی مختصر رپورٹ (آغاز جلسہ سے 125 واں سال)

مرکز احمدیت قادیان دارالامان میں 122 ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شرکائے جلسہ سے بصیرت افروز اختتامی خطاب

☆ 42 ممالک سے مہمانان کرام کی شرکت، 14,242 شمع احمدیت کے پروانوں کی جلسہ میں شمولیت

☆ حضور انور کے اختتامی خطاب کے موقع پر لندن میں 5,230 شمع احمدیت کے پروانوں کی شرکت

☆ نماز تہجد ☆ درس القرآن اور ذکر الٰہی سے معمور ماحول ☆ علماء کرام کی پُر مغز تقاریر ☆ جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد ☆ مہمانان کرام کی تعارفی تقاریر ☆ ملکی و غیر ملکی زبانوں میں ترجمانی ☆ احباب جماعت کی معلومات میں اضافہ کیلئے مختلف تربیتی امور پر مشتمل ڈاکیومنٹری اور مختلف معلوماتی نمائش کا انعقاد ☆ نومبائعین اور زیر تبلیغ احباب کیلئے تبلیغی جلسہ ☆ 26 نکاحوں کے اعلانات ☆ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں جلسہ کی وسیع تشہیر ☆ پرسکون و خوشگوار موسم میں جلسہ کی تمام کاروائی کی تکمیل ☆ القلم پروجیکٹ کا انعقاد ☆ جماعت احمدیہ انڈونیشیا سے 183 افراد کی چارٹرڈ طیارہ کے ذریعہ جلسہ میں شمولیت۔

معائنہ کارکنان

الحمد للہ کہ جلسہ سالانہ قادیان 2016 سے متعلق معائنہ کارکنان مورخہ 22 دسمبر 2016 کو ہوا۔ نمائندہ حضور انور محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے ٹھیک 10 بجے احمدیہ گراؤنڈ تشریف لا کر کارکنان سے مصافحہ کیا۔ جلسہ کے تمام کارکنان قبل از وقت ہی لائنوں میں کھڑے ہو چکے تھے۔ مستورات کے لیے بھی پردے کی رعایت سے اِس تقریب میں شمولیت کا انتظام تھا۔

اسٹیج پر نمائندہ حضور انور کے ساتھ مکرم شعیب احمد صاحب (افسر جلسہ سالانہ)، مکرم مظفر احمد ناصر صاحب (افسر جلسہ گاہ)، مکرم رفیق احمد بیگ صاحب (افسر خدمت خلق)، مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب، مکرم محمد نسیم خان صاحب، مکرم طاہر احمد طارق صاحب (نائب افسران جلسہ گاہ) مکرم عبدالوکیل نیاز صاحب، مکرم حافظ مظہر احمد صاحب، مکرم مظہر احمد وسیم صاحب، مکرم ایم ابوبکر صاحب، مکرم حبیب الرحمن خان صاحب اور مکرم فرید احمد انجینئر صاحب (نائب افسران جلسہ سالانہ) موجود تھے۔

تلاوت قرآن مجید مکرم مرشد احمد ڈار صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ آپ نے سورۃ البقرہ کے آخری رکوع کی تلاوت کی اور ترجمہ بھی پیش کیا۔

بعد ازاں نمائندہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کارکنان سے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا یہ جلسہ سالانہ للٰہی جلسہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ آنے والے تمام مہمان محض للہ اس جلسہ کیلئے آرہے ہیں اس لیے ان کے آرام کا ہر ممکن خیال رکھنا ہمارا فرض ہے۔ ہم اس جلسہ کی تیاری کیلئے یہاں جمع ہیں دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کما حقہ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ جلسہ کے انتظامات کے تین شعبے ہیں۔ قیام و طعام۔ نماز، درس و تدریس اور جلسہ کی تقاریر وغیرہ اور خدمت خلق۔

آپ نے کارکنان کو جلسہ کی ڈیوٹیوں کے متعلق چند امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

☆ ہر رضا کار اپنی ڈیوٹی پر موجود رہے اور پوری ذمہ داری سے ادا کرے۔ غفلت کرنے والوں کو منتظمین پیار سے توجہ دلائیں۔ ☆ تمام رضا کاروں کا فرض ہے کہ جو بھی وسائل ہیں ان سے استفادہ کرتے ہوئے پوری ذمہ داری سے ڈیوٹیاں

باقی رپورٹ صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

جلسہ سالانہ قادیان 2016

ایک پیشگوئی جو پوری ہوئی

الحمدللہ جلسہ سالانہ قادیان 26 تا 28 دسمبر منعقد ہوکر بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ احباب بخوبی جانتے ہیں کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی وحی والہام پر جلسہ کی بنیاد رکھی اور آئندہ زمانہ میں اس کے زبردست عروج اور ترقی کی بھی پیشگوئی فرمائی۔ آپ نے فرمایا :

☆ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ ☆ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلسہ سے متعلق یہ پیشگوئیاں بڑی شان کے ساتھ پوری ہورہی ہیں اور آئندہ بھی اس سے بڑھ کر شان وشوکت کے ساتھ پوری ہوتی رہیں گی۔ یہ جاری پیشگوئیاں ہیں جو ہر زمانہ میں نئی نئی شان اور نئے نئے جلوؤں کے ساتھ پوری ہوتی رہیں گی۔ انشاء اللہ۔

جلسہ سالانہ قادیان 2016ء کی ایک خاص بات یہ تھی کہ اس جلسہ میں انڈونیشیا کے 183/احمدی چارٹرڈ ہوائی جہاز کے ذریعہ جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہوئے۔ MALINDO AIRLINE (ملیشیا انڈونیشیا ایئر لائن) کا ایک خصوصی طیارہ 23 دسمبر 2016 کو 183 خوش نصیب احمدیوں کو لیکر جکارتہ ایئر پورٹ سے امرتسر کے لئے روانہ ہوا اور کوالالمپور سے ہوتے ہوئے اسی روز شام تقریباً 4 بجے امرتسر پہنچا۔ یہ تقریباً 8 گھنٹے کا سفر تھا۔ عام طور پر ہوائی اڈوں میں ویڈیو گرافی منع ہوتی ہے لیکن ان تاریخی لمحات کو قید کرنے کیلئے امرتسر ایئر پورٹ کے بالا افسران سے ویڈیو گرافی کی خصوصی اجازت لی گئی۔ اللہ کے فضل سے ایک امن پسند جماعت ہونے کی وجہ سے اس کی اجازت دی گئی۔ مورخہ 28 دسمبر 2016 کو جلسہ سالانہ کے آخری روز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب سے پہلے جلسہ گاہ میں، جلسہ سالانہ سے متعلق جو ڈاکومنٹری دکھائی گئی اس میں چارٹرڈ ہوائی جہاز کے ذریعہ انڈونیشین احمدیوں کے امرتسر میں اُترنے کی مختصر ویڈیو گرافی بھی دکھائی گئی۔ یہ نظارہ بہت ہی ایمان افروز اور دل کو گداز کرنے والا تھا۔ جلسہ سالانہ کی عظیم الشان ترقی دیکھ کر، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو عظیم الشان رنگ میں پورا ہوتا مشاہدہ کر کے دل کی عجیب کیفیت تھی۔ دل خوشی سے لبریز تھا، ایسی خوشی جو دل کو پگھلا رہی تھی، آنکھوں کو نمناک کر رہی تھی۔

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 10 دسمبر 1937ء کو جلسہ سالانہ کی اہمیت و برکات پر ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپؓ نے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی اہمیت اور برکات پر روشنی ڈالنے کے علاوہ یہ بھی فرمایا کہ:

”ہماری جماعت میں ابھی مالدار لوگ داخل نہیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جلدی سے جانے کیلئے جو وسائلِ سفر ہیں وہ اتنا خرچ چاہتے ہیں کہ بیرونی ممالک کے احمدیوں کیلئے ان ایام میں قادیان پہنچنا مشکل ہے۔ لیکن اگر کسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بڑے مالدار ہماری جماعت میں شامل ہوجائیں یا سفر کے جو اخراجات ہیں ان میں بہت کچھ کمی ہوجائے اور ہر قسم کی سہولت لوگوں کو میسر آجائے تو دُنیا کے ہر گوشہ سے لوگ اس موقع پر آئیں گے۔ اگر کسی وقت امریکہ میں ہماری جماعت کے مالدار لوگ ہوں اور وہ آمد ورفت کیلئے روپیہ خرچ کرسکیں تو حج کے علاوہ ان کیلئے یہ امر بھی ضروری ہوگا کہ وہ اپنی عمر میں ایک دو دفعہ قادیان بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر آئیں۔ کیونکہ یہاں علمی برکات میسر آتی ہیں اور مرکز کے فیوض سے لوگ بہرہ ور ہوتے ہیں اور میں تو یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن آنے والا ہے جبکہ دور دراز ممالک کے لوگ یہاں آئیں گے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک رؤیا ہے جس میں آپ نے دیکھا کہ آپ ہوا میں تیر رہے ہیں اور فرماتے ہیں ”عیسیٰ تو پانی پر چلتے تھے اور میں ہوا پر تیر رہا ہوں اور میرے خدا کا فضل ان سے بڑھ کر مجھ پر ہے“۔ اس رؤیا کے ماتحت میں سمجھتا ہوں وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جس طرح قادیان کے جلسہ پر کبھی یکے سڑکوں کو گھسا دیتے تھے اور پھر موٹریں چل چل کر سڑکوں میں گڑھے ڈال دیتی تھیں اور اب ریل سواریوں کو کھینچ کھینچ کر قادیان لاتی ہے، اِسی طرح کسی زمانہ میں جلسہ کے ایام میں تھوڑے تھوڑے وقفہ پر یہ خبریں بھی ملا کریں گی کہ ابھی ابھی فلاں مُلک سے اتنے ہوائی جہاز آئے ہیں۔ یہ باتیں دنیا کی نظروں میں عجیب ہیں مگر خدا تعالیٰ کی نظر میں عجیب نہیں۔“

نیز آپؓ نے فرمایا : ”میں سمجھتا ہوں کہ وہ دن دُور نہیں جب دُنیا کے گوشوں گوشوں سے ہوائی جہازوں کے ذریعہ یا بعض اور سواریوں کے ذریعہ سے جو ابھی ہمیں معلوم بھی نہ ہوں لوگ قادیان آئیں گے اور ساری دنیا کی احمدی جماعتیں اُس وقت قادیان میں اکٹھی ہوں گی کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعینہٖ وہ سارے الہامات ہوئے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مکہ کے قیام کے وقت ہوئے تھے۔“

(خطبہ جمعہ 10 دسمبر 1937ء)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 25 دسمبر 2015ء کو مسجد بیت الفتوح لندن سے جو خطبہ ارشاد فرمایا، اُس میں آپ نے سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا ارشادات پیش فرمانے کے بعد فرمایا :

”اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب یہ نظارے ہم کثرت سے دیکھ رہے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا دُنیا کے بیس پچیس ممالک کے لوگ اس وقت ہوائی جہاز کے ذریعہ سے ہی وہاں قادیان جلسے پر گئے ہوئے ہیں اور بعض ایسے ملکوں کے مقامی لوگ ہیں جن کا کبھی تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ وہاں پہنچیں گے۔ **اور یہ بھی بعید نہیں کہ کسی وقت چارٹرڈ فلائٹس چلا کریں اور قادیان کے جلسے میں لوگ شامل ہوا کریں۔**“ (اخبار بدر 21 جنوری 2016 صفحہ 4 کالم 2)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منہ سے نکلی ہوئی یہ بات اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز طور پر ایک سال کے اندر ہی پوری کردی۔ یہ توفیق انڈونیشیا کے احمدیوں کو ملی کہ وہ اس پیشگوئی کو پورا کریں اور چارٹرڈ جہاز کے ذریعہ قادیان کے جلسہ میں شمولیت اختیار کریں۔ جس وقت حضور کے منہ سے یہ الفاظ نکلے تھے اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے کُنْ کا حکم صادر فرمادیا تھا اور فرشتے اُسی وقت سے اس کام کو انجام دینے کے لئے سرگرم عمل ہوگئے تھے۔ نیکیوں میں سبقت، اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا طرّۂ امتیاز ہے۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آئندہ اور بھی چارٹرڈ جہاز آیا کریں گے اور یہ سلسلہ سال بہ سال بڑھتا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

مکرم سیوتی عزیز صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ انڈونیشیا نے، جو خود بھی اس چارٹرڈ جہاز کے ذریعہ جلسہ سالانہ قادیان میں تشریف لائے تھے، نے، جلسہ کے پہلے روز کے دوسرے سیشن میں اپنے تاثرات میں اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر بڑے ہی رقت بھرے انداز میں فرمایا۔

اللہ کرے کہ وہ دن بھی ہم اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے ہوں جب دُنیا کے ہر گوشے اور ہر ملک سے احمدی قادیان کے جلسے میں جمع ہوں۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

جلسہ سالانہ قادیان کا روح پرور نظارہ

(کلام مکرم ظفر محمد ظفر صاحب مرحوم ربوہ)

ترقی فضلِ حق سے دم بہ دم ہے
زمینِ قادیاں اب محترم ہے

خدا کا فضل ہے چھوٹی سی بستی
ہجوم خلق سے ارضِ حرم ہے

چلی آتی ہے دنیا ہر طرف سے
اُسی جانب اُٹھا اب ہر قدم ہے

وہی بستی جو گمنامی میں گم تھی
اسی کا سب سے اُونچا اب علم ہے

ہے بے شک فرض حجِ کعبۃ اللہ
زیارت قادیاں کی بھی اہم ہے

عرب نازاں ہے گر ارض حرم پر
تو ارض قادیاں فخر عجم ہے

بفضلِ ایزدی جلسہ ہمارا
برائے تشنگاں ابرِ کرم ہے

فنا ہو جاؤ گے اے دشمنو! تم
عناد احمدیت اک سم ہے

نشانوں پر نشاں دیکھے ہیں سب نے
اگر اب بھی نہ مانو تو ستم ہے

خدا کا قہر ہو گا تم پہ نازل
ازل سے یہ نوشتوں میں رقم ہے

جہاں باطل ہو چکنا چور گر کر
ہمارا ان چٹانوں پر قدم ہے

مسیحا! پھر ترے مہمان آئے
معزز محترم انسان آئے

تقدس کا جہاں قائل ہے جن کی
یہاں وہ صاحبِ عرفان آئے

دبائی ہیں بغل میں گر حدیثیں
تو ہاتھوں میں لئے قرآن آئے

مسیحا سر کے بل چل کر گھروں سے
ترے دیوانے اور مستان آئے

بہت تکلیفیں رستے میں اٹھائیں
مگر شادان اور فرحان آئے

یہ بنگالی ہیں گر تو وہ ہیں سندھی
یہ کشمیری ہیں وہ افغان آئے

بہت آئے قریشی اور مرزے
ہزاروں، شیخ! سید! خان! آئے

یہ شامی ہیں تو یہ مصری و رومی
بہت از سرحد ایران آئے

غرض ہر ملک سے آئے ہیں مہماں
جزائر کے بھی ہیں سکّان آئے

تجھے اے دشمن ناداں خبر کیا
کہ کیوں ہیں یہ سبھی مہمان آئے

یہ پروانے سبھی اسلام کے ہیں
یہ سارے سیکھنے قرآن آئے

ابھی کر دیں گے قرباں اپنی جانیں
خلافت کا اگر فرمان آئے

ظفرؔ صد شکر ہے کہ پھر جہاں میں
مسلماں صاحبِ ایمان آئے

(الفضل قادیان 25 دسمبر 1932ء صفحہ 9)

خطبہ جمعہ

بعض لوگ بعض عہدیداروں کے خلاف یا بعض ایسے لوگوں کے خلاف بھی جو عہدیدار نہیں شکایت کرتے ہیں کہ یہ ایسے ہیں اور یہ ویسے ہیں اس نے فلاں جرم کیا اور اس نے فلاں خلاف شریعت حرکت کی، لیکن اکثر ایسے لکھنے والے اپنی شکایتوں میں اپنے نام نہیں لکھتے یا فرضی نام اور فرضی پتا لکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی شکایتوں پر ظاہر ہے کوئی کارروائی نہیں ہوتی اور نہ ہوسکتی ہے

جو شکایت کرنے والے اپنا نام نہیں لکھتے یا فرضی نام لکھتے ہیں ان میں پہلی بات تو یہ ہے کہ یا منافقت ہوتی ہے یا وہ جھوٹے ہوتے ہیں۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ دوسروں پر بھیانک الزام لگانے والے چاہے وہ کوئی عہدیدار ہے یا عہدیدار نہیں، اس وقت کسی کے بارے میں بھیانک اور خوفناک الزام لگاتے ہیں یا بڑی شدت سے الزام لگاتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ ان کے ذاتی مفادات دوسروں سے متاثر ہونے والے ہیں۔ پس تحقیق کرنے سے پہلے یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ شکایت کرنے والا کیسا ہے

ان تمام شکایت کرنے والوں پر جو نام نہیں لکھتے واضح ہونا چاہئے کہ ان کا یہ فعل کہ اپنی شناخت کے بغیر شکایت کریں قرآنی حکم کے خلاف ہے کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ پہلے شکایت کرنے والے کے بارے میں تحقیق کرو

جب نام ہی ظاہر نہیں ہو رہا تو تحقیق کس طرح ہوگی اور یہ قرآن کریم کے حکم کے صریح خلاف ہے، پس شکایت کرنے والا خود قرآن کریم کے حکم کو توڑتا ہے

چاہے کسی کو اپنے ذوقی نقطہ نظر سے یا معاشرے کے زیر اثر کوئی بات بری لگے لیکن اگر قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق وہ صحیح ہے تو وہ صحیح ہے اور اس میں کوئی عیب نہیں۔ بعض لوگ اپنی طبیعت اور رسم و رواج سے متاثر ہو کر بعض معاملات میں سختی دکھاتے ہیں لیکن ان کی باتیں چاہے وہ دین کے نام پر ہی ہوں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے

بعض باتیں ایسی ہیں جہاں گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے، اگر گواہ پیش نہیں ہوئے تو پھر اس بات کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ کسی کی شکایت پر فیصلہ صرف اس کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق نہیں ہوگا۔ شکایت پر فیصلہ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق ہوگا۔ جہاں دو گواہوں کی ضرورت ہے وہاں دو گواہ پیش کرنے ہوں گے۔ جہاں چار گواہوں کی ضرورت ہے وہاں چار گواہ پیش کرنے ہوں گے اور اس کے مطابق ہی پھر تحقیق بھی ہوگی اور فیصلہ بھی ہوگا۔ ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے معاملات اور فیصلے کرنے والے بنیں اور اپنی ذاتی اَناؤں اور توجیہات کو بنیاد بنا کر انتظامیہ کو مجبور کرنے والے یا خلیفۂ وقت کو مجبور کرنے والے نہ ہوں کہ اسکے مطابق فیصلے کئے جائیں

مکرم شیخ ساجد محمود صاحب ابن مکرم شیخ مجید احمد صاحب آف حلقہ گلزار ہجری ضلع کراچی کی شہادت،
مکرم شیخ عبدالقدیر صاحب ابن مکرم شیخ عبدالکریم صاحب درویش قادیان کی وفات،
مکرم تنویر احمد لون صاحب ناصر آباد کشمیر کی شہادت، مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 2 دسمبر 2016ء بمطابق 2 فتح 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

بعض لوگ بعض عہدیداروں کے خلاف یا بعض ایسے لوگوں کے خلاف بھی جو عہدیدار نہیں شکایت کرتے ہیں کہ یہ ایسے ہیں اور یہ ویسے ہیں۔ اس نے فلاں جرم کیا اور اس نے فلاں خلاف شریعت حرکت کی۔ پس فوری طور پر ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے کیونکہ یہ لوگ جماعت کو بدنام کر رہے ہیں۔ لیکن اکثر ایسے لکھنے والے اپنی شکایتوں میں اپنے نام نہیں لکھتے یا فرضی نام اور فرضی پتا لکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی شکایتوں پر ظاہر ہے کوئی کارروائی نہیں ہوتی اور نہ ہوسکتی ہے اور جب کچھ عرصہ گزر جائے تو پھر شکایت آتی ہے کہ میں نے لکھا تھا ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اگر کارروائی نہ ہوئی تو بڑا ظلم ہو جائے گا۔ یہ بے نام شکایت کرنے کی بیماری جو ہے یہ پاکستان اور ہندوستان کے لوگوں میں زیادہ ہے۔ باقی دنیا کے مقامی لوگوں کی طرف سے تو شاید ہی کوئی اس قسم کی شکایت آئی ہوگی لیکن پاکستانی جو باہر ملکوں میں بھی آباد ہیں ان میں بھی بعض میں یہ بیماری ہے کہ اس طرح کی بے نام شکایت کر کے بات کریں۔ تو یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ ہر دور میں ایسے لوگ پائے جاتے رہے ہیں جو اس قسم کی شکایات کرنے والے ہیں جس طرح آجکل بعض لوگ مجھے لکھتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں بھی، خلافت ثالثہ میں بھی، خلافت رابعہ میں بھی یہ شکایت کرنے والے موجود تھے جو بے نامی شکایتیں کیا کرتے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسی شکایت پر ایک دفعہ ایک خطبہ دیا تھا کیونکہ یہ ایسے لوگوں کا منہ بند کروانے کے لئے بڑا جامع اور واضح ہے اس لئے اس خطبہ سے استفادہ کرتے ہوئے میں نے آج کچھ کہنے کا سوچا ہے۔

جو شکایت کرنے والے اپنا نام نہیں لکھتے یا فرضی نام لکھتے ہیں ان میں پہلی بات تو یہ ہے کہ یا منافقت ہوتی ہے یا وہ جھوٹے ہوتے ہیں۔ اگر ان میں جرأت اور سچائی ہو تو کسی بھی چیز کی پرواہ کرنے والے نہ ہوں۔ عہد تو یہ کرتے ہیں کہ ہم جان مال وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے اور یہاں جب معاملہ ان کے خیال میں جماعت کی عزت و وقار کا آتا ہے تو اپنا نام چھپانے لگ جاتے ہیں تاکہ کہیں ان کے وقار اور ان کی عزت کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ پس جس نے ابتدا میں ہی کمزوری دکھا دی اس کی باقی باتیں بھی غلط ہونے کا بڑا واضح امکان ہے۔

قرآن کریم میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے پاس اگر کوئی خبر پہنچے تو تحقیق کر لیا کرو اور یہ بات ہر عقلمند جانتا ہے کہ کسی بھی تحقیق کے لئے بات کہنے والے یا بات پہنچانے والے کی بات سن کر فوراً اس بات کے متعلق تحقیق نہیں شروع ہوسکتی، نہ ہوتی ہے۔ بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ بات پہنچانے والا خود کیسا ہے اسی سے تحقیق کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں پہلے تحقیق ہوگی کہ کیا وہ ہر قسم کی برائیوں سے پاک ہے۔ خود تو وہ کسی برائی میں ملوّث نہیں۔ ایمان میں کمزور تو نہیں ہے۔ یا یہ نہ ہو کہ خود تو ایمان میں کمزور ہو اور دوسروں پر الزام لگا رہا ہو

کہ یہ ایسا ہے ویسا ہے۔

عموماً دیکھا گیا ہے کہ دوسروں پر بھیانک الزام لگانے والے چاہے وہ کوئی عہدیدار ہے یا عہدیدار نہیں۔ اس وقت کسی کے بارے میں بھیانک اور خوفناک الزام لگاتے ہیں یا بڑی شدت سے الزام لگاتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ ان کے ذاتی مفادات دوسروں سے متاثر ہونے والے ہیں۔ پس تحقیق کرنے سے پہلے یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ شکایت کرنے والا کیسا ہے وہ مومن ہے یا فاسق ہے؟ جب شکایت کرنے والے کا علم ہی نہیں تو یہ بھی پتا نہیں چل سکتا کہ وہ کس زمرہ میں آتا ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اگر کوئی لکھنے والا ایسی بات لکھتا ہے جو جماعت کے مفادات کو نقصان پہنچانے والی ہے تو پھر اپنے طور پر تحقیق کر لی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر یہ بھی علم ہو جائے کہ شکایت کرنے والا کون ہے تو جیسا کہ مَیں نے کہا کہ پہلے اس کے اپنے کردار کے بارے میں تحقیق ہوگی۔ اسی طرح اپنے طور پر جو اس نے باتیں کی ہیں اس کی سچائی کے بارے میں بھی تحقیق ہوگی تا کہ پتا لگے کہ وہ سچ کہتا ہے یا نہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ قرآنی تعلیم یہ ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اِنۡ جَآءَکُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا۔ (سورۃ الحجرات آیت 7) اگر تمہارے پاس کوئی فاسق شکایت لے کر آتا ہے اور کسی کے بارے میں کوئی بری بات کہتا ہے تو اس کی تحقیق کرو۔ پھر اس کے بعد کوئی کارروائی کرو۔ لیکن شکایت کرنے والے ایک تو اپنا نام نہ لکھ کر خود مجرم بنتے ہیں۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کی بات اسی طرح قبول بھی کی جائے جس طرح انہوں نے لکھی ہے اور جس کے خلاف شکایت ہے فوراً اس کے لئے سزا کا حکم نافذ کر دیا جائے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ فاسق کے معنی صرف بدکار کے ہی نہیں ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عربی میں بدکار کو بھی فاسق کہتے ہیں لیکن لغت کے لحاظ سے فاسق اسے بھی کہتے ہیں جو تیز طبیعت کا ہو۔ بات بات پر لڑ پڑتا ہو۔ فسق کے معنی ادنیٰ اطاعت کے بھی ہیں۔ اطاعت سے باہر نکلنے والا بھی فاسق ہے۔ فاسق کے معنی تعاون نہ کرنے والے کے بھی ہیں۔ لڑاکا بھی اور تعاون بھی نہ کرنے والا ہو۔ فاسق کے معنی اس شخص کے بھی ہیں جو لوگوں کے چھوٹے چھوٹے قصوروں کو لے کر بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے اور پھر یہ بھی سمجھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ جو اس نے بیان کیا ہے اس کے مطابق دوسرے کو انتہائی سزا ملنی چاہئے۔ کوئی معافی کا امکان نہیں ہے۔ تیز مزاج کو بھی فاسق کہتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک احمدی دوست کے بارے میں بیان فرماتے ہیں، جو پرانے مخلص احمدی تھے کہ جہاں تک ان کے اخلاص کا تعلق ہے اس میں کوئی شبہ نہیں لیکن ان کو چھوٹی سی بات پر انتہائی فتویٰ لگانے کی عادت تھی۔ آپ کہتے ہیں کہ ان کی طبیعت میں یہ مرض تھا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر کفر سے ورے نہیں ٹھہرتے تھے۔ کوئی بات پکڑی اور کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ مثلاً آپ لکھتے ہیں کہ فرض کرو کہ تشہّد میں بیٹھے ہوتے ہیں، جب التّحیات میں بیٹھتے ہیں تو اپنے دائیں پاؤں کی انگلیاں جو سیدھی نہیں رکھتا، (پاؤں سیدھا رکھنے کا حکم ہے) تو ان کے نزدیک وہ کفر کی حد تک پہنچ جاتا تھا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میں نقرس کی تکلیف کی وجہ سے (ان کو gout تھا) دائیں پاؤں کی انگلیاں تشہد کی حالت میں سیدھی نہیں رکھ سکتا۔ پہلے جب پاؤں ٹھیک ہوتا تھا تو رکھا کرتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر حافظ صاحب (وہ حافظ تھے) زندہ ہوتے تو غالباً شام تک وہ مجھ پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیتے۔ تو ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے لگاتے کہ یہ پاؤں کی انگلیاں سیدھی نہیں رکھتے اور ایسا کرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے خلاف ہے۔ پس معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ایمان نہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر ایمان نہیں تو قرآن کریم پر بھی ایمان نہیں اور اگر قرآن کریم پر ایمان نہیں تو اللہ تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں لہٰذا کافر ہو گئے۔ بہرحال حضرت مصلح موعود نے ایسے جلدبازوں کی چاہے وہ مخلص بھی ہوں یہ مثال دی ہے۔ لیکن جو نام بھی چھپاتا ہو اور خود ایمان میں بھی کمزور ہو اور دوسروں پر فتوے بھی لگاتا ہے تو وہ ان تمام معنی کے لحاظ سے جو فاسق کے بیان کئے گئے ہیں فاسق ہی ٹھہرتا ہے۔

پس ان تمام شکایت کرنے والوں پر جو نام نہیں لکھتے واضح ہونا چاہئے کہ ان کا یہ فعل کہ اپنی شناخت کے بغیر شکایت کریں قرآنی حکم کے خلاف ہے کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ پہلے شکایت کرنے والے کے بارے میں تحقیق کرو۔ اگر صرف شکایت کرنے والے کی بات پر ہی بغیر تحقیق کے عمل ہونے لگ جائے جس کا وہ مطالبہ کرتا ہے تو جماعت بجائے ترقی کے انحطاط کی طرف جانا شروع ہو جائے گی۔ انحطاط کا شکار ہو جائے گی۔ خلیفہ وقت کی بھی اور نظام جماعت کی بھی اپنی کوئی تحقیق نہیں ہوگی جو کوئی کہے گا اس کے مطابق عمل ہونا شروع ہو جائے گا اور یہ چیز پھر ترقی کی طرف نہیں لے جاسکتی۔ ہر کوئی اٹھے گا اور یہی کہے گا کہ میری خواہشات کے مطابق فیصلے کئے جائیں۔

حضرت مصلح موعود بیان کرتے ہیں کہ اگر ہم جانتے بھی ہوں کہ شکایت کرنے والا شخص بڑا محتاط ہے۔ راستباز بھی ہے، مخلص بھی ہے اگر وہ کسی کی شکایت کرتا ہے تو تب بھی سب کچھ جاننے کے باوجود لازماً اس کی بھی تحقیق کرنی پڑے گی اور تحقیق ہوگی۔ یہ یقین بھی ہو جائے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ شکایت کرنے والا نیک بھی ہے، راستباز بھی ہے، غلطی نہیں کیا کرتا اور اس میں اخلاص بھی ہے تو پھر بھی اس معاملہ کی تحقیق کرنا ہوگی اور اس کے بارے میں بھی تحقیق ہوگی۔ کیونکہ کوئی فرد یہ نہیں کہہ سکتا کہ کیونکہ مَیں یہ کہہ رہا ہوں اس لئے یونہی سمجھنا چاہئے اور اس کے مطابق فیصلہ ہونا چاہئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کے دوران تلاوت کرتے ہوئے کوئی غلطی ہو گئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقتدیوں میں شامل تھے انہوں نے لقمہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ آپ نے انہیں کہا کہ تمہیں کس نے کہہ دیا کہ لقمہ دو۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس ناپسندیدگی کا ایک یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ تمہارے ذمہ اَور بڑے کام ہیں۔ ان چھوٹے چھوٹے کاموں کو اَوروں کے لئے رہنے دو اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ یہ کام ان قاریوں کا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم سیکھتے تھے تم یہ کام ان کے لئے رہنے دو۔

حضرت مصلح موعود اپنے پاس اس بے نام شکایت کرنے والے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے شکایت کرنے والا کوئی بڑا آدمی ہو تو میں اسے کہوں کہ تم ان باتوں کو کسی اور کے لئے رہنے دو اور اپنے اصل کام کی طرف متوجہ رہو۔ پس لکھنے والے نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ اس لئے اس کے درجے اور حیثیت کا علم نہیں ہو سکتا۔ اس کو سمجھایا نہیں جا سکتا۔

دوسری بات یہ کہ اس نے بہت سے عہدیداروں، ناظروں اور لجنہ کے بھی عیب بیان کرنے شروع کر دیئے تھے اور بڑے غلط قسم کے الزام لگائے تھے اور کہا کہ فلاں فلاں میں یہ عیب ہے۔ ایک طرف تو وہ ان لوگوں کی شکایت کر رہا ہے کہ وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف کام کرتے ہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف کام کرنا ہی بہت بڑا عیب ہے۔ اس لئے بہت بڑا عیب ان میں پایا جاتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا تو وہ عیب نہیں ہے۔ لیکن اگر اس تعلیم کے خلاف وہ کوئی کام کر رہا ہے تو وہ عیب ہے۔ بہرحال یہ شکایت کرنے والا ایک طرف تو یہ کہہ رہا ہے کہ یہ لوگ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ دوسری طرف خود اس کے خلاف جاتا ہے کہ اس نے شکایت اور اس کے ثبوت کی جو شرائط رکھی ہیں وہ خود ان کو توڑ رہا ہے اور اکثر لوگ یہی کرتے ہیں۔ مجھے بھی جب لکھتے ہیں تو ان شرائط کو ہی توڑ رہے ہوتے ہیں۔ اصل چیز تو قرآن کریم کے احکامات پر اور سنت پر عمل کرنا ہی ہے اور قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ کھل کے جب بات کی جائے تو اس کے ثبوت بھی مہیا کئے جائیں، تحقیق بھی کی جائے۔ جب نام ہی ظاہر نہیں ہو رہا تو تحقیق کس طرح ہوگی اور یہ قرآن کریم کے حکم کے صریح خلاف ہے۔ پس شکایت کرنے والا خود قرآن کریم کے حکم کو توڑتا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنا یہی نیکی ہے۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے۔ چاہے کسی کو اپنے ذوقی نقطہ نظر سے یا معاشرے کے زیر اثر کوئی بات بری لگے لیکن اگر قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق وہ صحیح ہے تو وہ صحیح ہے اور اس میں کوئی عیب نہیں۔

بعض لوگ اپنی طبیعت اور رسم و رواج سے متاثر ہو کر بعض معاملات میں سختی دکھاتے ہیں لیکن ان کی باتیں چاہے وہ دین کے نام پر ہی ہوں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس بات کی وضاحت میں حضرت مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ یہ واقعہ پہلے بھی کئی دفعہ اس تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکا ہے۔ اب اس حوالے سے آ رہا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت اُمّ المومنین کو ساتھ لے کر سٹیشن پر پھر رہے تھے۔ ان دنوں پردے کا مفہوم بہت سخت لیا جاتا تھا۔ (اس زمانے میں بڑا سخت پردہ ہوتا تھا)۔ سٹیشن پر ڈولیوں میں عورتیں آتی تھیں۔ بڑے لوگ جو خاندانی لوگ کہلاتے تھے، ان کی عورتیں تو ڈولیوں میں بیٹھ کر آتی تھی اور دائیں بائیں اس کی چادریں گری ہوتی تھیں اور پھر وہاں ٹرین کے ڈبے تک اسی طرح بند ڈبے میں آتی تھیں اور ڈبے کے اندر بند چلی جاتی تھیں۔ پردے کا ایسا انتظام تھا) اور جب ڈبے میں بیٹھ جاتی تھیں تو پھر کھڑکیاں بند کر دی جاتی تھیں (تا کہ کسی کی عورت پہ نظر نہ پڑے۔) آپ فرماتے ہیں یہ پردہ تکلیف دینے والا تھا اور اسلام کی تعلیم کے خلاف تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کی تعلیم پر عمل کرتے تھے۔ حضرت اُمّ المومنین برقع پہن لیتی تھیں اور سیر کے لئے باہر چلی جاتی تھیں۔ اس دن بھی حضرت اُمّ المومنین نے برقع پہنا ہوا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو ساتھ لئے ہوئے پلیٹ فارم پر ٹہل رہے تھے۔ (مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول بھی ساتھ تھے۔) مولوی عبدالکریم صاحب

کلامُ الامام

’’کچھ گناہ حقوق اللہ کے متعلق ہوتے ہیں اور کچھ حقوق عباد کے متعلق، ہر دو قسم کی غلطیوں کی معافی مانگنی چاہئے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 60)

طالبِ دُعا: سکینہ الہ دین صاحبہ، اہلیہ مکرم سلطان محمد الدین صاحب آف سکندر آباد

کلامُ الامام

’’کوئی مذہب ہو، خواہ قوم ہو، خواہ جماعت ہو بغیر رُوحانیت کے کوئی قائم نہیں رہ سکتا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 61)

طالبِ دُعا: الہ دین فیملیز، انکے بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار و دوست نیز مرحومین کرام

کی طبیعت میں تیزی تھی۔ ان کو خیال ہوا کہ یہ غلط ہو رہا ہے۔ خود تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کہنے کی جرأت نہیں تھی، حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے پاس گئے اور کہا کہ مولوی صاحب یہ کیا غضب ہوگیا۔ کل اخباروں میں شور پڑ جائے گا۔ اشتہارات اور ٹریکٹ نکل آئیں گے کہ مرزا صاحب پلیٹ فارم پر اپنی بیوی کو ساتھ لے کر پھر رہے تھے۔ آپ جا کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سمجھائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے کہا اس میں کیا برائی ہے؟ مجھے تو کوئی برائی نظر نہیں آ رہی۔ اگر آپ کو کوئی برائی لگ رہی ہے تو خود ہی جا کر کہہ دیں۔ بہر حال مولوی عبدالکریم صاحب حضرت مسیح موعود کے پاس گئے۔ آپ ٹہلتے ہوئے بڑی دُور چلے گئے تھے اور واپس جب آئے تو گردن جھکی ہوئی تھی۔ حضرت خلیفہ اوّل فرماتے ہیں کہ مجھے شوق ہوا کہ پوچھوں کیا جواب ملا۔ چنانچہ میں نے دریافت کیا کہ مولوی صاحب! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا فرمایا؟ مولوی صاحب نے کہا کہ جب میں نے حضور سے کہا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ لوگ کیا کہیں گے؟ تو آپ نے فرمایا آخر وہ کیا کہیں گے۔ یہی کہیں گے ناں کہ مرزا صاحب اپنی بیوی کے ساتھ یوں پھر رہے تھے۔ مولوی صاحب شرمندہ ہو کر واپس آ گئے۔ حضرت امّ المومنین نے پردہ کیا ہوا تھا اور پھر میاں بیوی کا اکٹھے پھرنا قابل اعتراض بھی نہیں ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی بیویوں کے ساتھ پھرتے تھے۔ ایک دفعہ لوگوں کے سامنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ دوڑے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دفعہ پیچھے رہ گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیت گئیں۔ کچھ عرصے کے بعد دوسری دفعہ پھر دوڑے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ سے جیت گئے اور وہ ہار گئیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا عائشہ۔ تِلْکَ بِتِلْکَ۔ کہ عائشہ اس ہار کے بدلے کی یہ ہار ہوگئی۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے ساتھ پھرنا معیوب خیال نہیں فرماتے تھے اور جس بات کی اجازت اسلام نے دی ہے اس کو عیب نہیں کہا جا سکتا۔ پس اگر کوئی شخص کسی دوسرے پر اعتراض کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے نزدیک وہ شخص اسلامی تعلیم پر عمل نہیں کرتا۔

آپ پھر شکایت کرنے والے کے بارے میں بتاتے ہیں کہ لیکن اس نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ فلاں چھوٹے درجہ کا ہے۔ (وہاں پھر خاندانی اور ذاتی اعتراضات بھی اس پر شروع ہوگئے۔) فلاں کمینہ ہے اور اس کو آپ نے فلاں عہدہ دیا ہوا ہے اور بعض الزامات ایسے لگائے جس کے متعلق شریعت نے گواہ طلب کئے ہیں اور گواہ بھی ننگی رؤیت کے طلب کئے ہیں۔ یعنی شریعت اس کے متعلق یہ کہتی ہے کہ ننگی رؤیت کے چار گواہ ہوں تو وہ شکایت کرنے میں حق پر ہے ورنہ نہیں۔ بعض لوگ یونہی کسی لڑکے لڑکی کے تعلقات کے الزام لگا دیتے ہیں اگر تعلقات کے الزام لگانا ہیں تو اس کے لئے چار گواہ بھی اسلام میں ضروری ہیں۔ آپ فرماتے ہیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ دین کی غیرت ایسے شخص کو پیدا ہوئی جو خود قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف عمل کرتا ہے اور دوسروں پر ایسے الزامات لگاتا ہے جن سے قرآن کریم نے منع فرمایا ہے اور نہ صرف منع فرمایا ہے بلکہ ان پر ایسے الزامات پر حد بھی مقرر کی ہے کہ کسی پر غلط الزام لگانے والے، ایسا کہنے والے جو ہیں ان کو اسی کوڑے لگاؤ۔ گویا شریعت نے اس بارے میں جو اتنا شدید حکم دیا ہے وہ اسے توتوڑتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ فلاں شخص قرآنی تعلیم کے خلاف چلتا ہے حالانکہ وہ خود قرآنی تعلیم کے خلاف چل رہا ہوتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ دیکھو شکایت کرنے والے کی حیثیت کیا ہوئی۔ پہلے تو اس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا پھر جو ثبوت ضروری ہیں وہ پیش نہیں کئے۔ شریعت کے قواعد سے نہ تو مَیں آزاد ہوں نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آزاد ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود شریعت کے قواعد پر چلنے کے لئے مجبور تھے۔ پس اس شخص نے بعض ایسے اعتراضات کئے ہیں جن پر شریعت حد لگاتی ہے اور شریعت نے ان کے لئے گواہی کا جو طریق مقرر کیا ہے اس طریق پر چلنا ضروری ہے۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ فلاں نے قرآن کریم کا فلاں حکم توڑا ہے اسے سزا دو لیکن مجھے کچھ نہ کہو۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔ مجھے بچپن کا ایک لطیفہ یاد آ گیا اُس وقت میں نے اس سے بہت مزا اٹھایا تھا اور اب بھی مجھے یاد آتا ہے تو ہنسی آتی ہے۔ کہتے ہیں کہ پانچویں یا چھٹی جماعت میں مَیں پڑھتا تھا تو ہمارے استاد نے یہ طریق مقرر کیا ہوا تھا کہ ان کے سوال کا جواب جو طالبعلم وقت مقررہ میں دے دے وہ اوپر کے نمبر میں آ جائے گا۔ ہم کھڑے تھے۔ استاد نے سوال کیا ایک لڑکے نے اس کا جواب دیا۔ دوسرے نے ہاتھ بڑھا کر کہا ماسٹر جی یہ جواب غلط ہے۔ ماسٹر صاحب نے پہلے لڑکے سے کہا تم نیچے آ جاؤ اور دوسرے کو کہا تم اوپر چلے جاؤ۔ نیچے آتے ہی اس لڑکے نے جو پہلے اوپر کے نمبر پہ تھا کہا کہ ماسٹر صاحب اس نے میری غلطی نکالتے ہوئے غَلَط لفظ کو غَلْط کہا ہے جو غلَط ہے۔ اس استاد نے پھر اسے سابق جگہ پر کھڑا کر دیا اور دوسرے لڑکے کو پھر نیچے گرا دیا۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ یہی حالت بعض معترضوں کی ہوتی ہے۔ وہ دوسرے پر غلط یا صحیح اعتراض کرتے ہیں لیکن اعتراض کا طریقہ مجرمانہ ہوتا ہے اور اس طرح اس کو سزا دلاتے دلاتے خود سزا کے مستحق ہو جاتے ہیں اور پھر شور مچاتے ہیں کہ مجرم کو کوئی پکڑتا نہیں۔ جو توجہ دلاتا ہے اسے سزا دے دیتے ہیں۔ حالانکہ سزا دینے والے کیا کریں وہ بھی تو شریعت کے غلام ہیں۔ اگر قرآن کریم کی حکومت کو قائم کرنا چاہتے ہو تو اپنے پر بھی خدا تعالیٰ کی حکومت کو قائم کرو۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دوسروں پر تو خدا تعالیٰ کی حکومت قائم ہو اور تم پر خدا تعالیٰ کی حکومت قائم نہ ہو تو یہ درست بات نہیں ہے۔ میں شکایت کرنے والوں سے کہتا کہوں کہ ''ایاز! قدرِ خود بشناس'' کہ ایاز تم اپنی قدر اور اپنی حیثیت کو پہلے یاد رکھو اور پہچانو۔ نام چھپانے والے اپنا نام چھپا کر دوسروں پر الزام لگاتے ہیں کہ ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور الزاموں میں جو ثبوت پیش کر رہے ہوتے ہیں وہ یہ کہ فلاں تو فلاں خاندان کا ہے۔ فلاں کی حیثیت نہیں ہے۔ فلاں ایسا ہے۔ اور ان الزاموں کی کوئی حقیقت بھی نہیں ہوتی اور الزام لگانے والے خود اصل میں بے حیثیت لوگ ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم نے تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہمارا رب بھی ہے اور ہر ایک کا ربّ ہے۔ وہ رزق بھی دیتا ہے اور پالتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ سے ہم سب کچھ لے رہے ہیں تو پھر بات اللہ تعالیٰ کی مانی جائے گی نہ کہ ان الزام لگانے والوں کی۔ جیسا کہ میں نے کہا یہ شکایتیں کرنے والے لوگ یہی چاہتے ہیں کہ دوسروں کو شریعت کے مطابق سزا دی جائے اور خود اپنے آپ کو شریعت کے حکموں سے باہر نکال دیتے ہیں، بَری کر دیتے ہیں۔ خود ہی اپنے منصف بن جاتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کو بھی جب بات سامنے آئے گی، کھلے گی تو پھر شریعت کے مطابق ہی سزا ملے گی۔

بعض باتیں ایسی ہیں جہاں گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر گواہ پیش نہیں ہوئے تو پھر اس بات کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور بہر حال پھر اس کا فیصلہ شریعت کے مطابق، قرآن کے مطابق ہوگا۔

بعض دفعہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے جھوٹی قسم کھا لی اور اپنے آپ کو بچا لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب ایک دفعہ ایسا معاملہ آیا۔ دو جھگڑنے والے آئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ایک فریق قسم کھائے گا۔ دوسرے نے کہا یہ تو جھوٹا شخص ہے یہ تو سو قسمیں بھی کھا لے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تو خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنا ہے۔ اگر یہ جھوٹی قسمیں کھاتا ہے تو اس کا معاملہ پھر خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے وہ خود ہی اسے سزا دے دے گا۔

(ماخوذ از خطبات محمود، جلد 33، صفحہ 265 تا 271، خطبہ بیان فرمودہ 5رستمبر 1952ء)

پس یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ کسی کی شکایت پر فیصلہ صرف اس کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق نہیں ہو گا۔ شکایت پر فیصلہ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق ہوگا۔ جہاں دو گواہوں کی ضرورت ہے وہاں دو گواہ پیش کرنے ہوں گے۔ جہاں چار گواہوں کی ضرورت ہے وہاں چار گواہ پیش کرنے ہوں گے اور اس کے مطابق ہی پھر تحقیق بھی ہوگی اور فیصلہ بھی ہوگا۔ ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے معاملات اور فیصلے کرنے والے بنیں اور اپنی ذاتی اَناؤں اور توجیہات کو بنیاد بنا کر انتظامیہ کو مجبور کرنے والے یا خلیفہ وقت کو مجبور کرنے والے نہ ہوں کہ اس کے مطابق فیصلے کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ شکایت کرنے والوں کو بھی عقل دے کہ وہ اگر صحیح سمجھتے ہیں تو پھر کھل کر تمام ثبوتوں کے ساتھ شکایت کریں جس میں ان کا نام پتہ بھی ہو اور پھر تحقیقات میں وہ بھی شامل ہوں گے۔ جب لوگ دیکھتے ہیں کہ حقیقت میں جماعتی نظام میں کوئی رخنہ پڑ رہا ہے تو پھر جرأت سے سامنے آنا چاہئے اور شکایت کرنی چاہئے اور ہر چیز کا پھر مقابلہ کرنا چاہئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نظام جماعت جو ہے اس کو بھی توفیق دے اور عقل دے کہ خلیفہ وقت کی طرف سے جو فیصلہ کرنے پہ مقرر کئے گئے ہیں وہ بھی جب فیصلہ کر رہے ہوں تو انصاف کے ہر پہلو کو مدّنظر رکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے اور سنت کے مطابق فیصلے کرنے والے بنیں۔

نمازوں کے بعد مَیں جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ تو ایک شہید کا جنازہ ہے۔ مکرم شیخ ساجد محمود صاحب ابن مکرم شیخ مجید احمد صاحب جن کی عمر 55 سال تھی۔ حلقہ گلزار ہجری ضلع کراچی میں رہتے تھے مخالفین نے 27رنومبر 2016ء کی شام کو نماز مغرب کے وقت گھر کے باہر گاڑی میں بیٹھے ہوئے فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ تفصیل کے مطابق شیخ ساجد محمود صاحب گلشن معمار کراچی میں فلور ملز کے سپیئر پارٹس کی سپلائی کا کام کرتے تھے اور 27رنومبر 2016ء کی شام کو نماز مغرب کے وقت بازار سے گھر کا سودا سلف لے کر آئے اور ابھی گاڑی میں ہی بیٹھے تھے کہ ایک موٹر سائیکل پر سوار نامعلوم افراد نے آپ پر چار فائر کئے اور پھر موٹر سائیکل پر جاتے ہوئے پلٹ کر دوبارہ چار فائر کئے اور موقع سے فرار ہو گئے۔ فائرنگ کے نتیجہ میں ایک گولی ساجد محمود صاحب کے سینے میں دائیں طرف لگی اور پسلی سے لگ کر بائیں طرف سے آر پار نکل گئی اور ایک گولی

ارشاد حضرت امیر المومنین

''ہر اس بات کو برا سمجھیں جسے اللہ تعالیٰ نے برا کہا ہے اور ہر اس بات پر عمل کریں جسکے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14را کتوبر 2016)

طالبِ دُعا: بشیر احمد مشتاق (صدر جماعت احمدیہ حلقہ اِرم لین) سری نگر، جموں اینڈ کشمیر

ارشاد حضرت امیر المومنین

''ہمارے اجتماعات کی اصل روح تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق اور آپس میں محبت و اخوت میں بڑھ جائے۔''

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 30رستمبر 2016)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

ٹانگ میں لگی۔ ساجد محمود صاحب کو فوری طور پر قریب ہی واقع ہسپتال میں لے جایا گیا جہاں سے انہیں آغا خان ہسپتال شفٹ کر دیا گیا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے اور علاج شروع ہونے سے پہلے ہی جام شہادت نوش کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا مکرم شیخ فضل کریم صاحب کے ذریعہ سے ہوا جنہوں نے 1920ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ شہید مرحوم کے والد شیخ مجید احمد صاحب پاکستان بننے پر کانپور سے ہجرت کر کے لاہور آئے تھے اور 1961ء میں کراچی میں سکونت اختیار کی۔ شہید کے دادا مکرم خواجہ محمد شریف صاحب مرحوم جماعت احمدیہ دہلی دروازہ لاہور کے لمبے عرصہ تک صدر رہے۔ آپ کے پڑنانا حضرت صاحب الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ اسی طرح مکرم سیٹھ محمد صدیق بانی صاحب مرحوم آف کلکتہ شہید مرحوم کی اہلیہ کے نانا ہیں۔ شہید مرحوم نے بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ پانچ سال انتہائی مشکل حالات میں گزارے۔ اس کے بعد فلاور ملز کے سپیئر پارٹس کی سپلائی کا کاروبار شروع کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت دی اور وسیع کاروبار ہو گیا۔ شہید مرحوم کے بیٹے حارث محمود صاحب جو ہیں نائب قائد مجلس بھی ہیں اور گلشن اقبال کراچی کے سیکرٹری وصایا بھی ہیں۔ بیٹے نے بھی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اے سی سی اے (ACCA) کرنے کے بعد والد کے ساتھ ہی کاروبار میں شمولیت اختیار کی۔ شہید مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ اسی طرح شہید کی بیٹی ثنا مبشرہ کراچی میں زیر تعلیم ہیں اور ان کو امریکہ جانے کا چھ مہینے کا سکالرشپ بھی ملا جہاں سے وہ ایک شارٹ کورس کر کے آئیں۔ مرحوم خلافت سے بے پناہ محبت اور گہری وابستگی رکھنے والے تھے۔ اولاد کو بھی خلافت اور نظام جماعت سے جڑے رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور بیٹے کو بھی تلقین کرتے تھے۔ ہمیشہ اپنے چندہ جات کے حوالے سے فکرمند رہتے تھے اور چندے کی ادائیگی کے لئے دکان میں ہی الگ ایک گلّہ رکھا ہوا تھا جس میں ساتھ کے ساتھ چندے کی رقم ڈالتے رہتے تھے۔ لین دین میں بہت کھرے اور دیانتدار، ہمیشہ سچائی کو مدّنظر رکھنے والے، درگزر سے کام لینے والے تھے۔ بہن بھائیوں سے شفقت کا سلوک کرتے اور کبھی کسی سے ناراض نہیں ہوتے تھے۔ مرحوم ایک نفیس اور پاکیزہ خیالات کے حامل شخص تھے۔ رحمی رشتوں کی بہت قدر کرتے تھے۔ شہید مرحوم نے اپنی دو دکانوں کے نام بھی اپنے مرحوم والد اور مرحوم سسر کے نام پر رکھے ہوئے تھے۔ اپنی اہلیہ کے رشتہ داروں سے مثالی حسن سلوک کرتے تھے۔ دوستوں اور سب رشتہ داروں سے صفائی قلب سے ملتے تھے۔ طبیعت میں بغض اور کینہ بالکل نہیں تھا۔ مختلف لکھنے والوں نے جو لکھا ان سب کا لُبّ لُباب یا نچوڑ یہی بنتا ہے جو باتیں، جو اوصاف میں نے شہید کے بیان کئے ہیں۔ شہید مرحوم کی والدہ آجکل شدید علیل ہیں۔ ان کی بیماری کی وجہ سے ان کو بیٹے کی شہادت کے بارے میں بتانے میں مشکل پیش آ رہی تھی لیکن جب ان کے علم میں آیا اور بیٹے کی میّت دیکھی تو بے اختیار کہا کہ میرا بیٹا شہید ہے۔ کوئی بھی نہیں روئے گا اور اس جملے کو کئی بار دہرایا۔ شہید مرحوم کی اہلیہ محترمہ نے بڑے حوصلے اور ہمت سے اپنے شوہر کی شہادت کی خبر کو سنا اور نہایت اعلیٰ صبر کا مظاہرہ کیا۔ ان کے بیٹے کا کہنا ہے کہ میرے والد میں طبیعت میں غیر معمولی ٹھہراؤ تھا اور خدا پر یقین بہت بڑھا ہوا تھا۔ بار بار یہی کہتے تھے خدا نے مجھے بہت عزت دی ہے اتنی عزت کہ میں خود بھی یقین نہیں کر سکتا۔ عبادات میں بہت باقاعدہ تھے اور رشتہ دار بھی یہی کہتے ہیں کہ بڑے سادہ، ہمدرد، منکسر المزاج شخص تھے۔ مرحوم کے گیارہ بہن بھائی تھے اور سب عیالدار اور شہید مرحوم سب سے حسن سلوک کرتے، ان کا خیال رکھا کرتے تھے۔ ضلع سکھر میں جب جماعتی طور پر حالات خراب ہوئے اور شہادتیں ہوئیں تو شہید مرحوم متعدد مرتبہ کئی کئی روز جا کر وہاں ڈیوٹیاں دیا کرتے تھے۔ ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ ان کی وفات کے بعد میں نے خواب میں دیکھا ایک بہت بڑا باغ ہے جس میں بہت سے نورانی لوگ جمع ہیں۔ سب نے اجلے اور سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور ابّو بھی وہاں ہیں۔ ان کا بڑا بلند مقام ہے۔ سب نے ابّو کو گھیرا ہوا ہے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور والد صاحب ایک طرف کو چل پڑتے ہیں تو سب لوگ قافلے کی صورت میں ساتھ چلتے ہیں اور سب لوگ ان کے والد کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں۔ شہید مرحوم کی والدہ محترمہ نہایت ضعیف ہیں جیسا کہ میں نے کہا۔ چلنے پھرنے سے بھی قاصر ہیں۔ شہادت کے بعد انہوں نے خواب میں دیکھا کہ شہید مرحوم نے اپنی والدہ کو مخاطب کر کے کہا کہ میں یہاں بہت خوش ہوں اور اطمینان سے ہوں۔ میری وجہ سے آپ نے بالکل پریشان نہیں ہونا۔ ان کے پسماندگان میں والدہ محترمہ، اہلیہ منصورہ یاسمین صاحبہ، بیٹا شیخ حارث محمود اور بیٹی ثنا مبشرہ کے علاوہ چار بھائی اور چھ بہنیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا جنازہ مکرم شیخ عبدالقدیر صاحب ابن شیخ عبدالکریم صاحب کا ہے جو درویش قادیان تھے۔ 26رنومبر 2016ء کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے 92 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت حضرت عبداللہ سنوری صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے آئی۔ نومبر 1947ء میں جب قادیان سے آخری قافلہ پاکستان کے لئے روانہ ہوا تو آپ اپنی بیمار والدہ کو سہارا دے کر ٹرک میں بیٹھے تھے کہ قادیان کی سرحد کے قریب آپ کی والدہ نے ٹرک رکوا کر آپ کو حفاظت مرکز کے لئے اتار دیا اور یوں آپ کو درویشی کی سعادت نصیب ہوئی۔ نظام خلافت اور نظام جماعت سے والہانہ محبت تھی۔ اللہ پر کامل توکل اور یقین تھا۔ ہر کامیابی اور ناکامی کو خدا کی رضا سمجھ کر قبول کرتے تھے۔ اہلیہ بچوں اور قریبی رشتہ داروں سے ہمیشہ حسن سلوک کرتے تھے۔ آخری عمر تک اپنے کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتے رہے۔ ان کو دفاتر صدر انجمن احمدیہ قادیان میں مختلف صیغہ جات میں خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کے بیٹے نے بتایا کہ جلسہ سالانہ کی آمد کی وجہ سے آپ نے گھر میں سفیدی کے لئے سیمنٹ وغیرہ منگوا کر رکھا ہوا تھا۔ اسی رات آپ نے بلا کر بتایا کہ لگتا ہے کہ میرا وقت قریب ہے۔ فلاں شخص سے میں نے پانچ سو روپے لئے تھے وہ ادا کرنے ہیں۔ اسی طرح دیگر حساب کتاب بھی بتایا اور پھر تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹے ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم ناصر وحید صاحب قادیان میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

تیسرا جنازہ تنویر احمد لون صاحب ناصر آباد کشمیر کا ہے۔ یہ پولیس میں تھے۔ 25رنومبر کو دوران ڈیوٹی ضلعی صدر مقام کولگام میں نامعلوم بندوق برداروں کی فائرنگ سے وفات پا گئے۔ یہ بھی شہید کا ہی درجہ رکھتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ شہید مرحوم صوم وصلوۃ کے پابند، نیک دل، غریب پرور، ملنسار، خوش اخلاق، باوفا، نافع الناس، انتہائی دلیر اور متوکل علی اللہ انسان تھے۔ مالی قربانیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ چندے ہمیشہ بڑی باقاعدگی سے باشرح اور اضافے کے ساتھ دیا کرتے تھے۔ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی دلجوئی اور مدد کرتے اور ان کی تعلیم و تربیت کا ہمیشہ خیال رکھتے۔ ہمسایوں کا کہنا ہے کہ آپ حقیقی معنوں میں ہمسائیگی کا حق ادا کرنے والے تھے۔ ان کے ڈیپارٹمنٹ والوں کا بیان ہے کہ آپ اپنے مفوضہ فرائض کی ادائیگی میں ہمیشہ چاق و چوبند رہتے تھے۔ کبھی بھی غفلت اور کوتاہی سے کام نہیں لیتے تھے۔ پسماندگان میں والدہ کے علاوہ دو بہنیں، چھ بھائی اور اہلیہ اور تین معصوم بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کا ایک بچہ تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ہمیشہ جماعت اور خلافت سے وابستہ رکھے۔ نیکیوں پر قائم رکھے اور خود ان کا کفیل ہو۔

......☆......☆......☆......

قارئین اخبار بدر کو نئے سال کی بہت بہت مبارک باد!

(ادارہ)

خطبہ جمعہ

جن کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوں، جنہوں نے یہ فیصلہ کیا ہو کہ ہم نے نہیں ماننا، انہیں نہ ہی اللہ تعالیٰ کی تائیدات نظر آتی ہیں نہ ہی نشانات نظر آتے ہیں اور انبیاء کا انکار کرنے والوں کا ہمیشہ یہی طریق رہا ہے کہ نشانات دیکھ کر بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمیں نشان دکھاؤ ان کے حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ بند کر دیتا ہے پھر وہ سچائی کو پا ہی نہیں سکتے اور بعض اوقات نبی کی تائید میں اللہ تعالیٰ انہیں ہی عبرت کا نشان بنا دیتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تائید میں اللہ تعالیٰ کے بہت سے نشانات بتائے کہ یہ یہ پورے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات بھی بتائے کہ آپ نے یہ یہ فرمایا۔ یہ پیشگوئیاں فرمائیں، یہ پوری ہوئیں لیکن ان مذہبی سرداروں نے خود بھی نہیں مانا اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا اور اب تک کرتے چلے جا رہے ہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں ظاہر ہونے والے نشانات کا ایمان افروز تذکرہ

ہم جو روز اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے نئے سے نئے نظارے دیکھتے ہیں انشاء اللہ وہ دن بھی ضرور آئے گا جب یہ نظارے بھی نظر آئیں گے کہ دوسرے لوگ، دوسری قومیں بالکل معمولی حیثیت کی ہوں گی۔ لیکن ہمیں اپنے اندر بھی اور اپنی نسلوں کے اندر بھی دین کی روح پھونکنے کی ضرورت ہے جس سے ہمیں اللہ تعالیٰ یہ نظارے دکھائے

جہاں تائیدات ہوں وہاں مخالفتیں بھی ہوتی ہیں اور ہمیشہ سے انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ اس طرح ہوتا ہے لیکن یہ مخالفتیں خوفزدہ نہیں کرتیں بلکہ ایمان کو مضبوط کرتی ہیں، ایمان میں اضافے کا باعث بنتی ہیں

گزشتہ دنوں ربوہ میں تحریک جدید کے دفاتر اور ضیاء الاسلام پریس پر حکومت کی پولیس کے خاص ادارے کے Raid اور بعض افراد کی گرفتاری پر احمدیوں کے ردّعمل کا تذکرہ کہ ہم ان باتوں سے ڈرنے والے نہیں ہیں، ہمارے ایمان مضبوط ہیں اور ہم ہر مشکل کا مقابلہ کریں گے اور قربانی دیں گے

الجیریا میں بھی حکومت کی طرف سے احمدیوں پر بڑا ظلم ہو رہا ہے

الزام لگایا جاتا ہے کہ احمدی حکومت کے خلاف سازش کر رہے ہیں یا فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں، حالانکہ دنیا میں کسی بھی جگہ کوئی بھی احمدی کبھی ملکی قانون سے لڑنے والا نہیں اور حکومت سے لڑنے والا نہیں بلکہ ہم تو امن، پیار اور محبت پھیلانے والے ہیں ہاں اس کی خاطر قربانیاں بھی دینی پڑیں تو دیں گے۔ انشاء اللہ

پاکستانی مولوی ہوں یا کوئی مذہبی لیڈر ہوں یا دنیاوی طاقتیں ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور یہ لوگ کبھی بھی احمدیت کی ترقی میں روک نہیں بن سکتے۔ لیکن اس کیلئے صرف ہم اپنے مبلغوں پر انحصار نہیں کر سکتے کہ وہ تبلیغ کریں اور احمدیت کو پھیلائیں۔ اگر اس ترقی کا حصہ بننا ہے اور ہمیں بننا چاہئے تو ہمیں بھی دعاؤں کی طرف اپنی توجہ پھیرنی ہوگی اپنی روحانیت کو بڑھانا ہوگا۔ تعلق باللہ کو بڑھانا ہوگا۔ اور یہی چیزیں ہیں جو احمدیت کی مخالفت کو بھی ختم کریں گی اور احمدیت کی ترقی میں بھی ہمیں انشاء اللہ تعالیٰ حصہ دار بنانے والی ہوں گی

مکرم سفنی ظفر احمد صاحب مبلغ انڈونیشیا کی وفات، مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 9 ؍دسمبر 2016ء بمطابق 9 ؍فتح 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

جن کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوں، جنہوں نے یہ فیصلہ کیا ہو کہ ہم نے نہیں ماننا، انہیں نہ ہی اللہ تعالیٰ کی تائیدات نظر آتی ہیں نہ ہی نشانات نظر آتے ہیں اور انبیاء کا انکار کرنے والوں کا ہمیشہ یہی طریق رہا ہے کہ نشانات دیکھ کر بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمیں نشان دکھاؤ۔ ان کے حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ بند کر دیتا ہے پھر وہ سچائی کو پا ہی نہیں سکتے اور بعض اوقات نبی کی تائید میں اللہ تعالیٰ انہیں ہی عبرت کا نشان بنا دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین بھی ایسے تھے جن کو باوجود دیکھنے کے اپنی ڈھٹائی کی وجہ سے کوئی نشان نظر نہیں آتا تھا یا نظر پھیر لیتے تھے۔ اور پھر ان میں بعض ائمۃ الکفر عبرت کا نشان بھی بنے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تائید میں اللہ تعالیٰ کے بہت سے نشانات بتائے کہ یہ یہ پورے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات بھی بتائے کہ آپ نے یہ یہ فرمایا۔ یہ پیشگوئیاں فرمائیں، یہ پوری ہوئیں لیکن ان مذہبی سرداروں نے خود بھی نہیں مانا اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا اور اب تک کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ان نشانوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلسلہ کی سچائی کے لئے مختلف موقعوں پر مختلف نشانات بتائے۔ آپ نے جو نشانات بیان فرمائے ہیں اور یہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو نشان قرار دیا ہے۔ ان میں سے کسوف و خسوف کا نشان ہے یعنی چاند اور سورج گرہن کا نشان ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک یہ نشان پورا نہیں ہوا تھا مولوی لوگ جو تھے وہ رو رو کر اس حدیث کو پڑھا کرتے تھے اور جب یہ نشان پورا ہوا اور نہ ایک دفعہ بلکہ دو مرتبہ پورا ہوا۔ ایک اس ملک میں یعنی ہندوستان میں اور دوسری مرتبہ امریکہ میں تو یہی لوگ جو اس نشان کو مانگتے تھے اپنی بات سے پھر پھر گئے۔ نشان سے انکار نہیں کر سکے کیونکہ وہ تو ظاہر ہو گیا تھا لیکن ڈھٹائی اور ضد آڑے آ گئی۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست نے بیان کیا کہ جب یہ نشان پورا ہوا تو ایک مولوی غلام مرتضیٰ نام نے خسوف قمر کے وقت اپنی رانوں پر ہاتھ مار کر یعنی بڑے رنج اور غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اب دنیا گمراہ ہو گئی۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خیال کرو کیا وہ خدا تعالیٰ سے بڑھ کر دنیا کا خیر خواہ تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں طاعون کا نشان بھی ہے، نہریں نکالے جانے کا نشان بھی ہے۔ یہ قرآن کریم کی پیشگوئی ہے۔ نئی آبادیاں ہونے کا نشان بھی ہیں۔ پہاڑ چیرے جانے کے نشان بھی ہیں۔ کتابوں اور اخبارات کی اشاعت کے نشانات بھی ہیں۔ نئی سواریاں ہیں۔ غرض بہت سے نشان ہیں جو آپ نے بیان فرمائے ہیں جن کی خبر قرآن کریم میں بھی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دی۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 158-157۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیان فرماتے ہوئے کہ لوگ بجائے نشانات اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات کو دیکھنے کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر اعتراض کرتے ہیں اور ایسے چھوٹے چھوٹے بودے اعتراض کہ جو عجیب مضحکہ خیز اعتراض ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے نشان پر نشان دکھائے۔ آپ نے معجزے پر معجزہ دکھایا۔ بعض لوگ آئے جنہوں نے آکر اس قسم کے اعتراض کئے اور کہا کہ ان کی تو پگڑی ٹیڑھی ہے، یہ مسیح موعود کس طرح ہو سکتے ہیں؟ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ آپ نے معجزے پر معجزہ دکھایا مگر بعض ایسے لوگ آئے جنہوں نے کہا کہ یہ تو 'ق' صحیح طور پر نہیں بول سکتے یہ کہاں سے مسیح موعود ہو سکتے ہیں؟ آپ نے آیت پر آیت دکھائی مگر ایسے لوگ آئے جنہوں نے کہا انہوں نے بیوی کے لئے زیور بنائے ہیں۔ یہ بادام روغن استعمال کرتے ہیں۔ انہیں ہم کس طرح مان سکتے ہیں؟ تو یہ اعتراضات تھے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ خدا کے نشانوں سے آنکھیں بند نہ کرو۔ فرمایا کہ کئی لوگ حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آکر کہتے۔ کوئی نشان دکھائیں تو آپ فرماتے کیا پہلے نشانات سے تم نے کوئی فائدہ اٹھایا کہ اَور چاہتے ہو؟ جب پہلے ہزاروں نشانات سے تم نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا تو کسی اَور سے کس طرح اٹھاؤ گے۔ تو ایسے لوگ ہمیشہ محروم ہی رہتے ہیں۔ ان کی یہی قسمت ہے کہ محروم رہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود، جلد 11، صفحہ 225-224)

ایک ایسا زبردست نشان جو ہر روز پورا ہوتا ہے جس کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ کتاب براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ مجھے ایک دعا سکھاتا ہے یعنی بطور الہام فرماتا ہے کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ یعنی مجھے اکیلا مت چھوڑ اور ایک جماعت بنا دے۔ یہ آپ نے اس کا ترجمہ خود ہی کیا ہوا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ دوسری جگہ فرمایا یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ ہر طرف سے تیرے لئے وہ زر اور سامان جو مہمانوں کے لئے ضروری ہے اللہ تعالیٰ خود مہیا کرے گا اور وہ ہر ایک راہ سے تیرے پاس آئیں گے۔ اور پھر فرمایا۔ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ اور ہر ایک راہ اور ہر طرف سے تیرے پاس مہمان آئیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ 26 سال پہلے کی پیشگوئی ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 161) جب آپ نے یہ ذکر کیا اور جو اَب تک بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے۔ اور یہ جماعت کی ترقی کی پیشگوئی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی آج تک بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے۔ آپ کی جماعت کا ہر روز بڑھنا، مالی قربانی میں لوگوں کا بڑھنا، آپ کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے اور ایک نشان ہے یہ لیکن اسے ہی نظر آتا ہے جس کی آنکھ بینا ہو۔ اندھوں کو نظر نہیں آتا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات کے حوالے سے غلبہ احمدیت کے ذرائع اور جماعتی ترقی کے بارے میں جو واقعات بیان کئے ہیں ان میں سے بعض پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے متواتر بتایا کہ جماعت احمدیہ کو بھی ویسی ہی قربانیاں کرنی پڑیں گی جیسی پہلے انبیاء کی جماعتوں کو کرنی پڑیں۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے رؤیا میں دیکھا۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک رؤیا میں دیکھا) کہ مَیں نظام الدین کے گھر میں داخل ہوا ہوں۔ نظام الدین کے معنی ہیں دین کا نظام۔ اور اس رؤیا کا مطلب یہ ہے کہ آخر احمدیہ جماعت ایک دن نظام دین بن جائے گی اور دنیا کے اور تمام نظاموں پر غالب آ جائے گی۔ انشاء اللہ۔ مگر یہ غلبہ کس طرح ہو گا اس کے متعلق رؤیا میں آپ فرماتے ہیں کہ ہم اس گھر میں کچھ حسنی طریقے سے داخل ہوں گے اور کچھ حسینی طریقے پر داخل ہوں گے۔ یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کامیابی حاصل کی وہ صلح سے کی اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کامیابی حاصل کی وہ شہادت سے حاصل کی۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا کہ نظام الدین کے مقام پر جماعت پہنچے گی تو سہی مگر کچھ صلح محبت اور پیار سے اور کچھ شہادتوں اور قربانیوں کے ذریعہ۔ اگر ہم میں سے کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ بغیر صلح اور محبت اور پیار کے یہ سلسلہ ترقی کرے گا تو وہ بھی غلطی کرتا ہے اور اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ بغیر قربانیوں اور شہادتوں کے یہ سلسلہ ترقی کرے گا تو وہ بھی غلطی کرتا ہے۔ ہمیں کبھی صلح اور آشتی کی طرف جانا پڑے گا اور کبھی حسینی طریق اختیار کرنا پڑے گا جس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے دشمن کے سامنے مر جانا ہے مگر اس کی بات نہیں ماننی۔ یہ دونوں طریق ہمارے لئے مقدر ہیں۔ نہ خالی مسیحیت والا سلوک ہمارا لئے مقدر ہے، نہ خالی مہدویت والا سلوک ہمارے لئے مقدر ہے۔ ایک درمیانی راستہ ہے جس پر ہمیں چلنا پڑے گا۔ ایک غلبہ ہو گا صلح اور محبت اور پیار کے ساتھ اور ایک غلبہ ہو گا قربانیوں کے ساتھ۔ اس کے بعد جماعت نظام الدین کے گھر میں داخل ہو گی اور اسے کامیابی حاصل ہو گی۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 583) اور ان دونوں باتوں کا نمونہ آج ہم دیکھتے ہیں جو افراد جماعت دکھا رہے ہیں۔ صلح امن اور آشتی کا پیغام بھی ہماری طرف سے ہے اور دین کی خاطر قربانیاں بھی جماعت ہی دے رہی ہے۔

پھر آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا اور دکھایا گیا۔ یہ اسی الہام کا مزید تھوڑا سا ذکر ہے۔ یہ جو مسجد مبارک کے پاس مکان ہے (مرزا نظام الدین کا مکان تھا) اس میں ہم کچھ حسنی طریق سے داخل ہوں گے اور کچھ حسینی طریق سے۔ بہت لوگ حیران تھے کہ اس الہام کا مطلب کیا ہے؟ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضرت صاحب سے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے) سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ اس الہام کا کیا مطلب ہے لیکن وقت پر معنی کھلتے ہیں۔ (خطبات محمود، جلد 3، صفحہ 40-39)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس زمانے میں جبکہ آپ کے ساتھ ایک بھی آدمی نہ تھا فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تمہاری جماعت اس قدر ترقی کرے گی کہ باقی اقوام دنیا کی اس طرح رہ جائیں گی جس طرح آجکل پرانی خانہ بدوش قومیں ہیں۔''

(منہاج الطالبین، انوار العلوم، جلد 9، صفحہ 213)

ہم جو روز اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے نئے سے نئے نظارے دیکھتے ہیں انشاء اللہ وہ دن بھی ضرور آئے گا جب یہ نظارے بھی نظر آئیں گے اور جماعت احمدیہ اتنی ترقی کرنے والی ہو گی کہ دوسرے لوگ، دوسری قومیں بالکل معمولی حیثیت کی ہوں گی۔ لیکن ہمیں اپنے اندر بھی اور اپنی نسلوں کے اندر بھی دین کی روح پھونکنے کی ضرورت ہے جس سے ہمیں اللہ تعالیٰ یہ نظارے دکھائے۔ جہاں تائیدات ہوں وہاں مخالفتیں بھی ہوتی ہیں اور ہمیشہ سے انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ اس طرح ہوتا ہے۔ لیکن یہ مخالفتیں خوفزدہ نہیں کرتیں بلکہ ایمان کو مضبوط کرتی ہیں۔ ایمان میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔

چند دن ہوئے ربوہ میں تحریک جدید کے دفاتر اور ضیاء الاسلام پریس پر حکومت کے پولیس کے خاص ادارے جو کاؤنٹر ٹیررسٹ (Counter Terrorist) پولیس کہلاتی ہے، جو ٹیررزم (Terrorism) سے لڑنے اور ان کے خاتمے کے لئے بنایا گیا ہے انہوں نے ریڈ (Raid) کی اور دو مربیان اور کچھ کارکنان کو پکڑ کر لے گئے۔ اس پر ربوہ سے بعض لوگوں نے مجھے خط لکھا جن میں عورتیں بھی شامل ہیں کہ ہم ان باتوں سے ڈرنے والے نہیں بلکہ ہمارے ایمان مضبوط ہیں۔ اور یہ واقعات دیکھ کر ہمیشہ ہوتے ہیں اور ہم ہر مشکل کا مقابلہ کریں گے اور قربانی دیں گے۔ یہی وہ روح ہے جو مومن میں ہونی چاہئے۔ یہی وہ باتیں ہیں جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کرنی پڑیں گی۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور بیشمار تائیدات کے نظارے ہم دیکھتے ہیں۔ یقیناً آخری فتح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت کی ہی ہے۔ مخالفتیں تو ہوتی ہیں اور ہوں گی۔ یہ جو حملہ کرنے والے، ریڈ (Raid) کرنے والے تھے۔ (حملہ تو نہیں ریڈ (Raid) کرنے والا کہنا چاہئے) ان بیچاروں کو بھی سب سے زیادہ خوف اور ٹیرر (Terror) جو ہے، احمدیوں کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ احمدی یہ کہتے ہیں کہ خدا کا خوف دل میں پیدا کرو۔ احمدی اللہ تعالیٰ سے ڈراتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچو اور اس سے ڈرو۔ اور ان لوگوں کے نزدیک کہ احمدی ایسی باتیں کس طرح کر سکتے ہیں، یہ ہمیں خدا تعالیٰ سے ڈراتے ہیں تو اس سے بڑا دہشتگرد اَور کون ہو سکتا ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ سے ڈرائے۔ اس لئے ان کو پکڑو اور ان کو ختم کرو۔

اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور یہ اس حقیقت کو سمجھنے والے ہوں اور ملک کو ان مولویوں سے بچائے جو حقیقی ٹیررسٹ (Terrorist) ہیں جنہوں نے ملک میں فساد پھیلایا ہوا ہے اور کوئی بھی جان ان لوگوں سے محفوظ نہیں ہے اور یہ جو خاص پولیس ہے ٹیررسٹ (Terrorist) ختم کرنے کی پولیس ان کو بھی اتنی جرأت دے کہ بجائے پُرامن اور ملک سے محبت کرنے والے اور ملک کے قانون کی پابندی کرنے والے احمدیوں پر ہاتھ ڈالیں ان لوگوں سے جنگ کریں اور ان کو پکڑیں جن کے ہاتھوں عوام کی جانیں بھی محفوظ نہیں اور جو ملک کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور وہ لوگ بھی جو ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔ احمدیوں کو دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو محفوظ رکھے اور ان ظالموں کے چنگل سے بچائے۔ باقی جہاں تک قربانیاں ہیں وہ احمدی دیتے ہیں، دیتے رہیں گے اور ان قربانیوں کو اللہ تعالیٰ انشاء اللہ تعالیٰ جلد پھل لگائے گا۔

اسی طرح الجیریا میں بھی احمدیوں پر حکومت کی طرف سے بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی محفوظ رکھے اور ان کو بھی ثبات قدم عطا فرمائے۔ وہاں کی حکومت کو بھی عقل دے کہ وہ بھی ان احمدیوں کی حقیقت کو سمجھنے والے ہوں جو پُرامن اور قانون کے پابند ہیں۔ الزام لگایا جاتا ہے کہ احمدی حکومت کے خلاف سازش کر رہے ہیں یا فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ دنیا میں کسی بھی جگہ کوئی بھی احمدی کبھی ملکی قانون سے لڑنے والا نہیں اور حکومت سے لڑنے والا نہیں بلکہ ہم تو امن، پیار اور محبت پھیلانے والے ہیں ہاں اس کی خاطر قربانیاں بھی دینی پڑیں تو دیں گے انشاء اللہ۔

دوبارہ مَیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالوں کی طرف آتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''دنیا میں سب سے خطرناک مخالفت شرکاء کی ہوتی ہے۔ پنجابی میں تو مشہور ہے کہ ''شراکت دا دانہ سر دُکھدے وی کھانا'' تو سب سے بڑی مخالفت اعزاء اور اقرباء کی ہوتی ہے کیونکہ وہ برداشت نہیں کر سکتے کہ انہی میں سے کھڑا ہو کر ایک شخص دنیا میں بڑائی اور عزت حاصل کرے۔ وہ جو اس کے مقابلے میں چپّہ چپّہ زمین کے لئے لڑتے مرتے ہیں وہ کب گوارا کر سکتے ہیں کہ ساری دنیا اس کے پاس آ جائے۔ اس لئے وہ پورا زور لگاتے ہیں کہ اسے

دبائیں حتی کہ جب بے بس ہو جاتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے، وہ بھی کسی نہ کسی طرح دل کا بخار نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شاہ پور کے رئیسوں میں سے کسی کو جب خان بہادر کا خطاب ملا تو اسی خاندان میں سے ایک عورت نے جو بہت غریب تھی اپنے لڑکے کا نام خان بہادر رکھ دیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ یہ تم نے کیا کیا ہے؟ یہ نام رکھنے کی وجہ کیا ہے؟ کہنے لگی معلوم نہیں میرا بچہ بڑا ہو کر کیا بنے گا۔ لیکن لوگ جب نام لیں گے تو جس طرح اس کے شریک کو خان بہادر کہیں گے۔ اسی طرح اس کو بھی کہیں گے تو جو کچھ اور نہیں کر سکتے وہ نام رکھ لیتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جب دعویٰ کیا تو آپ کے رشتہ داروں میں سے بھی ایک شخص نے امام ہونے کا دعویٰ کیا۔ (شریکوں کی بات ہے۔ یہ اب رشتہ داروں میں سے کسی نے کہا کہ آپ نے دعویٰ کیا ہے اور لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں تو مَیں بھی دعویٰ کروں۔) حضرت مصلح موعود فارسی کی مثال دیتے ہیں کہ ''فکر ہر کس بقدر ہمت اوست'' کہ ہر کسی کی فکر اور سوچ اس کی ہمت اور اندازے کے مطابق ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو یہ دعویٰ کیا کہ میں ساری دنیا کے لئے حَکم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور چھوٹے درجے کے لوگوں کے لئے ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے بادشاہوں پر بھی فرض ہے کہ میری اتباع کریں۔ لیکن اس کی جو اُن کے شریک تھے نام ہی رکھنے والی بات تھی۔ اس نے جو رشتہ دار تھے انہوں نے دعویٰ کیا تو چوہڑوں کے امام ہونے کا دعویٰ کیا۔ ادھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا تو یہاں تک لکھ دیا کہ بادشاہِ انگلستان پر بھی فرض ہے کہ مجھے مانے۔ چنانچہ خود لکھ کر ملکہ کو جو اس وقت بادشاہ تھی بھیج دیا۔ اس کے مقابلے میں چوہڑوں کا امام ہونے کا دعویٰ کرنے والے کی دلیری اور اس کی جماعت کا یہ حال تھا کہ یہاں آ کر جب تھانیدار نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے کوئی دعویٰ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے تو کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ کسی نے یونہی جھوٹی رپورٹ کر دی ہوگی۔ تو شراکت والوں کی سب سے بڑی مخالفت ہوتی ہے۔'' (ماخوذ از خطبات محمود، جلد 3، صفحہ 39-38)

آپ فرماتے ہیں رشتہ دار اور خاص طور پر جب وہ مخالفین ہو جائیں تو بہت مخالفت کرتے ہیں اور اس وجہ سے پھر ہر جائز ناجائز طریقے سے نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ اس کا ذکر کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے درجنوں ایسے رشتہ دار ہیں جو احمدیت کی وجہ سے منقطع ہو گئے۔ اس واسطے نہیں کہ ہم ان سے نہیں ملنا چاہتے تھے بلکہ اس واسطے کہ وہ نہیں ملنا چاہتے۔ ہمیں اپنے خاندان کے لوگوں سے گالیاں ملتی تھیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ہماری تائی صاحبہ جو بعد میں احمدی ہو گئیں وہ ہم کو برا بھلا کہتی تھیں۔ آپ فرماتے ہیں مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ جبکہ میری عمر چھ سات سال کی ہوگی میں سیڑھیوں پر چڑھ رہا تھا تو انہوں نے میری طرف دیکھ کر بار بار یہ کہنا شروع کیا کہ ''جیہو جیا کاں او ہو جئی کو کو''۔ اس فقرہ کو انہوں نے اتنی دفعہ دہرایا کہ مجھے یاد ہو گیا۔ میں نے گھر میں جا کر یہ بات بتائی۔ جب پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے بتایا کہ جیسا تیرا باپ برا ہے ویسا ہی بیٹا بھی برا ہے۔ آپ فرماتے ہیں قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بائیکاٹ کیا گیا۔ لوگوں کو آپ کے گھر کا کام کرنے سے روکا جاتا۔ کمہاروں کو روکا گیا۔ چوہڑوں کو صفائی سے روکا گیا۔ ہمارے عزیز ترین بھائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھاوج اور دیگر عزیز رشتہ دار حتی کہ آپ کے ماموں زاد بھائی علی شیر یہ سب طرح طرح کی تکلیفیں دیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں ایک دفعہ گجرات کے علاقے کے کچھ دوست جو سات بھائی تھے قادیان میں آئے اور باغ کی طرف اس واسطے گئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ یعنی باغ دیکھنے گئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا باغ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ راستے میں ہمارے ایک رشتہ دار باغیچہ لگوا رہے تھے۔ انہوں نے ان سے دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو۔ اور کیوں آئے ہو تو یہ لوگ جو گجرات سے مہمان آئے تھے انہوں نے کہا کہ گجرات سے آئے ہیں اور حضرت مرزا صاحب کے لئے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا دیکھو میں ان کے ماموں کا لڑکا ہوں اور میں خوب جانتا ہوں یہ ایسے ہیں اور ویسے ہیں۔ ان میں سے ایک نے جو دوسروں سے آگے تھا بڑھ کر ان کو پکڑ لیا اور اپنے بھائیوں کو (باقیوں کو بھی) آواز دی کہ جلدی آؤ۔ اس پر وہ شخص گھبرایا تو اس احمدی نے کہا کہ مَیں تمہیں مارتا نہیں کیونکہ تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے رشتہ دار ہو۔ میں اپنے بھائیوں کو تمہاری شکل دکھانی چاہتا ہوں کیونکہ ہم سنا کرتے تھے کہ شیطان نظر نہیں آتا مگر آج ہم نے دیکھ لیا کہ وہ ایسا ہوتا ہے۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل، مورخہ 4 ردسمبر 1935ء، جلد 23، شمارہ 132، صفحہ 3,4)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا کہ تیرے سوا اس خاندان کی نسلیں منقطع ہو جائیں گی۔ (مخالفتیں ہوئیں، سب کچھ ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تسلی دی اور فرمایا کہ نسل جو ہے تجھ سے ہی جاری ہوگی اور باقی سب منقطع ہو جائیں گی۔) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب اس خاندان میں سے وہی لوگ باقی ہیں جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے اور باقی سب کی نسلیں منقطع ہو گئیں۔ جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا اس وقت اس خاندان میں ستّر کے قریب مرد تھے لیکن اب سوائے ان کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی و روحانی اولاد ہیں ان ستّر میں سے ایک کی بھی اولاد نہیں ہے حالانکہ انہوں نے حضرت صاحب کا نام مٹانے میں جس قدر ان سے ہو سکا کوششیں کیں اور اپنی طرف سے پورا زور لگایا۔ اور نتیجہ کیا ہوا۔ یہی کہ وہ خود مٹ گئے اور ان کی نسلیں منقطع ہو گئیں۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔'' (خطبات محمود، جلد 3، صفحہ 39)

پھر تائی صاحبہ کی بیعت کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ''بعض پیشگوئیاں اور نشانات بظاہر گو چھوٹے ہیں لیکن ان کی کیفیت پر غور کرنے والوں کے لئے ان میں کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن سے ایمان میں بہت اضافہ ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے جس کا علم مجھے کل ہی ہؤا ہے گو وہ فرد اور اس کی حالت کے متعلق ہے مگر اس میں کئی پیشگوئیاں ہیں۔ کئی ایک دوستوں نے بتایا کہ ان کو پہلے ہی معلوم تھا مگر مجھے کل ہی معلوم ہوا ہے۔ کل تائی صاحبہ کی وفات کے وقت شیخ یعقوب علی صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک پرانا الہام ہے۔ ''تائی آئی''۔ (یہ تائی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بھائی کی بیوی۔ تو فرمایا ایک الہام پرانا الہام ہے ''تائی آئی'') اس کے متعلق پرانے احمدی بتاتے ہیں کہ اس وقت اس کے معنی سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ کوئی کچھ کہتا اور کوئی کچھ۔ لیکن ایک ہی سیدھے سادھے معنی اس فقرے کے یہ ہو سکتے ہیں کہ کوئی ایسی عورت جس کا رشتہ تائی کا ہو وہ آ جائے۔ آنے کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں پاس آنا یا جماعت میں آنا۔ خالی آ جانا کوئی پیشگوئی نہیں ہو سکتی کیونکہ رشتہ دار آیا ہی کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں تمام کے تمام بڑے لوگ بھی حضرت صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھاوجہ کو تائی کے لقب سے پکارتے تھے گویا ان کا نام ہی تائی تھا۔ سلسلہ کی کتابیں پڑھنے والے جانتے ہیں کہ محمدی بیگم کی پیشگوئی کے زمانے میں وہ اشد ترین مخالف تھیں۔ (یعنی یہ تائی بہت سخت مخالف تھیں۔) چونکہ وہ خاندان میں سب سے بڑی تھیں اور پیشگوئی بھی ان کی بہن کی بیٹی کے متعلق تھی اس لئے خاندان کے لیڈر کے لحاظ سے اس وقت وہ، اس رشتہ میں روک ڈالنا جس کو وہ خاندانی رسوائی کے مترادف سمجھتی تھیں، اپنا فرض سمجھتی تھیں اور ان کے نزدیک ان کا اہم فرض تھا کہ وہ مقابلہ کریں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ عورتوں کی فطرت کے لحاظ سے بڑی عورت کے لئے عزت اور خاندانی وقار تمام دینی امور بلکہ تمام سیاسیات اور دیگر حالات سے زیادہ اہم سمجھا جاتا ہے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود کا مسیح ہونے کا دعویٰ ان کے نزدیک (یعنی تائی کے نزدیک) اس قدر اہم نہیں تھا جس قدر خاندانی عزت تھی۔ اور یوں بھی چونکہ بڑوں کے لئے چھوٹوں کی اطاعت مشکل ہوتی ہے اور مسیح موعود تائی صاحبہ سے چھوٹے تھے اور انہوں نے جائیداد وغیرہ میں حصہ بھی نہیں لیا تھا (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جائیداد میں حصہ نہیں لیا تھا) اس لئے آپ کا کھانا وغیرہ ان کے گھر سے جاتا تھا، (تائی کے گھر سے جاتا تھا) اس لحاظ سے بھی وہ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محسنہ سمجھتی تھیں۔ عورتوں میں یہ احساس قدرتی طور پر ہوتا ہے۔ اس لئے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنا دستِ نگر تصور کرتی تھیں۔ (اس لئے یہ نہیں سوچتی تھیں کہ آپ نے جائیداد نہیں لی اور جائیداد سب ان کے پاس ہے بلکہ اس لئے کہ میں کھانا بھیجتی ہوں اور کھانا کھلاتی ہوں اور خرچ اٹھا رہی ہوں تو وہ اپنا دستِ نگر سمجھتی تھیں اور اپنے آپ کو محسنہ سمجھتی تھیں۔) حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک عربی شعر میں فرماتے ہیں کہ

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِیْ ۔۔۔ وَصِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِیْ

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک زمانہ تھا جب میں دوسروں کے ٹکڑوں پر بسر اوقات کرتا تھا مگر اب خدا نے مجھے ایسی شان عطا کی ہے کہ ہزاروں ہیں جو میرے دسترخوان سے سیر ہوتے ہیں۔ اس شعر میں اس واقعہ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ حضرت اقدس کی جائیداد علیحدہ نہیں تھی۔ بھائی کے ہی سپرد تھی اور آپ میں اس کے سنبھالنے کا احساس بھی نہیں تھا۔ چنانچہ آپ کے والد بھی کہا کرتے تھے کہ یہ جائیداد نہیں سنبھال سکے گا۔ پس اندریں حالات تائی صاحبہ کا ایمان لانا بڑا مشکل امر تھا۔ (یہ بعد میں ایمان لے آئی تھیں، مان لیا تھا۔) حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ دلیل اور مذہبی پہلو سے نہیں بلکہ خاندانی لحاظ سے (یہ ساری بیک گراؤنڈ جو بیان ہوئی ہے) کیونکہ ان کے نزدیک دونوں کی حیثیت مالک و نوکر کی تھی۔ (یعنی تائی اپنے آپ کو مالک سمجھتی تھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ نوکر سمجھتی تھیں۔) وہ آپ کو ایک غریب آدمی سمجھتی تھیں جو کام وغیرہ کچھ نہیں کرتا تھا اور ان کے ٹکڑوں پر پلا تھا۔ ان حالات میں وہ کبھی گوارا نہ کر سکتی تھیں کہ آپ ان کی بہن کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ وہ چونکہ سب سے بڑی تھیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ مخالف تھیں۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت بہت زیادہ تھی۔ رشتہ داروں نے آپ سے ملنا ترک کر دیا تھا اور آپ بھی ان سے نہیں ملتے تھے بلکہ خاندان والوں کی مخالفت کا یہ عالم تھا کہ والدہ صاحبہ، حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سناتی ہیں کہ حضرت صاحب کے ننہال میں ایک بڑی عمر کی عورت تھیں وہ بَین ڈالا کرتی تھیں کہ چراغ بی بی

سہارا آٹوٹریڈرز
SAHARA AUTO TRADERS
Rexines & Auto Tops
Motor Line Road, Mahboob Nagar
Pro. V.Anwar Ahmad
Mob. : 9989420218

آٹوٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان: 2248-16522243-0794 , 2248-5222
رہائش:: 2237-8468, 2237-0471

کے لڑکے کو ہمیں کوئی دیکھنے بھی نہیں دیتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چور اور ڈاکوؤں کی طرح علیحدہ رکھا جاتا تھا کیونکہ ان کو خاندانی عزت کو بٹّہ لگانے والا سمجھا جاتا تھا۔ ان حالات میں یہ قیاس کرنا کہ تائی احمدی ہو جائے گی بظاہر ایک غیر معمولی بات تھی۔ انسان کا دل بدل سکتا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ حالات کیا کہتے ہیں۔ ایسے وقت میں آپ کو (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو) الہام ہوا ''تائی آئی''۔ تائی صاحبہ حضرت صاحب کی بھاوج تھیں۔ اس لئے ان الفاظ سے یہ مراد تھی کہ آپ اس وقت بیعت کریں گی جس وقت بیعت لینے والے سے ان کا تعلق تائی کا ہوگا۔ اگر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنی ہوتی تو الہام کے یہ الفاظ ہوتے بھاوج آئی۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھابھی تھیں تو 'بھاوج آئی' کا الہام ہوتا۔ اگر حضرت خلیفہ اول کے عہد میں بیعت ہوتی تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ مسیح موعود کے خاندان کی ایک عورت آئی۔ مگر 'تائی' کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا لڑکا جب آپ کا خلیفہ ہوگا تو اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گی کیونکہ اگر آپ کی اولاد سے کسی نے خلیفہ نہیں ہونا تھا تو تائی کا لفظ فضول تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس الہام میں دراصل تین پیشگوئیاں ہیں۔ اوّل یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں سے خلیفہ ہوگا۔ دوم یہ کہ اس وقت تائی صاحبہ جماعت میں شامل ہوں گی۔ تیسرے تائی صاحبہ کی عمر کے متعلق پیشگوئی تھی اور وہ اس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کی اپنی عمر اس وقت ستّر سال کے قریب تھی ایک ایسی عورت کے متعلق پیشگوئی کرتے ہیں جو اس وقت بھی عمر میں ان سے بڑی تھیں کہ وہ زندہ رہے گی اور آپ کی اولاد سے خلیفہ ہوگا جس کی بیعت میں وہ شامل ہوگی۔ اتنی لمبی عمر کا ملنا بہت بڑی بات ہے۔ انسانی دماغ کسی جوان کے متعلق بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ فلاں وقت تک زندہ رہے گا۔ (یہ تائی غالباً 1927ء میں فوت ہوئی تھیں۔) چہ جائیکہ بوڑھے کے متعلق کہا جائے۔ پس یہ ایک بہت بڑا نشان ہے۔ گویا ان کا بیعت کرنا اور میرے زمانے میں کرنا۔ پھر حضرت مسیح موعود کے بیٹوں میں سے خلیفہ ہونا۔ کئی ایک پیشگوئیاں ہیں جو دو لفظوں میں بیان ہوئی ہیں''۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ تائی جب احمدی ہوئیں تو اس کے بعد انہوں نے وصیت بھی کی اور اس کی بھی عجیب بیک گراؤنڈ ہے۔ کہتے ہیں ''میں سمجھتا ہوں کہ جس قسم کی روایات اور احساسات پرانے خاندانوں میں پائے جاتے ہیں ان کو مدّنظر رکھتے ہوئے یہ عظیم الشان تغیر ہے کہ تائی صاحبہ نے بیعت میں شامل ہونے کے بعد وصیت بھی کر دی تھی۔ (صرف بیعت نہیں کی بلکہ وصیت بھی کر دی۔) پہلے تو وہ اس کی مخالف تھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آبائی قبرستان کے بجائے دوسری جگہ دفن کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس وقت کہلا بھی بھیجا کہ آپ کو جدّی قبرستان کے بجائے دوسری جگہ دفن نہ کیا جائے کیونکہ یہ ایک ہتک ہے اور بعد میں بھی کئی سال تک اس پر معترض رہیں۔ مگر پھر ان کی یہ حالت ہوگئی کہ خود وصیت کی اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئیں۔ ایک سمجھدار انسان کے لئے یہ بہت بڑا نشان ہے۔ ظاہر میں تو یہ معمولی بات ہے جو ایک شخص کے متعلق ہے مگر اس میں صداقت کے ثبوت کے کئی ایک پہلو ہیں''۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 11 صفحہ 251 تا 253)

باوجود مخالفت کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں یہی تھا کہ ان کی تدفین جدّی قبرستان میں ہو لیکن بعد میں وصیت کی اور آپ بھی بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دہلی کے سفر کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''انسان جو خدا پر بھروسہ رکھتا ہے وہ کبھی الٰہی کاموں کی نسبت یہ خیال نہیں کر سکتا کہ ان کا نتیجہ نہیں نکلے گا۔ (اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے، یقینا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا بہترین نتیجہ نکالے گا۔) آپ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت چھوٹا تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دہلی تشریف لائے تھے۔ (یہ خطاب آپ دہلی میں دہلی کی جماعت کو کر رہے تھے۔) آپ کہتے ہیں کہ میں بہت چھوٹا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی تشریف لائے۔ آپ یہاں کے اولیاء اللہ کے مزاروں پر گئے اور بہت دیر تک لمبی دعائیں کیں اور فرمایا میں اس لئے دعا کرتا ہوں کہ ان بزرگوں کی روحیں جوش میں آئیں تا ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں کی نسلیں اس نور کی شناخت سے محروم رہ جائیں جو اِس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ اور فرمایا کہ یقینا ایک دن ایسا آئے گا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دل کو کھول دے گا اور وہ حق کو قبول کریں گے۔ فرماتے ہیں کہ مَیں گو اس وقت چھوٹا تھا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول کا اثر اب تک میرے دل پر باقی ہے۔ پس یہاں کی جماعت اپنی کوششوں کا اگر کوئی نیک نتیجہ دیکھنا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ خدا پر بھروسہ رکھے۔ یقینا ایک دن ایسا آئے گا کہ جس چیز کو خدا قائم کرنا چاہتا ہے وہ ہو کر رہے گی۔'' آپ نے دہلی جماعت کے ایڈریس کے ایک جواب میں یہ باتیں کہی تھیں۔ (جماعت احمدیہ دہلی کے ایڈریس کا جواب۔ انوار العلوم جلد 12 صفحہ 84-83)

پس آج بھی دہلی جماعت کا فرض ہے کہ حکمت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو پہنچائیں۔ اب ماشاء اللہ نمائشوں وغیرہ کے ذریعہ سے وہاں تبلیغ میں کافی تیزی آئی ہے لیکن مسلمانوں کی طرف سے مخالفت بھی ہے۔ اس لئے ان میں بھی یہ پیغام پہنچانے کی بہت ضرورت ہے اور ان سب چیزوں کے ساتھ سب سے اہم بات جو ہے وہ دعا ہے۔ اس طرف بہت زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر مزید اسی تسلسل میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک رؤیا کا بھی ذکر فرمایا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک کشف میں دیکھا کہ ایک نالی بہت لمبی کھدی ہوئی ہے اور اس کے اوپر بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اور ہر ایک بھیڑ کے سر پر ایک قصاب ہاتھ میں چھری لئے ہوئے تیار ہے اور آسمان کی طرف اس کی نظر ہے جیسے حکم کا انتظار ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مَیں اس وقت اس مقام پر ٹہل رہا ہوں۔ ان کے نزدیک جا کر مَیں نے کہا کہ قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ (الفرقان:78)۔ انہوں نے اسی وقت چھریاں پھیر دیں۔ جب وہ بھیڑیں تڑپیں تو انہوں نے، چھری پھیرنے والوں نے کہا کہ تم چیز کیا ہو۔ گُوں کھانے والی بھیڑیں ہی ہو۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ان ایام میں ستّر ہزار آدمی ہیضے سے مرا تھا۔ پس اگر کوئی توجہ نہیں کرتا تو خدا کو اس کی کیا پرواہ ہے۔ اس کے کام رُک نہیں سکتے وہ ہو کر رہیں گے''۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح ناصری کے تین سو سال بعد عیسائیت کو ترقی نصیب ہوئی تھی لیکن ہمارے حالات کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری کے زمانے سے بہت پہلے انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔

(جماعت احمدیہ دہلی کے ایڈریس کا جواب، انوار العلوم، جلد 12، صفحہ 84)

پاکستانی مولوی ہوں یا کوئی مذہبی لیڈر ہوں یا دنیاوی طاقتیں ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ وہ بھیڑوں جیسے لوگ ہیں۔ اور یہ لوگ کبھی بھی احمدیت کی ترقی میں روک نہیں بن سکتے۔ لیکن اس کے لئے صرف ہم اپنے مبلغوں پر انحصار نہیں کر سکتے کہ وہ تبلیغ کریں اور احمدیت کو پھیلائیں۔ اگر اس ترقی کا حصہ بننا ہے اور ہمیں بننا چاہئے تو ہمیں بھی دعاؤں کی طرف اپنی توجہ پھیرنی ہوگی۔ اپنی روحانیت کو بڑھانا ہوگا۔ تعلق باللہ کو بڑھانا ہوگا۔ اور یہی چیزیں ہیں جو احمدیت کی مخالفت کو بھی ختم کریں گی اور احمدیت کی ترقی میں بھی ہمیں انشاء اللہ تعالیٰ حصہ دار بنانے والی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ مقام عطا فرمائے۔

نماز کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم سفنی ظفر احمد صاحب مبلغ انڈونیشیا کا ہے۔ 8ر نومبر کو ہارٹ اٹیک سے ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 71 سال ان کی عمر تھی۔ 18ر اگست 1945ء کو پاڈانگ سماٹرا میں یہ پیدا ہوئے۔ ان کے والد زینی دہلان صاحب نے 1923ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی اور انہوں نے دو اور نوجوانوں کے ساتھ مل کر سماٹرا اور جاوا میں جماعت کے تبلیغی مراکز قائم کئے۔ اسی طرح سفنی صاحب کے والد انڈونیشیا کے pioneer مبلغین میں شامل تھے۔ زینی دہلان صاحب کے تین بچے تھے جن میں سے سفنی ظفر احمد صاحب کو وقف کرنے کے بعد آپ نے حصول تعلیم کی غرض سے جامعہ احمدیہ ربوہ میں بھجوایا۔ سفنی ظفر احمد صاحب 17ر جولائی 1963ء کو ربوہ روانہ ہوئے۔ تقریباً گیارہ سال ربوہ میں رہے۔ جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کی اور 1974ء میں فارغ ہو کے یہ انڈونیشیا واپس گئے جہاں آپ کی پہلی پوسٹنگ انڈونیشیا میں کلیمنتان (Kalimantan) میں ہوئی۔ اس کے بعد ویسٹ جاوا میں ریجنل مبلغ اور ریجنل امیر کے طور پر خدمت بجا لاتے رہے۔ بعد میں ایسٹ جاوا اور پاپوا میں خدمت کی توفیق پائی۔ 1985ء سے 1987ء تک جامبی (Jambi) میں اور 87ء سے 91ء تک شمالی سماٹرا میں ریجنل مبلغ کے فرائض سرانجام دیئے۔ 1991ء سے 97ء تک جامعہ احمدیہ انڈونیشیا میں بحیثیت استاد، فقہ کا مضمون پڑھانے کی توفیق ملی اور اس دوران انچارج شعبہ تربیت نومبائعین بھی مقرر ہوئے۔ 1997ء سے 2001ء تک لامپونگ (Lampung) میں ریجنل مبلغ مقرر ہوئے۔ آپ کے ذریعہ انڈونیشیا کے مختلف علاقوں میں کئی جماعتیں قائم ہوئیں اور چند مساجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر بھی عمل میں آئی۔ آپ کو انڈونیشین زبان میں حسب ذیل چار کتب کی تصنیف کی بھی توفیق ملی۔ فلسفۂ زکوٰۃ۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی۔ جنازہ۔ اسلام میں جہاد کے معنی۔ یہ چار کتابیں آپ نے لکھیں۔ 2001ء میں آپ ریٹائر ہوئے۔ کچھ عرصہ سے آپ مختلف عوارض میں مبتلا تھے۔ خلافت سے آپ کا بڑا کامل وفا اور پیار کا تعلق تھا۔ بڑا گہرا اطاعت کا تعلق تھا۔ بڑے مخلص اور فدائی خادم سلسلہ تھے۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بھی احمدیت پر قائم رکھے اور اپنے باپ کی طرح نیکیوں میں بڑھنے اور وفا کا اظہار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایک عملی احمدی بنائے۔

......☆......☆......☆......

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(صوبہ تلنگانہ)

KONARK Nursery Hyderabad
MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination
for royal wedding & celebrations.
2-14-122/2-B, Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 0847329644

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم، عربک ڈیسک یوکے)

مکرمہ سحر عبدالجلیل صاحبہ (3)

گزشتہ دو اقساط میں ہم نے مکرمہ سحر عبدالجلیل صاحبہ آف فلسطین کے احمدیت کی طرف سفر کا ایک بڑا حصہ نذرِ قارئین کیا تھا۔ اس قسط میں ان کے اس سفر کے باقی واقعات بیان ہوں گے۔ وہ بیان کرتی ہیں:

والدین اور حکومتی اداروں کی بے حسی

اہانت آمیز طریق پر گھر سے نکالے جانے کے بعد میں مجبور ہو کر اپنی بڑی بہن سماح کے گھر چلی گئی جہاں سے ہم صدر جماعت فلسطین کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے پولیس کے پاس گئے اور پولیس نے ہمیں فیملی پروٹیکشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف بھیج دیا۔ وہاں جا کر عجیب ہی منظر دیکھا۔ میری مشکل حل کرنے اور ہمدردی کرنے کی بجائے وہاں پر بیٹھے ملازم نے الٹا مجھے ہی موردِ الزام ٹھہرانا شروع کر دیا۔ اس نے کہا کہ تم نے اپنے خاوند سے اپنے احمدی ہونے کا معاملہ چھپائے رکھا ہے اس لئے تمہارا خاوند تمہیں طلاق دینے میں حق بجانب ہے ، اور چونکہ اب وہ تمہارے خاوند کا گھر ہے اس لئے اس گھر میں واپس جانے کے لئے ہم تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتے۔

میں نے اس سے پوچھا کہ پھر میں کہاں جاؤں؟ اس نے کہا اس کے بارہ میں تم اپنی بہن سماح سے پوچھو جس نے تمہیں احمدیت کا سبق پڑھا کر اس حال کو پہنچایا ہے۔

میں وہاں سے نکل کر اپنی بہن سماح کے گھر آگئی اور وہاں پر رات گزارنے کے بعد اگلے روز سوچا کہ میں اپنے والدین کے پاس چلی جاتی ہوں لیکن جب انہیں فون کیا تو انہوں نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا کہ تم صرف احمدیت کو چھوڑنے کی صورت میں ہی ہمارے گھر آسکتی ہو۔

سرخ خزانوں تک رسائی

مایوس ہو کر میں نے ایک گھر کرائے پر لیا اور اس میں ڈش لگوا کر جب پہلے روز ایم ٹی اے دیکھا تو بے اختیار زبان سے خدا کے شکر کے کلمات نکلنا شروع ہو گئے کیونکہ میں نے اتنی آزادی سے پہلے کبھی ایم ٹی اے نہیں دیکھا تھا۔ یہ علمی اور روحانی خزانوں کا دروازہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے کھولا ہے۔ اسے دیکھ کر مجھے اپنا ایک واقعہ یاد آگیا۔ جن ایام میں مجھے میرے خاوند نے ایک ماہ کے لئے گھر میں بیٹھ کر سوچنے کا کہا تھا ان دنوں میں میں نے بہت دعائیں کیں۔ ایک روز نماز تہجد کے بعد کچھ دیر کے لئے بیٹھی تسبیحات پڑھ رہی تھی کہ اچانک جاگتی آنکھوں کے سامنے ایک منظر آگیا۔ میں نے دیکھا کہ میں اپنے ہاتھ میں ایک چراغ تھامے ایک ایسے راستے پر چل رہی ہوں جو بلندی کی طرف جا رہا ہے۔ میں محسوس کرتی ہوں کہ میرے اردگرد بہت سے لوگ ہیں جو مجھے پکڑ کر روکنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن میں تیزی سے بڑھتی جاتی ہوں اور مجھے پکڑنے کی کوشش کرنے والے گرتے جاتے ہیں اور مجھ تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ پھر ایک شخص دوڑتا ہوا آتا ہے اور میرے قریب سے گزرتے ہوئے میری جانب ایسے دیکھتا ہے جیسے مجھے اپنے پیچھے چلنے کا کہہ رہا ہو۔ میں اس کے پیچھے چلنے لگتی ہوں تا آنکہ وہ سرخ رنگ کے خزانوں کے قریب جا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہاں پہنچ کر میرے ہاتھ میں پکڑا ہوا چراغ خود بخود بلند ہونا شروع ہوتا ہے اور میں یہ الفاظ سنتی ہوں ''مِنَ اللہ'' یعنی یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ الفاظ سنتے ہی میرا جسم لرز گیا کیونکہ وہ نظارہ ختم ہو چکا تھا اور مجھے ادراک ہو چکا تھا کہ میں جاگ رہی ہوں اور میرا خاوند میری نظروں کے سامنے لیٹا ہوا تھا۔ اس کشف کی تعبیر یہ تھی کہ مجھے احمدیت سے روکنے والے ناکام ہو گئے اور کسی کی دھمکی کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ میں ثابت قدم ہو کر محوِ سفر رہی یہاں تک کہ ان خزانوں کے پاس پہنچ گئی۔

تائیدات ونشانات

نئے گھر میں ایم ٹی اے لگوانے کے بعد میں نے انٹرنیٹ کی سہولت حاصل کی اور حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پہلا خط لکھا۔ اور جب اس کا جواب آیا تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اور پھر یوں ہوا کہ حضور انور کو لکھے گئے خطوط اور پیارے آقا کی طرف سے آنے والے جواب میری تنہائی کے ساتھی ہو گئے۔

میری بہن سماح نے مجھے کہا تھا کہ جب بھی کوئی کام کرنے لگو تو حضور انور کی خدمت میں دعا کا خط لکھ دیا کرو پھر دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کس طرح نازل ہوتے ہیں۔ میں نے اس نسخہ کو بہت ہی کارآمد پایا۔ میں علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتی ہوں کہ جب بھی مجھے دکھوں کا سامنا ہوا میں خلیفۂ وقت کی خدمت میں دعا کا خط لکھ دیتی ہوں اور مجھے سکون مل جاتا ہے۔ نیز حضور انور کی استجابت دعا سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت سی تائیدات اور نشانات دکھائے ہیں۔ ان نشانات میں سے بعض کا ذکر کرنا ازدیاد ایمان کا باعث ہوگا۔

میرے خاوند نے مجھے گھر سے نکالتے وقت یہ کہا تھا کہ تم دیکھ لینا کہ میں دوسری شادی کروں گا اور میرے ذہین وفطین بچے پیدا ہوں گے۔ میں چین وآسائش کی زندگی گزاروں گا جبکہ تم ذلیل وخوار اور نامراد ہو گی۔

چنانچہ اس نے شادی کی، لیکن شادی کے ایک ماہ کے بعد اچانک اس کی بیوی کے دماغ میں بلیڈنگ شروع ہو گئی۔ اس خبر سے ساری بستی میں کھلبلی مچ گئی اور اہل بستی کے علاوہ خود اس کے منہ سے بھی یہی نکلا کہ یہ اسے اس ظلم کی سزا ملی ہے جو اس نے مجھ پر کیا تھا۔ اس کی بیوی کی بیماری کا معاملہ اس حد تک شدت اختیار کر گیا کہ اس کے مہنگے علاج کے لئے اس نے فلسطین کے صدر سے مدد کی اپیل کی۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ ٹھیک ہو گئی۔ اور ابھی ایک ماہ نہ گزرا تھا کہ اسے ایک پیچیدہ آپریشن کروانا پڑا جبکہ وہ بچے کی ماں بننے والی تھی۔ ایسی حالت میں پیدا ہونے والے بچے کو نقصان پہنچنے کا بہت خطرہ تھا۔ مجھے اسکی حالت دیکھ کر بہت دکھ ہوا۔ اس عورت نے میرے بچوں کو اچھی طرح سنبھالا تھا اس لئے میرے دل سے اس کے لئے بہت سی دعائیں نکل رہی تھیں۔

ایک ماہ اور گزرا تو میرا خاوند فلسطین سے اسرائیل میں کام کی غرض سے داخل ہوا جہاں اسے گرفتار کر لیا گیا اور بھاری رقم کے عوض اس کی رہائی عمل میں آئی۔

اس کے بالمقابل خدا کے فضل سے نہ میری شہرت کو کوئی نقصان پہنچا اور نہ مجھے۔ میری نوکری سلامت رہی اور خدا تعالیٰ نے مجھے مزید آزادی سے اپنے عقیدہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور میرا خدا تعالیٰ سے تعلق بھی مضبوط ہو گیا۔ جب تک میں نے اپنے احمدی ہونے کے بارہ میں اعلان نہیں کیا تھا کئی اندھیروں میں پڑی خدا کی نعمتوں سے محروم تھی لیکن اعلان کے بعد مجھے سب سے بڑی خوشی اس بات کی تھی کہ میں جب چاہوں ایم ٹی اے دیکھ سکتی تھی اور خلیفۂ وقت کا بروقت خطبہ سن سکتی تھی نیز مرکز جماعت جا کر جمعہ ادا کر سکتی تھی اور جماعتی اجلاسات میں شریک ہو سکتی تھی۔

ارتداد کی تہمت اور طلاق کی کارروائی

ایک روز میری چھوٹی بیٹی مجھ سے ملنے آئی جبکہ میں مرکزِ جماعت جا رہی تھی۔ میں اسے بھی اپنے ساتھ ہی لے گئی۔ جب اس کے والد کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ دھمکیاں دینے لگ گیا۔ مَیں نے پولیس کو فون کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ عائلی جھگڑا ہے اس لئے ہم دخل اندازی نہیں کر سکتے۔ خاوند کی دھمکیوں سے تنگ آکر چند روز کے بعد میں نے نفقہ اور اولاد کو حاصل کرنے کے لئے عدالت میں کیس دائر کر دیا۔

میرے خاوند کے وکیل نے اپنے دلائل کی بنیاد صرف ایک نقطہ پر رکھتے ہوئے کہا کہ یہ عورت مرزا غلام احمد کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی مانتی ہے لہٰذا علمائے اسلام کے فتویٰ کے مطابق یہ عورت دین اسلام سے مرتد ہو گئی ہے۔ ایسی حالت میں شریعت کے مطابق اس کا نکاح اس دن سے ہی فسخ ہو گیا ہے جب اس نے احمدیت میں شمولیت اختیار کی تھی اور اس کے نفقہ کا حق ساقط ہو گیا ہے۔

میں نے کہا کہ میرا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر مکمل ایمان ہے۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتی ہوں، کعبہ میرا قبلہ ہے، نماز اور روزہ کی پابند ہوں، زکوٰۃ دیتی ہوں اور توفیق ملنے پر حج بھی کرنے کی نیت ہے۔

میرے اعتراض کی بنا پر جج نے میرا مقدمہ پرسنل لاء کورٹ میں بھیجتے ہوئے ارتداد کے معاملہ میں فیصلہ دینے کا حکم فرمایا۔ 11 مئی 2016ء کو اس عدالت کا فیصلہ آگیا کہ ارتداد کے کافی شواہد نہ ملنے کی بنا پر اس عورت کو مرتد قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس پر میرے خاوند کے وکیل نے کہا کہ یہ عدالت پرسنل لاء کورٹ سے اعلیٰ ہے اور اسے خود فیصلہ کرنے کا اختیار ہے اور پھر اپنے دلائل دینے شروع کر دیئے جس کے بعد جج نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم مرزا غلام احمد کو امام مہدی مانتی ہو؟ کیا تم عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر یقین رکھتی ہو؟ کیا تم مرزا غلام احمد کو مثیل مسیح اور نبی تصور کرتی ہو؟ میں نے ان تمام سوالوں کے جواب تو دیئے لیکن اس کے ساتھ کئی امور کی وضاحت بھی کی۔ مثلاً یہ کہ جب قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں تو جس عیسیٰؑ کے آنے کی خبر دی گئی ہے وہ لازمی کوئی اور شخصیت ہے۔ نیز نبوت کے مسئلہ کی بھی کسی قدر تشریح کی۔ لیکن لگتا ہے کہ جج مجھے مرتد قرار دینے کا فیصلہ کر کے آیا ہوا تھا اسی لئے تو اس نے پرسنل لاء کورٹ کے فیصلہ کو بھی پس پشت ڈال دیا حالانکہ قبل ازیں اس نے خود ہی اس کیس کو پرسنل لاء کورٹ میں بھیجا تھا۔ چنانچہ جج نے 20 جون 2016ء کو ارتداد کا فیصلہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ نکاح فسخ ہو چکا ہے اور مرتد کو کوئی نفقہ نہیں ملے گا۔ اس فیصلہ کے خلاف 20 دن میں اپیل کی جا سکتی ہے۔ ہم نے فوراً حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی نیز عدالت میں اپیل دائر کرنے کے علاوہ انسانی حقوق کی تنظیموں سے رابطہ کر کے بتایا کہ اکثر مسلمانوں کے نزدیک مرتد واجب القتل ہے۔ بعض متشدد فرقے تو خود ہی جس کو چاہیں مرتد قرار دے کر قتل کر دیتے ہیں لیکن جسکے بارہ میں ملک کی اعلیٰ شرعی عدالت یہ فیصلہ کر دے کہ یہ مرتد ہے اس کو قتل کر کے ''جنت کا انعام'' لینے کیلئے تو ہر متشدد کا دل للچائے گا۔ اسلئے عدالت کے فیصلہ نے گویا تمام متشددین کو میرے قتل کا جواز فراہم کر دیا ہے۔

انسانی حقوق کی تنظیموں نے بھی میرا ساتھ دینے کی حامی بھری اور بعض لوگوں نے سوشل میڈیا پر بھی اس بارہ میں تحریر کیا۔ ٹی وی اور اخبارات میں بھی اس کا چرچا ہوا۔ علاوہ ازیں فلسطینی حکومت سے بھی اس بارہ میں رابطہ کیا گیا۔

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اب 14 نومبر 2016ء کو اپیل کورٹ کے جج نے ارتداد کے فیصلہ کو کالعدم کر دیا ہے۔ جو کہ ایک غیر معمولی فیصلہ ہے جس کے نتائج کا انتظار ہے۔

زیارتِ قادیان

2015ء کے اواخر میں مجھے قادیان کی زیارت اور جلسہ سالانہ میں شریک ہونے کی توفیق ملی۔ ایک لمبے اور تھکا دینے والے سفر کے بعد جب قادیان میں پہنچے تو یہ تصور کر کے تمام تھکان دور ہو گئی کہ ہم اس بستی میں آن پہنچے ہیں جس میں خادم مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدم مبارک پڑے تھے۔ مَیں فوراً بہشتی مقبرہ میں دعا کے لئے گئی تو اس کے ماحول اور روحانیت کی وجہ سے اسے جنت کا ایک ٹکڑا پایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کرتے ہوئے جو جذبات تھے اس کا بیان ممکن نہیں ہے۔ میں نے وہاں پر بکثرت درود شریف پڑھا اور خدا تعالیٰ سے دیگر کئی دعاؤں کے ساتھ یہ دعا بھی کی کہ جلد وہ دن بھی آئے جب میری اولاد بھی یہاں آنے کا شرف حاصل کرے اور مسیح محمدی کی غلامی میں داخل ہو جائے۔

حضور علیہ السلام کے گھر کو دیکھ کر میرے دل میں حضور علیہ السلام کیلئے بہت دعائیں نکلیں کیونکہ آپ نے دنیاوی عیش وآرام کو خدا کی خاطر چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کو اپنے ہر قول وفعل پر ترجیح دی۔ اس وقت میں یہ بھی سوچ رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے کس شان سے یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ والے الہامات اور پیشگوئیاں خود پوری کیں۔

انڈین اور پاکستانی احمدی خواتین کے اخلاص، نمازوں میں خشوع وخضوع اور جذبہ خدمت نے مجھے بہت متاثر کیا۔ ہماری رہائش سرائے وسیم میں تھی جس کے ساتھ والے گراؤنڈ میں ربوہ سے جلسہ پر آنے والے قافلوں کی بسیں رکتی تھیں۔ جب بھی کوئی قافلہ آتا تو لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ نعرے لگائے جاتے اور أَھْلًا وَّسَھْلًا وَّمَرْحَبًا کہا جاتا۔

مجھے یہ بتایا گیا کہ پاکستانی احمدیوں کو اپنے ملک میں خود کو مسلمان کہنے اور اللہ اکبر کا نعرہ لگانے کی بھی اجازت نہیں ہے، نیز ان کے جلسوں پر پابندی ہے۔ ان کی مسجدیں گرائی جاتی ہیں۔ ان کے کاروباروں کو نذر آتش کیا جاتا ہے اور احمدی کا جینا دوبھر کر کے اس کے قتل کو بھی ثواب کا موجب سمجھا جاتا ہے۔ یہ سن کر ہم نے پروگرام بنایا کہ ایسے احمدیوں کے استقبال کے لئے ہمیں بھی جانا چاہیئے۔ چنانچہ جب لاؤڈ سپیکر پر نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوتے تو ہم بھی وہاں جا پہنچتے اور پھر دونوں اطراف سے اخوّت ومحبت کے ایسے معصوم اور مخلصانہ جذبات کا اظہار ہوتا جن کی نظیر لانا مشکل ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معجزہ اور آپ کے خدا کی طرف سے ہونے کی ایک بیّن دلیل ہے کیونکہ ایسی محبت پیدا کرنا صرف خدا کا کام ہے۔

(باقی آئندہ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 25 نومبر 2016)

......☆......☆......☆......

جماعت کے دیرینہ خادم مکرم بشیر احمد رفیق خان صاحب سابق امام مسجد فضل لندن اور محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ گائنا کالوجسٹ فضل عمر ہسپتال ربوہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 21 ر اکتوبر 2016 بطرز سوال وجواب
بمطابق منظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور نے جماعت کے کن دو خادموں کی وفات کا ذکر فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا، آج میں جماعت کے دو خادموں کا ذکر کروں گا جن کی گزشتہ دنوں وفات ہوئی ہے۔ ایک مکرم بشیر احمد رفیق خان صاحب ہیں۔ اور دوسری فضل عمر ہسپتال کی شعبہ گائنی کی ڈاکٹر نصرت جہاں ہیں۔

سوال حضور انور نے مکرم بشیر رفیق خان صاحب کے متعلق کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا، بشیر رفیق خان صاحب پرانے، دیرینہ خادم سلسلۂ مبلغ سلسلہ تھے۔ ان کا 11 ر اکتوبر 2016ء کو تقریباً 85 سال کی عمر میں لندن میں انتقال ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے بی اے (BA) کیا۔ پھر شاہد کی ڈگری جامعۃ المبشرین سے 1958ء میں حاصل کی۔

سوال ان کے والدین کے متعلق حضور انور نے کیا تفصیلات بیان فرمائیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا، ان کی والدہ کا نام فاطمہ بی بی تھا جو حضرت مولوی محمد الیاس خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی بیٹی تھیں۔ ان کے والد کا نام دانشمند خان تھا۔ وہ 1890ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے اور صاحب رؤیا وکشوف آدمی تھے۔ آپ کے والد نے 1921ء میں احمدیت قبول کی تھی جس پر گاؤں والوں نے ان کا بائیکاٹ بھی کر دیا۔ ان کے والد کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک خط بشیر خان صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کا خط ہمیشہ آپ کے بزرگ باپ کی یاد دلا کر ان کے لئے دعا کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ قول اور فعل میں تضاد سے پاک، خلوص اور سچائی کا مجسمہ تھے۔۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور ان کی ساری اولاد کو ان کا حقیقی وارث بنائے۔

سوال آپ کی شادی کس سن میں اور کس کے ساتھ ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا، ان کی شادی 1956 میں سلیمہ ناہید صاحبہ سے ہوئی جو عبدالرحمن خان صاحب کی بیٹی تھیں جو خان امیر اللہ خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ ان کی اولاد میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

سوال آپ کی تعلیم و تربیت کے متعلق حضور انور نے کیا تفصیلات بیان فرمائیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا، 1945ء میں خان صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں داخل ہوئے اور اس وقت ان کی عمر چودہ سال تھی۔ انہی دنوں ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوجوانانِ احمدیت کو زندگی وقف کرنے کی تحریک کی چنانچہ نماز جمعہ کے ختم ہوتے ہی کئی نوجوانوں نے اپنے نام پیش کئے اور ان خوش نصیب نوجوانوں میں یہ بھی شامل تھے۔ 1947 تک جب تک پارٹیشن نہیں ہوئی انہوں نے قادیان میں تعلیم جاری رکھی۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد اپنے علاقے میں چلے گئے تھے۔

سوال آپ کے زندگی وقف کرنے کے متعلق حضور انور نے کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا۔ کالج میں جب داخلہ لے لیا تو یہ کہتے ہیں اچانک ایک دن مجھے پرائیویٹ سیکرٹری کا خط ملا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ قادیان میں ایک پٹھان طالبعلم تھا جس نے زندگی وقف کی تھی لیکن اس کا نام نہیں پتا کون تھا اور پارٹیشن کی وجہ سے ریکارڈ بھی گم ہو گیا یا ربوہ میں موجود نہیں۔ اس کا پتا کریں۔ اتفاق سے ان کے گھر خط آیا۔ انہوں نے لکھا کہ وہ مَیں ہی تھا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے انہیں حکم دیا کہ فوراً ربوہ حاضر ہو جائیں اور تعلیم الاسلام کالج لاہور میں داخلہ لو اور بی اے کرو۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث وہاں کے پرنسپل تھے۔

سوال حضرت مصلح موعود نے طلبا کو کیا نصیحت فرمائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خاص طور پر اس طرف توجہ دلائی کہ ہر طالبعلم کو اپنی لائبریری بنانی چاہئے اور کتابیں خریدنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اور یہ بات ایسی ہے جو ہر جامعہ کے طالبعلم کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے۔ اب دنیا میں بے شمار جامعات ہیں، واقفین زندگی ہیں ان کو اپنی لائبریریاں بنانی چاہئیں۔ گزشتہ دنوں لندن میں مربیان کی میٹنگ تھی وہاں بھی مَیں نے ان کو کہا تھا کہ مربیان کی اپنی لائبریریاں بھی ہونی چاہئیں، صرف جماعتی لائبریری پہ انحصار نہ کریں۔

سوال انگلستان میں آپ کی تقرری کس سن میں ہوئی اور وہاں آپ کے سپرد کیا خدمات تھیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا، انگلستان میں 1959ء میں آپ کی تقرری ہوئی۔ وہاں پہنچ کر مسجد فضل لندن میں نائب امام کے طور پر خدمات کا سلسلہ شروع ہوا۔

سوال مولانا جلال الدین شمس صاحب سابق امام مسجد لندن نے آپ کو کیا نصیحت فرمائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا، مولانا جلال الدین شمس صاحب نے ان سے کہا کہ ایک نصیحت میں تمہیں کرتا ہوں ہماری خدمت یعنی مبلغین کی خدمت جو احباب بہت خوشی سے کرتے ہیں وہ ہماری ذات کی وجہ سے ہرگز نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور سلسلہ احمدیہ کی محبت میں کرتے ہیں اس لئے ہمیں ہمیشہ یہ بات مدّنظر رکھنی چاہئے کہ جتنی بھی کوئی خدمت ہماری کرتا ہے یہ اس کا ہم پر احسان ہے۔ اگر ان سے کوتاہی ہو جائے تو ہمارا کوئی حق نہیں کہ ان سے باز پرس کریں یا انہیں ٹوکیں۔

سوال حضور انور نے مکرم بشیر رفیق صاحب کی جماعتی خدمات کی کیا تفصیلات بیان فرمائیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 1967ء سے لے کر اپنے دور خلافت میں یورپ کے آٹھ دورے کئے ان میں سے سات دوروں میں مولانا بشیر رفیق صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے قافلہ میں شامل رہے۔ 1970ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر تقرر ہوا۔ 1976ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ بطور ان کے پرائیویٹ سیکرٹری کے امریکہ اور کینیڈا کے دورے پر جانے کی بھی ان کو سعادت ملی۔ 1964ء تا 70ء اور پھر 71ء تا 79ء امام مسجد فضل لندن رہے۔ مسلم ہیرلڈ میگزین کے بانی ایڈیٹر 61ء تا 79ء، پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثالث 70ء تا 71ء۔ پھر نومبر 85ء میں آپ وکیل الدیوان تحریک جدید مقرر ہوئے، 87ء تک رہے۔ وکیل التصنیف ربوہ 82ء تا 85ء۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر ربوہ 83ء تا 84ء۔ ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن 1987ء تا 1997ء۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز 1983ء تا 1985ء۔ چیئرمین بورڈ آف ایڈیٹرز ریویو آف ریلیجنز 1988ء تا 95ء، ممبر صدر انجمن احمدیہ پاکستان 1971ء تا 1985ء۔ ممبر افتاء کمیٹی 1971ء تا 1973ء۔ ممبر بورڈ قضاء 1984ء تا 1987ء۔ اور اسی طرح بعض دنیاوی پوسٹوں پر کام کی بھی ان کو توفیق ملی۔ روٹری کلب وانڈزورتھ کے ممبر تھے اور وائس پریذیڈنٹ تھے۔ پھر پریذیڈنٹ روٹری کلب بھی مقرر ہوئے۔ 1968ء میں لائبیریا کے صدر مملکت جناب ٹب مَین کی دعوت پر بطور مہمان خصوصی انہیں بلایا گیا اور لائبیریا کا اعزازی چیف مقرر کیا گیا۔

سوال محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کی وفات اور بیماری کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیا تفصیلات بیان فرمائیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا، دوسرا ذکر جیسا کہ مَیں نے کہا محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں مالک صاحبہ کا ہے جو حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب کی بیٹی تھیں۔ 11 ر اکتوبر 2016ء کو لندن میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ تھیں تو یہ ربوہ میں لیکن برٹش نیشنل تھیں۔ ہر سال آیا کرتی تھیں۔ کچھ عرصہ سے بیمار تھیں۔ یوکے کے جلسہ کے بعد ایک دم ان کو چیسٹ انفیکشن ہوا۔ پھر پھیپھڑوں نے کام کرنا بند کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کافی ریکوری ہو گئی تھی اور ڈاکٹر کچھ پُرامید بھی تھے۔ لیکن ساتھ ہی یہ خطرہ بھی تھا کہ اگر دوبارہ انفیکشن کا حملہ ہوا تو بچنا مشکل ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی دوبارہ ایک دن اچانک حملہ ہوا اور اس بیماری کے بعد چند گھنٹوں میں ان کی وفات ہو گئی۔

سوال حضور انور نے محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کی ولادت اور آپ والد کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا، ان کی پیدائش 15 ر اکتوبر 1951ء کی ہے۔ کراچی میں پیدا ہوئیں۔ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کے والد محترم مولانا عبد المالک خان صاحب بھی پرانے خادم سلسلہ تھے۔ حضرت خان ذوالفقار علی خان صاحب کے بیٹے تھے۔ ان کا آبائی وطن نجیب آباد ضلع بجنور تھا جو یُوپی (UP) میں واقعہ ہے۔

سوال حضور انور نے آپ کی تعلیم اور خدمات کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا، یوکے (UK) سے انہوں نے تعلیم حاصل کی۔ پہلے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس پاکستان سے کیا پھر یُوکے (UK) سے سپیشلائز کیا۔ دین کی خدمت کے لئے، انسانیت کی خدمت کے لئے چھوٹے سے شہر میں، ربوہ میں آ کر آباد ہو گئیں اور ہسپتال کی ضرورت کو پورا کیا اور پھر تمام عمر بے نفس ہو کر ایسی خدمت کی جو انتہائی معیار پر پہنچی ہوئی تھی۔

سوال حضور انور نے ان کے متعلق احباب جماعت کے کیا تاثرات بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا، ان کے داماد مقبول مبشر صاحب کہتے ہیں خدا پر نہایت درجہ توکل تھا۔ عبادت کا ذوق تھا۔ قرآن سے محبت تھی۔ خلافت سے گہری وابستگی تھی۔ پوری طرح شرح صدر سے خلافت کی اطاعت، خدمت خلق، مریض کی شفا اور آرام ان کی پہلی ترجیح تھی۔ ڈاکٹر نصرت مجوکہ صاحبہ کہتی ہیں وہ ایک قابل استاد تھیں۔ ہمیں زندگی کے ہر شعبہ میں ان سے رہنمائی ملتی تھی۔ مضبوط اور مکمل تھیں۔ وہ ایک اطاعت گزار اور ایک ہمدرد بیٹی بھی تھیں اور ایک شفیق ماں بھی۔ ایک disciplined استاد بھی تھیں اور غمگسار بہن بھی اور دوست بھی۔ ڈاکٹر نوری صاحب کہتے ہیں کہ بہت ہی نیک، دعا گو، اعلیٰ اخلاق کی حامل، خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والی، اپنے مریضوں کے لئے دعائیں کرنے والی، پردہ کی باریکی سے پابندی کرنے والی، قرآن کریم کا وسیع علم رکھنے والی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُسوہ پر عمل کرنے والی خاتون تھیں۔ ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں بڑی فراست اور دور اندیشی دے رکھی تھی۔ بعض اوقات مریض کے علاج کے سلسلہ میں کسی پروسیجر کو کچھ وقت کے لئے مؤخر کر دیتیں اور بعد میں ان کا یہ فیصلہ درست نکلتا۔ خلافت سے تعلق اور اطاعت کا ایک واقعہ مجھے عابد خان صاحب نے لکھا کہ انہوں نے انہیں کہا کہ میں تو خلیفہ وقت کے منہ سے کوئی بات سرسری طور پر بھی سن لوں، کوئی حکم نہ ہو بلکہ سرسری بات ہی ہو تو اس کو بھی میں حکم سمجھتی ہوں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ پس یہ ہے وہ وفا اور اطاعت کا معیار جو اُن میں تھا۔

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ کینیڈا، اکتوبر، نومبر 2016ء

تقریب بیعت، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبا و طالبات کی سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس

رپورٹ: عبد الماجد طاہر، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مورخہ 21/اکتوبر 2016 کی مصروفیات

21/اکتوبر 2016 (بروز جمعہ)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چھ بجے ''مسجد بیت الاسلام'' میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ آج جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے ''مسجد بیت الاسلام'' کے دونوں ہالوں میں مردوں کیلئے انتظام کیا گیا تھا۔ نیز مردوں کیلئے دو مارکیز بھی لگائی گئی تھیں۔ خواتین کے لئے ایوان طاہر میں انتظام کیا گیا تھا نیز خواتین کیلئے بھی دو مارکیز لگائی گئی تھیں۔

پیس وِلیج کی جماعتوں کے علاوہ اردگرد کے حلقوں سے بھی احباب جماعت بڑی تعداد میں جمعہ کی ادائیگی کیلئے پہنچے تھے۔ مجموعی طور پر 6400 مرد و خواتین نے حضور انور کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بجکر تیس منٹ پر ''مسجد بیت الاسلام'' میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

(خطبہ جمعہ کا مکمل متن ہفت روزہ اخبار بدر 10/نومبر 2016ء میں شائع ہوجاچکا ہے)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ دو بجکر تیس منٹ پر ختم ہوا۔ اور یہ خطبہ جمعہ ''مسجد بیت الاسلام'' سے MTA انٹرنیشنل کے ذریعہ Live نشر ہوا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ و نماز عصر جمع کرکے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے مکرم بشیر احمد رفیق خان صاحب مرحوم اور محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ مرحومہ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

تقریب بیعت

اس کے بعد پروگرام کے مطابق بیعت کی تقریب ہوئی۔ بیعت کرنے والوں میں 14 نومبائعین اور 10 نومبائعات شامل تھیں۔ حضور انور کے دست مبارک پر تین نومبائع افراد کو ہاتھ رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان تین افراد کے پیچھے ایک نومبائع اپنے تین بچوں کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اس کے علاوہ باقی نومبائعین پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔

بیعت کی یہ تقریب MTA پر Live نشر ہوئی اور ایک عالمی رنگ اختیار کرگئی۔ دنیا بھر کے ممالک کی جماعتوں نے اس بیعت کی تقریب میں شرکت کی سعادت پائی۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

کالجز اور یونیورسٹیز کی طالبات کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس

پروگرام کے مطابق چھ بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''مسجد بیت الاسلام'' تشریف لائے اور کالج اور یونیورسٹی کی طالبات کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا جو خولہ ساہی صاحبہ نے کی اور اس کا انگریزی ترجمہ عالیہ ظفر صاحبہ نے پیش کیا۔ بعدازاں عزیزہ ماریہ اقبال صاحبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ مبارکہ پیش کی اور عزیزہ ثنا ممتاز صاحبہ نے اس کا ترجمہ بیان کیا۔ حضور انور نے فرمایا یہ پروگرام کس نے بنایا ہے؟ یہ لجنہ کا کام تو نہیں ہے۔ احمدیہ مسلم اسٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کی صدر کا کام ہے۔ اس پر بتایا گیا کہ ہر یونیورسٹی کی اپنی AMSA کی صدر ہوتی ہے۔ تو اس پر حضور انور نے فرمایا ایک سینٹرل بھی تو AMSA کی صدر ہوتی ہے۔ اس پر منتظمہ نے عرض کیا کہ وہ نیشنل سیکرٹری تعلیم کے تحت ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سیکرٹری تعلیم کا تو کوئی کام نہیں ہے۔ AMSA کو خود اپنا پروگرام بنانا چاہئے۔ اس کے بعد خولہ میاں صاحبہ نے نظم پیش کی۔

بعدازاں لبیدہ رشید صاحبہ نے ''حیا'' کے عنوان پر مضمون کا پہلا حصہّ پیش کیا۔ جس میں کہا کہ سویڈن میں 28/مئی 2016ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اور ناصرات کو ایک مطمحِ نظر دیا کہ اَلْحَیَآءُ مِنَ الْاِیْمَان۔ یعنی حیا ایمان کا حصہ ہے۔ آج ہم حیا کی اہمیت کے بارہ میں بیان کریں گے۔ قرآن کریم بار بار یہ نصیحت بیان فرماتا ہے کہ سچے مومن وہ ہیں جو خدا تعالیٰ کے احکامات سنتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں۔ جن میں سے ایک حیا کا پہلو اختیار کرنا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ 'اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں، اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کئے ہوئے ہیں۔' (33:36)۔ اس ماہ کے آغاز میں جلسہ سالانہ کینیڈا 2016ء کے موقع پر لجنہ سے خطاب کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حیا کا مقصد عورتوں کی عزت اور پاکیزگی بڑھانا ہے۔ حضور انور نے مزید فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْحَیَآءُ مِنَ الْاِیْمَان یعنی کہ اس حدیث کی روشنی میں جن لوگوں میں حیا نہیں، ان میں ایمان نہیں۔ اس لئے یہ لازمی ہے کہ ہم اس بات کو سمجھیں کہ حیا الٰہی صفت ہے۔ تاریخ ایسی مومن عورتوں کی مثالوں سے بھری پڑی ہے جو مجسم حیا تھیں۔ ایسی ہی ایک مثال قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے دو عورتوں کو اپنے جانوروں کو پانی پلانے میں مدد کی تھی جو حیا کی وجہ سے پیچھے کھڑی تھیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے پس ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس حیا سے لجاتی ہوئی آئی۔ (28:26) اللہ تعالیٰ ان کی اس حیا سے اتنا خوش ہوا کہ ایسا واقعہ جس کو لوگ بھلا چکے ہوتے اس کو قرآن کریم میں محفوظ فرمادیا اور اس طرح تاقیامت لوگوں کے لئے باعث نصیحت ہوا۔

☆ اس کے بعد عزیزہ مبشرہ صاحبہ نے اسی مضمون کا دوسرا حصہّ پیش کیا کہ ہمارے لئے حضرت عائشہؓ میں بھی ایک بہترین مثال ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے متعلق فرمایا کہ آدھا دین عائشہؓ سے سیکھو۔ عظیم بادشاہوں اور سرداروں نے حضرت عائشہؓ سے دین سیکھنے کا شرف حاصل کیا اور آپؓ نے اس تمام عرصہ میں حیا کا پہلو نہ چھوڑا اور حیا اور پردے کی ایک زبردست مثال قائم کی۔

ایک اور مثال حضرت خولہؓ کی ہے جو اسلام کی ایک عظیم مجاہدہ تھیں۔ ایک موقعہ پر جب مسلمان اور رومن افواج کی جنگ ہورہی تھی، مسلمان فوج نے دیکھا کہ چہرہ ڈھانکے ایک فوجی نہایت بہادری سے دشمن فوج کا مقابلہ کررہا ہے۔ جب یہ فوجی واپس لوٹا تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے پوچھا کہ اے مجاہد اسلام اپنا نام تو بتاؤ، ہماری آنکھیں تمہارے چہرے کو دیکھنے کے لئے ترس رہی ہیں پس اپنے چہرہ سے پردہ ہٹاؤ۔ اس پر اس مجاہد نے نقاب گرانے سے انکار کردیا۔ اسے پھر کہا گیا کہ اے نوجوان ہم تمہارا چہرہ دیکھنے کے خواہاں ہیں۔ اس پر مجاہد نے کہا اے سپہ سالار میں نافرمان نہیں لیکن خدا کا یہ حکم ہے کہ میں بے پردہ نہیں ہوسکتی میں ایک عورت ہوں اور میرا نام خولہ ہے۔ پس انہوں نے نقاب اتارنے سے انکار کردیا۔ بحیثیت ایک احمدی عورت کے ہمیں ان مثالوں کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے جن کی معاشرہ میں عظیم خدمات ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے سارے کام حیا کے دائرہ میں رہ کر کئے۔ اگر ہم مسلسل دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے تو ہماری حیا ہمارے لئے روک نہیں ہوگی بلکہ ہمارے لئے طاقت اور اعتماد کا باعث ہوگی۔ جب ہم نوکریوں اور اسکولوں میں جائیں گے۔ حیا کے ذریعہ ہم لوگوں کو اسلام سے بھی متعارف کراسکتے ہیں جیسے کہ لجنہ اماء اللہ نے اپنی کامیاب نیشنل تحریک Je suis Hijabi کے ذریعہ کیا۔ حیا ایک الٰہی وصف ہے جس کے ذریعہ ہم خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرسکتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ دنیا بھر کی لجنہ اماء اللہ اس الٰہی وصف کو خلوص نیت سے اختیار کرنے والی ہوں اور احمدی خواتین حیا کا بہترین نمونہ بن جائیں جو کہ سچی مومنہ کی نشانی ہے۔ آمین۔

بعدازاں عزیزہ نزہت خورشید صاحبہ (ایم اے) نے اپنی پریزنٹیشن دی۔

حضورِ انور کے دریافت فرمانے پر موصوفہ نے بتایا کہ انہوں نے Political Theory میں ایم اے کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنی ماسٹرز کی ڈگری یارک یونیورسٹی میں سیاسی نظریہ (Political Theory) میں کر رہی ہوں۔ میری ریسرچ کا عنوان ہے Psychological Impact of Historical and political events on Muslims۔ میں اپنی ریسرچ کے آغاز میں ہی ہوں اور چاہتی ہوں کہ ان واقعات کو مزید سٹڈی کرکے اپنے مقالے میں شامل کروں۔ مثال کے طور پر ایک Political Theorist جس کو میں سٹڈی کر رہی ہوں وہ FRANC PHENO ہے جس نے نفسیاتی اثرات پر زور دیا ہے کہ کیوں کالونیز بنائی گئیں اور افریقنوں کو غلامی میں جکڑا گیا۔ اسی PHENO کے خیالات کو لےکر میں یہ ثابت کرنا چاہتی ہوں کہ سالہا سال کی مغربی مداخلت اور جبر سے آج مسلمانوں پر بھی انہی افریقنوں کی طرح نفسیاتی اور جسمانی اثرات اثر انداز ہیں۔ ثقافتی سامراجیت اور غیر مساوی عالمی اقتصادی طریقوں کے ذریعے بھی جو مغرب نے مسلمان ممالک کے ساتھ کئے۔

(And through the cultural Imperialism of Capitalism and its unequal global economic practices).

PHENO نے بتایا ہے کہ احساسِ کمتری جبر کے نتیجہ میں بھی ہوجاتی ہے اور میں بھی یہی ثابت کرنا چاہتی ہوں کہ مغرب کی مداخلت کی وجہ سے مسلمان ممالک آج کے دور میں اسی احساسِ کمتری میں مبتلا ہیں۔ پس اسی وجہ سے یا تو مسلمان مغرب کی نقل کرنے کی کوشش کررہے ہیں یا جھوٹا جواز بناکر بدلہ لینے کا سوچتے ہیں۔ افریقن کے متعلق PHENO نے یہ تجویز کیا تھا کہ اپنی ثقافت کو دوبارہ زندہ کریں اور اپنی مایوسیوں اور پریشانیوں کو مثبت رنگ میں دُور کرکے معاشرتی اور سیاسی حیثیت کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح میں بھی یہ ظاہر کرنا چاہتی ہوں کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے آپ کو با اختیار بنانے کے لئے وہ اپنے کھوئے ہوئے ایمان کو دوبارہ قائم کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ریسرچ بہت اہم ہے کیونکہ ہم جو احمدی مسلمان ہیں ہمیں ہمیشہ سے اس بات کا علم تھا کہ مسلمان اندرونی طور پر زخمی ہوچکے ہیں کیونکہ انہوں نے اسلام کی اصل بنیادی تعلیمات کو چھوڑ دیا ہے۔ میرے خیال میں میری ریسرچ سے ثابت ہوجائے گا کہ مسلمانوں کی روحانی اور اخلاقی حالت کی گراوٹ کس طرح ہوئی اور وہ تعلیم کی کمی اور قیادت نہ ہونے کی وجہ سے اپنی شاخت کھو بیٹھے۔

اس کے بعد عائشہ میاں اکرم صاحبہ نے اپنی پریزنٹیشن دی۔

میں یونیورسٹی آف ونڈزر میں پی ایچ ڈی کے دوسرے سال میں ہوں اور میرا مضمون سوشیالوجی ہے۔ پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لئے میں نے جو مقالہ کا عنوان چنا ہے اُس پر میں نے پہلے ہی کچھ ریسرچ کی تھی اور وہ یہ ہے Muslim women identity religious freedom and racism in Canada.۔ عام طور پر کینیڈا کو ایسا ملک جانا جاتا ہے جو نئے آنے والوں کو کھلی باہوں سے خوش آمدید کہتا ہے اور آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ خاص طور پر

ہر ایک اپنے مذہب پر آزادی سے عمل کرسکتا ہے۔ مگر پچھلے کچھ سالوں سے یہاں سیاسی اور سماجی حالات بدل رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے 42 فیصد مسلمان خواتین نے مختلف طریقوں سے امتیازی سلوک محسوس کیا ہے۔ میں نے اپنی ریسرچ کے دوران سات ایسی مسلمان عورتوں سے انٹرویو کیا ہے جو کینیڈا میں ہی پیدا ہوئیں اور یہیں جوان ہوئیں اور جو حجاب لیتی ہیں کہ وہ کینیڈین مسلمان کے طور پر کیا محسوس کرتی ہیں۔ اس کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ یہاں نسل پرستی بڑھ رہی ہے اور ایسا محسوس کرایا جاتا ہے جیسے ہم کہیں باہر سے ہیں اور بعض جگہ اپنے مذہبی عقائد کی وجہ سے بے عزتی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان سب باتوں کی وجہ سے یہ عورتیں تذبذب کا شکار ہیں کہ وہ حجاب اُتار دیں کیونکہ یہ اُن کی شناخت کا ایک اہم رکن ہے۔ جب میں نے اپنی یہ ریسرچ مکمل کی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے ایڈمنٹن پولیس میں کنسلٹنٹ کی جاب مل گئی۔ پولیس سے کئی مسلمان عورتوں نے پوچھا کہ کیا اگر یہ پولیس آفیسر بن گئی تو اپنا حجاب پہنے رکھے گی؟ اس کے لئے ہم نے نمونہ کے طور پر ایک حجاب بنایا جو یہاں کے حفاظتی معیار کے مطابق تھا۔ (اسکرین پر پولیس کا یونیفارم اس حجاب کے نمونہ کے ساتھ دکھایا گیا)۔ اگرچہ یہ حجاب پوری طرح اسلامی حجاب کی عکاسی نہیں کرتا مگر یہ ایک قدم ہے جس سے کینیڈا میں مسلمان عورت کی پہچان ہوسکتی ہے۔ کچھ عرصہ سے دوسری تنظیموں میں بھی پالیسی بدلی ہے جیسا کہ RCMP۔ انشاء اللہ میری کوشش ہے کہ اپنی پی ایچ ڈی کے دوران خاکسار یہ ریسرچ اور سٹڈی آگے بھی جاری رکھے تاکہ ہم مسلمان عورتوں کے لئے مثبت تبدیلی ہوتی رہے۔

اس کے بعد سارہ چڑ کی صاحبہ نے اپنی پریزنٹیشن دی۔ انہوں نے کہا کہ میں QUEBEC یونیورسٹی میں ماحولیاتی معلومات کے نظام میں پی ایچ ڈی کررہی ہوں۔ اور میرا مضمون ہے: (Responsible innovation and information system) موسمیاتی تبدیلی کے اثرات سے بچنے کے لئے انفارمیشن سسٹم، جدید سافٹ ویئرز اور IT کے ذریعے کام کرکے مختلف آرگنائزیشن اور لوگوں کی مدد کرتا ہے۔ responsible innovation ایک نیا نظریہ ہے جس کو یورپ میں اپنایا گیا ہے جس میں شفاف طریق سے ایک دوسرے سے مل کر ایسا کام کرنا جو خوبیوں کے لحاظ سے اور پائیداری کے لحاظ سے سوسائٹی کے لئے ضروری ہو۔ ماحولیاتی تبدیلی کے خلاف لڑائی میں 2015ء کی کانفرنس ایک تاریخی کانفرنس تھی جس میں حصہ لینے والے تمام لوگوں نے متفقہ فیصلہ کیا کہ ہم کاربن کے اخراج کو کم سے کم کریں گے اور دنیا کے درجہ حرارت کو دو ڈگری سے کم رکھنے کی کوشش کریں گے۔ اس کے لئے آرگنائزیشنز آپس میں مل جل کر کام کریں آئندہ کے لئے ایسا لائحہ عمل بنائیں جس سے ہم یہ ٹارگٹ حاصل کرسکیں۔ جس کیلئے جدید طریقوں کو اپنانا ضروری ہوگا۔ انفارمیشن سسٹم، سوسائٹی میں ماحولیاتی تبدیلی کے حوالے سے واقعی ایک بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ مگر اس کے کچھ منفی اثرات بھی ہوتے ہیں۔

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ کیا آپ اپنا SUBJECT سائنسی طور پر ڈیل کر رہی ہیں یا معاشرتی طور پر؟

اس کے جواب میں موصوفہ نے عرض کیا دونوں طرح۔ اصل میں میرا تعلق سوشل سائنس سے ہے اس لئے میں اس کے مطابق اس پر کام کر رہی ہوں۔ اور جو اس کا معاشرتی اثر ہے اُس کو سٹڈی کر رہی ہوں۔ اور ساتھ ساتھ ماحولیاتی اور اخلاقی طور پر آب و ہوا کی تبدیلی کا جو اثر ہوتا ہے اُسے ذمہ داریاں متعارف کروا کر حل کرنے کی کوشش کررہی ہوں۔ یہ خیال مجھے حضورِ انور کے جو عدل کے موضوع پر بہت سے خطابات ہیں وہاں سے آیا تھا کہ ہمیں عدل سے کام لینا چاہئے۔

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کیا آپ نے میرا تازہ خطاب سُنا ہے؟ اس پر موصوفہ نے عرض کیا جی سُنا ہے۔ مَیں نے ایک مقالہ لکھنا شروع کیا ہے جس کے تین حصے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا: چین اور انڈیا کو کس طرح مطمئن کریں گے جو کہ ترقی پذیر ممالک ہیں جو انڈسٹری میں ترقی کررہے ہیں۔ امریکا اور یورپ نے تو 40، 50 سالوں میں خوب ترقی کی ہے اور ان کی انڈسٹری انتہا تک پہنچ گئی ہیں۔ اور اب کہتے ہیں کہ دنیا کی آب و ہوا تبدیل ہورہی ہے۔ تو اب چین اور انڈیا کہتے ہیں کہ جب ہم 40، 50 سالوں میں ان کی طرح ترقی کرلیں گے تو پھر اس کے بارہ میں سوچیں گے۔

کینیڈا آبادی کے لحاظ سے چھوٹا ملک ہے لیکن چین اور انڈیا کی آبادی بہت زیادہ ہے۔ انڈسٹری میں ترقی سے قبل یورپ اور امریکا کی بددیانتی اور غلط پالیسیوں کی وجہ سے انہوں نے اپنے جنگلات کاٹ ڈالے اور اب یہ ترقی یافتہ ممالک کہتے ہیں کہ آب و ہوا کا خیال رکھو۔ اس پر یہ ترقی پذیر ممالک، مغربی طاقتیں مشرقی ممالک کے خلاف ہیں۔

حضورِ انور کے استفسار پر موصوفہ نے عرض کیا کہ مَیں یہاں بطور طالبعلم آئی تھی اور اب میں یہاں مستقل رہائش پذیر ہوں۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ سب پریزنٹیشنز کرنے والیوں کا تعلق سوشل سائنس کے ساتھ ہے۔ کیا یہاں کوئی خالص سائنس میں پی ایچ ڈی نہیں کررہا۔

☆ایک طالبہ نے عرض کیا کہ مَیں فارمیسی پڑھ رہی ہوں۔ میرا سوال ہے کہ ان ممالک میں لجنہ کس طرح مختلف پروفیشنل میڈیکل سروسز جماعت کو فراہم کرسکتی ہیں؟ اس پر حضورانور نے فرمایا کہ لجنہ کو چاہئے کہ بچوں کی تربیت کریں اور ان کو بچوں کی صحت پر خاص توجہ کرنی چاہئے۔

☆ایک طالبہ نے سوال کیا کہ کیا ہم دوسرے ممالک یا دوسرے علاقوں میں وقفِ عارضی کرکے میڈکل سروسز فراہم کرسکتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ صرف تعلیمیافتہ لجنہ یہ کرسکتی ہیں، سب نہیں۔ آپ کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ لجنہ کو ایک ٹیم تشکیل دینی چاہئے جو اس کام میں تعلیم یافتہ ہوں اور جن میں دوسری لجنہ کو صحت کی دیکھ بھال سکھانے کی صلاحیت ہو۔ مثلاً کہ کس طرح گھروں کی صفائی کرنی چاہئے اور کس طرح حفظانِ صحت ہو۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہاں بہت سے گھر ایسے ہیں جہاں صفائی کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ بعض اوقات تو صفائی کے بغیر 10، 20 دن گزر جاتے ہیں۔ بچوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ مجھے یہاں کا تو علم نہیں لیکن یوکے میں اسکولوں سے شکایات آتی ہیں کہ ایشیائی طلبا کی مائیں بچوں کی صحت کا خیال نہیں رکھتیں یہاں تک کہ اُن کے ناخن تک نہیں تراشتیں۔ آپ کو چاہئے کہ آپ لجنہ کو اپنی تجاویز دیں اور وہ دیکھیں کہ ان تجاویز پر کس طرح عمل درآمد ہوسکتا ہے۔

☆ ایک طالبہ نے سوال کیا کہ میں Meticulous Genetics میں کام کررہی ہوں۔ میں خاص طور پر کینسر کے GENES پر کام کررہی ہوں جس میں ایک جین (GENE) پر سٹڈی کررہی ہوں کہ وہ کہاں سے اور کس طرح کام کرتا ہے؟

اس پر حضور انور نے استفسار فرمایا کہ کیا جسم کے اندر سے ہی کوئی اینٹی باڈی پیدا ہوں گی۔ موصوفہ نے عرض کیا کہ کیونکہ جین (GENE) کنٹرول کرتا ہے اُس کی گروتھ وغیرہ۔ تو ہم ریسرچ کررہے ہیں کہ اگر وہ جین ختم ہوجائے تو ہم کس طرح اُس کا اثر واپس لاسکتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جین کنٹرول کرتا ہے جب وہ متاثر ہوتا ہے یا انفیکٹڈ (INFECTED) ہوتا ہے۔ جب پروٹین نہیں بن رہی ہوتی تو وہ کینسر بن جاتا ہے۔ سٹیم سیل (Stem Cell) کے ذریعے ہوسکتی ہے؟ موصوفہ نے عرض کیا کہ ہم کسی ماڈل جین (GENE) پر کام کرتے ہیں اور میں ایک ایسے WORM پر کام کررہی ہوں جس کا پاتھ وے (Pathway) انسان کے GENE کے پاتھ وے (Pathway) جیسا ہے۔ حضور انور نے فرمایا یعنی جب جین (GENE) ختم ہوگیا تو اُس کو ڈیویلپ (DEVELOP) کرنا ہے۔ یا اُس کی ایک طرح سے رِی برتھ (REBIRTH) کرنی ہے۔ موصوفہ نے عرض کیا کہ جب جین (GENE) ختم ہوجاتا ہے تو اُس کا کام ہم کوشش کررہے ہیں کہ کسی اور طریقے سے ہوجائے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ کہاں تک ریسرچ پہنچی ہے؟ موصوفہ نے عرض کیا کہ میرا کام جہاں تک ہے مجھے دو Suppressor ملے ہیں جن پر ہم مزید ریسرچ کررہے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ کیا اس کے متعلق کہیں اور بھی ریسرچ ہورہی ہے؟ یعنی یہ پتہ کرنے کی کوشش کر رہے کہ وہ کونسا خاص جین (GENE) ہے جو یہ کرتا ہے؟ اس پر موصوفہ نے عرض کیا کہ جین کا پتہ چل گیا ہے مگر وہ کس طرح یا کس طریقے سے کرتا ہے یہ پتہ کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔

☆ ایک طالبہ نے سوال کیا کہ لندن میں کسی نے والدین کا جینز (GENES) لے کر، ماں کا کسی اور عورت کے ساتھ بدل کر کیا ہے (کیونکہ وہ FERTILIZE نہیں کررہا تھا) تو کیا اس طرح کرسکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ انہوں نے جین (GENE) بدل دیا ناں!۔ یہ تو ایک طرح کی کلوننگ ہے۔ اس کی مذہبی حوالے سے اجازت نہیں ہے۔

☆بعد ازاں حضورِ انور نے فرمایا اور کون ہے خالص سائنس میں؟

اس پر ایک طالبہ نے عرض کیا کہ میرا medical background کا radiation science ہے۔ یعنی میں Radiation Therapy کیا کرتی تھی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا یہ تو بڑی خطرناک چیز ہے۔ پوری طرح اپنے آپ کو ڈھانپتی ہو۔ احتیاط کرتی ہو؟ موصوفہ نے عرض کیا اب تو سائنس نے اتنی ترقی کرلی ہے کہ دوسرے کمرے سے ہی کمپیوٹر میں دیکھ کر تھراپی ہوجاتی ہے۔ اب کیونکہ میرے الحمدللہ تین بچے ہوگئے تھے تو مجھے اپنی فیلڈ چھوڑنی پڑی تھی مگر اب میں ماسٹر آف میڈکل فزکس کرنا چاہتی ہوں۔

☆ایک طالبہ نے عرض کیا کہ میں فزکس میں ماسٹر کررہی ہوں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ کمال ہوگیا۔ تھیسس (THESIS) بھی لکھ رہی ہو؟ کیا نام ہے مضمون کا؟ موصوفہ نے بتایا Theoretical Atomic Physics۔ اس پر حضور انور نے فرمایا یعنی اس میں میتھامیٹکس (MATHEMATICS) زیادہ ہوتا ہے۔ موصوفہ نے عرض کیا ایسا ہی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اٹلی میں جو ڈاکٹر عبدالسلام کا انسٹیٹیوٹ ہے آپ وہاں جاسکتی ہو۔

☆ایک طالبہ نے عرض کیا کہ میں پاکستان سے پچھلے سال آئی ہوں میں نے BSc honors کیا ہے medical radiation Sciences کے طور پر اور یہاں کینیڈا آکر پوسٹ گریجویٹ آنرز کیا ہے اور اب میں technologist جاب کررہی ہوں۔

☆ایک طالبہ سے حضور انور نے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ بچے کو بھی پال رہی ہو اور ساتھ ساتھ پڑھائی بھی کررہی ہو۔ تمہارا شوہر بھی مدد کرتا ہے؟

اس پر موصوفہ نے عرض کیا: جی حضور وہ پاکستانی ہیں اور کافی مدد کرتے ہیں وہ خود بھی پی ایچ ڈی کررہے ہیں۔ یہ تھوڑا مشکل ہے۔ میرا بھی یہی سوال ہے کہ کس طرح ہم باہمی طور پر ایک دوسرے کی مدد کے ساتھ گھر میں توازن برقرار رکھ سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا عورت کے لئے بڑا جہاد یہی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرے تاکہ وہ مستقبل میں کامیاب سائنسدان، ریسرچرز، ڈاکٹرز، انجینئرز اور اچھے سیاستدان بن سکیں۔ میں نے یہ بات یہاں یا کہیں اور کسی خطاب میں بھی کہی تھی۔ موصوفہ نے عرض کیا حضور یہی میری نیت ہے کہ بچوں کی اچھی تربیت کے ساتھ ساتھ میں بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کرلوں۔ اور میں کوشش کرتی ہوں کہ بہانے بہانے سے اپنے ساتھیوں اور پروفیسرز کو تبلیغ بھی کروں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اگر یہ نیت ہے تو بہت اچھا ہے۔ اگر اپنی تعلیم آپ تبلیغ کے لئے بھی استعمال کررہی ہیں تو یہ بھی اچھا ہے۔ موصوفہ نے عرض کیا کہ میرا ایک اور سوال ہے ڈے کیئر (DAY CARE) کے متعلق۔ میں نے اپنے بچہ کو جب وہ ڈیڑھ سال کا تھا ڈے کیئر (DAY CARE) میں ڈالا تھا تاکہ میں اپنی پڑھائی پر زیادہ توجہ دے سکوں؟ اس پر حضور انور نے فرمایا جب بچہ دو تین سال کا ہو تو اُسے ماں کی توجہ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس عمر میں زیادہ وقت دینا چاہئے۔ یہی عمر ہوتی ہے جب بچہ اپنی ماں کو صحیح طرح پہچانتا ہے اور سمجھتا ہے۔

☆ایک طالبہ نے سوال کیا کہ میں سائیکالوجی پڑھ رہی ہوں۔ میرا سوال تھا کہ آج کل دماغی امراض پر بہت سٹڈی اور ریسرچ ہورہی ہے۔ اور بہت سی دوائیاں اس میں استعمال ہوتی ہیں۔ کیا یہ صحیح طریق ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ دماغی امراض کی سب سے زیادہ وجہ مایوسی اور پریشانی (frustration) ہے یا discontentment ہے یا جیلیسی (Jealousy) ہے یا حسد ہے۔ بہت ساری وجوہات ہیں۔ بعض اوقات شادی کے بعد جھگڑوں کی وجہ سے ڈپریشن ہوجاتا ہے۔ بعض دفعہ ورزش نہ کرنے سے بھی ہوجاتا ہے۔ اور دماغ پر ضرورت سے زائد بوجھ ڈال لینا وغیرہ۔ تو اس کا حل ہے کہ گھروں کے مسائل حل ہوجائیں اور قناعت پیدا ہوجائے یعنی contentment ہوجائے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان دوسرے کی دولت یا سٹیٹس (Status) دیکھ کر حسد نہ کرے بلکہ اگر کوئی دینی لحاظ سے آگے ہو تو صرف اُس کو لینے کی کوشش کرے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اُس سے بندہ ذہنی طور پر ٹھیک رہے گا اور اللہ یاد رہے گا۔ اس لئے بجائے دنیا دیکھنے کے اللہ کو دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ کہ دل کو اطمینان اور تسلی دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ ہونا چاہئے۔

پس frustration بڑھنے کی وجہ سے دنیا میں

دماغی امراض بڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ preferences دنیاداری ہوگئی ہے اور اس کی وجہ سے بے چینی ہوگئی ہے۔ اور بے چینی کی وجہ سے frustration ہے اور پھر frustration کی وجہ سے آگے بیماریاں بڑھ رہی ہیں۔ یہ ہیں عمومی وجوہات۔ اس لئے پنجوقتہ نمازیں پڑھو اور ذکرِ الٰہی کرو۔ اور جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے کہ دوسرے کے مال کو دیکھ کر یہ نہ کہو کہ کاش یہ میرے پاس بھی ہوتا۔ بلکہ اس کے برعکس جب کسی کو نیکی کرتے دیکھو تو خواہش کرو کہ کاش میں بھی یہ نیکی کرسکتا۔

☆حضورانور نے مراکش کی ایک طالبہ سے پوچھا کہ تمہیں سمجھ آئی؟ پھر فرمایا کہ یہ لوگ کبھی اردو اور کبھی انگریزی میں سوال کر رہی ہیں اس لئے میں بھی دونوں زبانوں میں جواب دے رہا ہوں۔

☆ایک طالبہ نے سوال کیا کہ جب ہم یونیورسٹی میں یا کہیں اور کوئی تبلیغی پروگرام کرتے ہیں اور فلائرز تقسیم کرتے ہیں تو غیر احمدی مسلمان یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اُس پر نہیں لکھنا چاہیے کیونکہ لوگ اُسے پھینک دیتے ہیں اس طرح بے ادبی ہوتی ہے؟

اس پر حضورانور نے فرمایا اُن سے کہو کہ تم میں سے کسی مسلمان کا نام محمد یا احمد نہیں ہے؟ تو وہ جب اپنے نام کے سائن وغیرہ کرتے ہیں تو وہ کاغذ گاربیج وغیرہ میں چلے جاتے ہیں تو اس طرح کیا بے ادبی نہیں ہوتی؟ ایک طریقہ یہ ہے کہ فلائرز پر صرف بانی اسلام (Holy Prophet of Islam) لکھ لیا کرو۔

☆ایک طالبہ نے سوال کیا کہ میں اسپورٹس میڈیسن KINESIOLOGY کررہی ہوں۔ اس میں جو خاص میری توجہ تھی وہ پبلک ہیلتھ پالیسی کو لوگوں میں پھیلانا تھی کہ کس طرح ہم دنیا کے مختلف حصوں میں خاص گروپس یا خاص علاقہ کے لوگوں کو خاص طور پر عورتوں اور بچوں کو ایسے پروگراموں میں لاسکتے ہیں۔

اس پر حضورانور نے فرمایا کہ اسلامی تعلیم تو صفائی کیلئے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَان۔ صفائی ایمان کا حصہ ہے۔ اَلنَّظَافَةُ مِنَ الْاِيْمَان۔ نظافت ایمان کا حصہ ہے۔ پھر حفظانِ صحت کیلئے یہ بتایا کہ تمہیں اپنے کھانے کو ننگا نہیں رکھنا چاہئے۔ ڈھک کر رکھنا چاہئے۔ پانی تک کو ڈھک کر رکھنا چاہئے۔ پھر جیسے پُرانے زمانہ میں جب لوگ واش رُومز وغیرہ کیلئے باہر جاتے تھے کیونکہ ٹائلٹ وغیرہ نہیں ہوتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صفائی کیلئے بجائے جانوروں کی ہڈیاں وغیرہ استعمال کرنے کے کم از کم صاف پتھر استعمال کرو۔ کیونکہ ہڈیوں وغیرہ میں بیکٹیریا اور جراثیم وغیرہ ہوتے ہیں۔ پس بڑی واضح تعلیم صحت کی دیکھ بھال کیلئے اسلام نے پیش کی ہے، حفظانِ صحت کیلئے بھی اور Sanitize کرنے کیلئے بھی۔

موصوفہ نے عرض کیا کہ مجھ سے سوال ہوتا ہے کہ کس طرح ہم مسلمان عورتوں یا لوگوں کو اس طرف لے کر آئیں۔ کونسا طریقہ اپنائیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ مسلمان عورتیں اتنی آگے نہیں ہوں گی اور اس میں حصہ نہیں لیں گی۔

اس پر حضورانور نے فرمایا اگر ان مسلمان عورتوں کو نہیں پتہ تو وہ Ignorant (جاہل) ہوں گی۔ کیونکہ زیادہ تر اَن پڑھ لوگ ہیں۔ تم لوگوں کو تو علم ہے کیونکہ آپ لوگ پڑھ رہے ہیں۔ افریقہ یا کسی بھی ترقی پذیر ملک میں یہی حال ہے اور صحت کی دیکھ بھال اور Sanitation وغیرہ کا بُرا حال ہے۔ تبھی تو اِیبولا (EBOLA) وہاں سے نکلا تھا۔ گندگی کی وجہ سے ہوا تھا۔ تو وہ مسلمان ملک تو نہیں ہیں۔ سارے عیسائی ملک ہیں۔ تھرڈ ورلڈ ملک کا حال ہے کیونکہ اُن کے پاس ایسی سہولیات میسر نہیں ہیں۔ تعلیم نہیں ہے اور وسائل بھی نہیں ہیں۔

☆ایک طالبہ نے سوال کیا کہ کیا لڑکیاں پڑھائی کے سلسلے میں دوسرے ملک یا دُور جا کر رہ سکتی ہیں؟

اس پر حضورانور نے فرمایا کہ اگر آپ یونیورسٹی کی طالبہ ہیں اور آپ کے والدین راضی ہیں بھیجنے کیلئے تو ٹھیک ہے اور یہ بات یقینی ہونی چاہئے کہ آپ وہاں لڑکیوں کے ساتھ ہی رہیں۔ لڑکے لڑکیوں کے ایک ہی ہوسٹل میں نہ ہوں تو پھر جاسکتی ہو۔ ہماری بہت سی لڑکیاں ہیں جو چین میں جا کر پڑھائی کر رہی ہیں، بلکہ یورپ اور مشرقی یورپ میں بھی کچھ ہماری طالبات پڑھ رہی ہیں۔ اگر آپ کے والدین آپ پر پُرا اعتماد ہیں تو آپ جاسکتی ہیں۔

☆ایک طالبہ نے سوال کیا کہ کیا یہ بیوی کا حق ہے کہ وہ شادی کے بعد کبھی بھی حق مہر مانگ سکتی ہے؟

اس پر حضورانور نے فرمایا کہ بیوی کا حق ہے کہ وہ شادی سے پہلے بھی حق مہر مانگ سکتی ہے۔ حق مہر ہے ہی اس لئے کہ تم پہلے دو۔ خاوند کا فرض ہے کہ وہ دے۔ یہ ضروری نہیں کہ میاں بیوی میں کوئی جھگڑا ہو اور تم قضا میں جاؤ اور کہو کہ میرا حق مہر دلا کر دیں۔ حق کا مطلب کیا ہے؟ یہی ناں کہ یہ تمہارا right ہے۔ اس پر طالبہ نے عرض کیا کہ میں نے جتنی عورتوں سے سُنا یا پوچھا ہے تو زیادہ تر یہی کہتی ہیں کہ اُن کو نہیں ملا۔

اس پر حضورانور نے فرمایا کہ نہیں ملا تو یہ اُن کی اپنی کمزوری ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی نے کہا کہ حضور میری دو بیویاں ہیں اور میرا پانچ پانچ سو حق مہر ہے دونوں بیویوں کا۔ اُس زمانے میں پانچ سو کافی رقم ہوتی تھی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ کیا تم نے اُن کے ہاتھ پر حق مہر رکھا تھا؟ ہر ایک کو دیا پانچ پانچ سو روپیہ۔ جواب دیا کہ نہیں دیا۔ بلکہ اُنہوں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ معاف۔ حضور نے فرمایا نہیں، جاؤ اور اُن کے ہاتھ پر رکھو۔ وہ بیچارے غریب بندے تھے۔ انہوں نے کسی سے قرضہ لیا اور جا کر ایک بیوی کو 500 اور دوسری کو بھی 500 روپیہ دیا اور کہا کہ تم نے میرا حق مہر معاف کر دیا تھا اب یہ واپس کر دو۔ بیویوں نے کہا کہ ہم تو تمہیں غریب آدمی سمجھے تھے کہ تم نے دینا تو ہے نہیں تو گھر میں فساد کیوں ڈالیں۔ اس لئے ہم نے کہا کہ چلو معاف کیا۔ اب تم نے دے دیا ہے تو اب کوئی معاف نہیں ہونا۔ پس حق مہر کبھی بھی معاف نہیں ہوتا۔ خاوند کو کوشش کرنی چاہئے کہ پہلے دن دے دے۔

حضورانور نے ازراہِ شفقت مراکش کی طالبہ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اپنے شوہر سے حق مہر لے لیا ہے؟ موصوفہ نے عرض کیا کہ ابھی تک نہیں لیا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ لیکن تم نے اُس کو معاف تو نہیں کرنا۔ جب بھی تمہیں دے دے تم لے لینا۔ یعنی جب بھی اُسے اچھی جاب وغیرہ ملے اور رقم اچھی ہو تو تم مانگ لینا۔

☆ایک طالبہ نے سوال کیا کہ کیا کوئی ایسی حدیث ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ ایسی عورت کو برکت ملتی ہے جو حق مہر لیتی ہے؟

اس پر حضورانور نے فرمایا کہ ایسی کوئی حدیث نہیں ہے۔ برکت اسی میں ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو حق مہر وقت پر ادا کر دے۔ اگر کسی نے کوئی قرضہ لیا ہوا ہے اور مانگنے پر ادا نہیں کر رہا تو کس طرح برکت پڑسکتی ہے۔ حق مہر مناسب ہونا چاہیئے یہ نہ ہو کہ خاوند پر بہت زیادہ بوجھ ڈال دیا جائے جو وہ ادا ہی نہ کرسکتا ہو۔ اس لئے جماعت میں اکثر حق مہر جو رکھا جاتا ہے وہ آدمی کی چھ ماہ سے ایک سال تک کی آمدنی ہوتی ہے۔ یہاں اوسطاً ایک آدمی تین ہزار ڈالرز کماتا ہے تو اگر تمہارا حق مہر 18 ہزار ڈالرز سے 36 ہزار ڈالرز تک ہے تو یہ مناسب ہے۔ لیکن اگر باہمی رضامندی سے حق مہر کم بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ زبردستی یا دکھاوے کے لئے زیادہ حق مہر لکھوانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے جس کی آدمی کو استطاعت نہ ہو۔

طالبات کی حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ کلاس سات بجکر بیس منٹ پر ختم ہوئی۔

کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء کی حضورِ انور کے ساتھ کلاس

اس کے بعد پروگرام کے مطابق سات بجکر پچیس منٹ پر کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء کی حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا جو عزیزم مرتاض ریاض صاحب نے کی اور اس کا انگریزی ترجمہ عزیزم برہان گورایہ صاحب نے پیش کیا۔

اسکے بعد عزیزم فراز الٰہی صاحب نے Blood Cancer کے عنوان پر اپنی پریزینٹیشن پیش کی۔

میری تحقیق کا نچوڑ Cancer ہے۔ اور اس مضمون سے جو خاص چیز میں نے پیش کرنی ہے، وہ یہ ہے کہ The Role of the Protein PHF6 in regulating gene expression RNA جو پورے جسم کی پیداوار کو کنٹرول کرتی ہے۔ ہمیں علم ہے کہ مختلف قسم کے کینسر ہیں۔ میری تحقیق Leukemia پر ہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں بلڈ کینسر بھی کہتے ہیں۔ اور اسی طرح بلڈ کینسر کی بھی کئی مختلف اقسام ہیں۔ اور جس پر میری خاص توجہ ہے وہ T All کہلاتا ہے۔ جو خاص طور پر سفید بلڈ سیلز پر اثر انداز ہوتا ہے۔ PHF6 پروٹین پندرہ فیصد بچوں اور چالیس فیصد بڑوں میں mutate ہوتا ہے۔ اس سلائیڈ میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ایک عام انسان کے بلڈ سیل کی شکل کیسی ہوتی ہے اور دوسری سلائیڈ میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ جن کو Leukemia ہوتا ہے، ان کا خون کس طرح ہوتا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری میں بلڈ سیلز زیادہ ہیں اور بڑے ہیں اور ان میں کینسر ہے اور وہ عام بلڈ سیل کی طرح کام نہیں کرتے۔

پہلی بات یہ ہے کہ جسم میں کینسر پیدا کیسے ہوتا ہے۔ یہ وجوہات کینسر کے Hallmark کہلاتے ہیں۔

یہ دس (10) نشانیاں ہیں جو کہ کینسر کی علامات کی نشاندہی کرتی ہیں۔ لیکن اس پریزنٹیشن میں ان (10) دس کو اختصار سے چار میں بیان کروں گا۔ پہلی بات جو ہے وہ لامتناہی نشونما ہے۔ یعنی ہمیشہ رہنے والا کینسر۔ اس کو رگوں تک رسائی کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ اردگرد کے Tissues پر حملہ کرے۔ تبھی یہ کینسر کہلائی جاتی ہے۔ خاکسار کی تحقیق کا محور سیلز کا لامتناہی طور پر بڑھنا ہے۔ کیونکہ کینسر کو بڑھنے کے لئے غیر معمولی طور پر پروٹین پیدا کرنی پڑتی ہے۔ اس مرحلہ پر RNA مداخلت کرتی ہے۔ پروٹین جسم میں پیدا ہوتی ہیں جب DNA کاپی ہو کر RNA بن جاتا ہے۔ RNA پھر پروٹین بنتی ہیں، جس کی وجہ سے تمام جسم میں پروٹین پیدا ہوتی ہیں۔ تو ہمارے خیال میں PHF6 کا RNA کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور جب یہ جسم میں نہ ہو تو پھر کینسر بہت زیادہ پروٹین پیدا کرلیتا ہے۔ تو اس تھیوری کو پرکھنے کے لئے ہم نے ایک پروٹین ناک ڈاؤن تجربہ کیا۔ اس تجربہ میں ہم نے یہ کوشش کی کہ پروٹین کو سیل میں ختم کیا جائے جس طرح کہ انسانوں میں ہوتا ہے ہماری کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ حالات پیدا کریں جس طرح کسی کینسر کے مریض میں ہوتے ہیں۔ پروٹین کو ختم کرنے کے لئے ہم gene کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ہم ایک وائرس لیتے ہیں اور پھر پروگرام کرتے ہیں کہ وہ gene کو نشانہ بنائیں۔ PHF6 کو نشانہ بناتے ہیں اور اس طرح سیل مزید پروٹین پیدا نہیں کرتے۔ اُسی طرح جیسے کسی شخص کو T-All ہوتا ہے ہم یہ لیب میں کرتے ہیں اور ہمارے پاس بہت سے سیلز کی ایک پلیٹ ہوتی ہے جس میں ہم اپنے سارے وائرس ڈالتے ہیں اور سیلز میں سے پروٹین ختم کردیتے ہیں اور یہ ہم وہ حالات پیدا کر پاتے ہیں جیسے کہ کسی کینسر کے مریض میں ہوتے ہیں۔ PHF6 پروٹین کے سیلز کو ناک ڈاؤن کرنے کے بعد ہم ان کو جمع کرتے ہیں اور gene کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو پہلی تصویر میں ہم دیکھتے ہیں جو سیمپل ہیں جن میں کوئی وائرس نہیں ڈالا گیا تو یہ پہلی صورت ہے اس کی 1.0 یہ اس کی نارمل حالت ہے۔ تو پھر جب ہم وائرس شامل کرتے ہیں تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ یہ PHF6 کم جاتا ہے تو اس سے مجھے سمجھ آتا ہے کہ میرا طریق کامیاب ہو رہا ہے اور میں 90 فیصد اس کو ناک ڈاؤن کرلیتا ہوں اور پھر توجہ RRNA پہ کرتا ہوں یا یوں کہیں کہ پروٹین کی پروڈکشن پر کیا اثر ہوتا ہے۔ تو ہم دیکھتے ہیں کہ جب ہم PHF6 ناک ڈاؤن کرتے ہیں، تو اس میں 1.5 گنا اضافہ ہوتا ہے۔ تو ظاہر ہوا کہ جب PHF6 موجود نہ ہو تو کینسر زیادہ پروٹین پیدا کر پاتا ہے اور اپنی تھوڑی سی جو نشوونما ہے اس کو قائم رکھ پاتا ہے۔ اس تحقیق کا نچوڑ یہ ہے کہ اس سے ہم بنیادی بائیولوجیکل (Biological) عوامل جن سے کینسر پھیلتا ہے سمجھ پاتے

UNIKCARE HOSPITAL
Dr. M.A.Razak (MBBS,DNB(Med)FCCP FIAG)
Consulting Physician & Director
New Mallepally, Hyderabad (T.S)
e-mail : drmarazak@rediffmail.com
Mobile : 9866320619 Office :040-23237021

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

ہیں اور اس بات کے علم میں آنے سے ہم امید کرتے ہیں کہ اس سے آئندہ علاج کی صورت پیدا ہوگی۔ انشاء اللہ۔

بعد ازاں حضور انور نے طلباء سے فرمایا کہ پریزنٹیشن دینے والے سے آپ سوال پوچھیں۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ جب PHF6 کو ناک ڈاؤن کرتے ہیں تو اس کا کینسر پر کیا اثر ہوتا ہے؟

اس پر موصوف نے جواب دیا۔ میری تحقیق کے مطابق PHF6 ٹیومر کو روکتی ہے۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ 4 ہال مارک ہیں جن کی وجہ سے کینسر پھیلتا چلا جاتا ہے۔ کینسر پھیلنے کے لئے جن حالات کی ضرورت ہوتی ہے اس میں مدافعت PHF6 کرتی ہے۔ تو یہ ایک طرح سے ٹیومر کو روکتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا۔ کیا آپ کی یہ تحقیق جاری ہے یا ابھی شروع ہونی ہے؟ یا اس کا نتیجہ کیا ہے کیونکہ آپ نے اس کے بارہ میں کچھ بتایا نہیں؟

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ میں اب تیسرے سال میں ہوں۔ ابھی تک یہ سمجھ پایا ہوں کہ مریض میں PHF6 تبدیل ہوتا ہے لیکن پہلے ہمیں یہ نہیں معلوم تھا کہ PHF6 کیا کردار ادا کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا۔ کیا کوئی لیبارٹری میں مریضوں پر ٹیسٹ کیا ہے؟

موصوف نے عرض کیا یہ ابھی صرف لیبارٹری تک محدود ہے لیکن میری خواہش ہے کہ اس کو دوا بنایا جائے پھر انشاء اللہ کچھ تجربہ کیلئے مریضوں کو دئے جائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا۔ آپ کو دوا کی طرف توجہ کرنی چاہئے یہ آپ کا لائحہ عمل ہونا چاہئے۔

حضور انور کے استفسار پر موصوف نے عرض کیا کہ میں MSC کر رہا ہوں اور ریسرچ اور میڈیسن میں داخلہ کی درخواست دے چکا ہوں۔ کینیڈا میں میڈیکل میں داخلے کے لئے سخت مقابلہ ہے اس کیلئے ماسٹر کی ڈگری اس میں ممد ہوتی ہے۔

ایک طالب علم نے سوال کیا اس میں اگلا قدم کیا ہے۔ آپ کیا کر سکتے ہیں کہ یہ ثابت ہو کہ PHF6 اہم ہے۔

اس پر موصوف نے بتایا۔ کینسر ریسرچ اگلے قدم پر دو طریق پر تقسیم ہے۔ ایک قسم بنیادی حیاتیات کی تحقیق ہے۔ اس قسم میں آپ کو بہت مطالعہ کرنا ہوگا۔ دوسری قسم طبی ہے۔ جس میں بنیادی حیاتیات کی طرف متوجہ ہوں۔ میں ان سائنسدانوں کو وسائل اور علم دینے کی کوشش کرتا ہوں جو کلینیکل ریسرچ میں ہیں تا کہ وہ علاج ڈھونڈ سکیں۔ پس میں بہت سے تجربے اور ٹیسٹ کرتا ہوں تا کہ ثابت ہو کہ پروٹین یہاں مراد ہے۔ جیسا کہ C 2 Hybridization کا تجربہ ہیں۔ اس میں میں پروٹین کا اچھی طرح معائنہ کرتا ہوں۔ پروٹین کو ڈال کر دیکھا جاتا ہے کہ کیا اس میں بھی کینسر آتا ہے کہ نہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی مختلف تجربے ہوتے ہیں۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ کیا وہ مریض جن کا کینسر اخیر تک پہنچ چکا ہے ان پر بھی یہ Knock Down طریق فائدہ مند ہوگا یا صرف ان مریضوں پر جن کا کینسر شروع کے مراحل میں ہے۔

اس پر موصوف نے جواب دیا۔ میری ریسرچ کینسر کی حیاتیات پر ہے نہ کہ طب پر۔ مجھے نہیں معلوم کہ طبی لحاظ سے یہ کتنا اثر انداز ہے۔ یہ جواب وہ لوگ دے سکتے ہیں جو میری ریسرچ سے علاج کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اس نے تو ابھی Application کی نہیں۔ صرف لیبارٹری ٹیسٹ کر رہا ہے۔ ڈاکٹر بنے گا پھر apply کرے گا۔ پھر دیکھیں گے کہ تحقیق کہاں تک پہنچتی ہے۔ اگر اس کو ابھی Knock Down سوال کئے تو یہ Knock Out ہو جائے گا۔

☆اس کے بعد عزیزم فراز احمد راجپوت نے Chemical Engineering کے عنوان پر اپنی پریزینٹیشن دی۔

موصوف نے بتایا کہ Maggill یونیورسٹی کے شعبہ میں Chemical Engineering میں پی ایچ ڈی کر رہا ہوں۔ جس موضوع پر میں ریسرچ کر رہا ہوں، اس کا تعارف کرتے ہوئے میں ایک واقعہ بتانا چاہتا ہوں۔ جو کہ نہایت بڑا ماحولیات پر اثر انداز ہونے والا واقعہ تھا۔ چھ سال قبل میکسیکو کے خلیج میں تیل کی پائپ پھٹنے سے بہت زیادہ تیل پھیل گیا تھا۔ اس حادثہ کے نتیجہ میں کئی افراد جاں بحق ہو گئے تھے۔ کئی لاکھ بیرل کے تیل کا نقصان ہوا۔ جب پائپ کو ٹھیک کیا گیا تو تحقیق سے معلوم ہوا کہ برف کے موٹے ٹکڑے پائپ کے اندر جمے ہوئے تھے جن کے سبب پائپ میں دھماکہ ہوا۔ اب اگر آپ کو یاد ہو پانی فقط زیرو سیلسیس سے کم پر برف بنتا ہے۔ لیکن سمندر کا درجہ حرارت تین سے چار سیلسیس ہے۔ اس سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ اتنے زیادہ درجہ حرارت پر پانی کیوں جم رہا ہے۔ میری ریسرچ اس مسئلہ کو سمجھنے پر مبنی ہے۔ یہ سمجھنے کے لئے کہ برف تین یا چار سیلسیس پر کیوں جم رہی ہے۔ پہلے ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ برف بنتی کیسے ہے؟ درجہ حرارت جب کم ہوتا ہے تو پانی کے Molecules اس طرز پر دوبارہ بیٹھ جاتے ہیں کہ وہ Molecules آپس میں بہت مضبوط طریق سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ پانی کا مضبوط طریق پر جڑنا برف کہلاتا ہے۔ جتنا پانی اور Molecules کم درجہ حرارت پر جم جاتا ہے اتنا ہی بڑا برف کا ٹکڑا بنتا ہے۔ جس پائپ لائین میں برف تین چار سیلسیس درجہ حرارت پر جم رہی تھی، وہاں پانی کے ساتھ کچھ قدرتی گیس بھی تھی۔ ان گیسوں کے سبب پانی زیادہ درجہ حرارت پر بھی برف بن گیا۔ اس طرح ان پائپ لائینز میں کچھ برف کے ٹکڑے بن گئے جب قدرتی گیس Molecule برف کے ٹکڑے میں پھنس جاتا ہے تو اس صورت میں پانی کے Molecules آپس میں جڑے رہتے ہیں۔ ان گیس Molecules کی وجہ سے پانی زیادہ درجہ حرارت پر بھی آپس میں جڑا رہتا ہے۔ چونکہ بعض گیس قدرتی طور پر خود ہی آگ پکڑ لیتی ہیں۔ اسلئے یہ گیس Hydrates کو جلانے والی برف کہا جاتا ہے۔ اس گیس Hydrate کا بننا ایک بڑا سبب تھا کہ پائپ لائن میں برف کے ٹکڑے بن گئے اور اس طرح رکاوٹ پیدا ہوگئی۔

میری ریسرچ اس بات کو سمجھنے پر مبنی ہے کہ یہ برف کے ٹکڑے کیسے بنتے ہیں اور ہم انہیں کیسے بننے سے روک سکتے ہیں۔ جیسے کہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ جتنے زیادہ پانی کے Molecules برف کے ٹکڑے میں شامل ہو جاتے ہیں اتنا ہی بڑا برف کا ٹکڑا بن جاتا ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ پانی کے Molecules برف کے ٹکڑوں سے دور رہیں۔ ان Molecule کو گیس Hydrate سے بھی دور رکھنا ہے۔ میری ریسرچ سے پتا لگتا ہے کہ بعض پلاسٹک پانی کے Molecule کو برف بننے سے روکتے ہیں۔ ایک اور فائدہ پلاسٹک استعمال کرنے کا یہ ہے کہ پلاسٹک بہت سستا میٹیریل ہے۔ اس کام کے لئے بہت کم مقدار کی ضرورت ہوتی ہے تو اخراجات کے لحاظ سے سستا طریق ہے۔

میں اپنے لیب میں یہ پلاسٹک خود بناتا ہوں اور جس طریق پر میں ان کو بنانا چاہوں میں بناتا ہوں۔ میں اس بات کا تجربہ کرتا ہوں کہ کن کیمیکلز سے یہ پلاسٹک بنتے ہیں۔ جب میں پلاسٹک بنالیتا ہوں۔ پھر میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ پلاسٹک کس حد تک گیس Hydrate کو بننے سے روکتا ہے۔ یہ جو بڑا ٹینک اسکرین پر آپ کے سامنے ہے یہ پانی سے بھرا ہے۔ اس کو میں دو یا تین درجہ حرارت پر لے جا سکتا ہوں۔ یہی سمندر کا درجہ حرارت ہے۔ میرے پاس ایک اور ڈبہ ہے جس کے اندر میں پانی اور پلاسٹک کو ملاتا ہوں جن سے Hydrate بنتے ہیں۔ پھر میں ان میں Methane گیس ڈالتا ہوں۔ جس سے درجہ حرارت گرتا ہے تو Hydrate بنتے جاتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ کن وجوہات سے کتنے Hydrate بنتے ہیں۔ اس ریسرچ کے تحت بعض پلاسٹک کو استعمال میں لا کر میں نے برف کو بننے سے ستر فیصد تک روکا ہے۔

ابھی تک میں نے Hydrate کے منفی پہلو بیان کئے ہیں۔ یہ کہ ہمیں ان کو بننے سے کیوں روکنا چاہئے۔ اب میں ان کے فوائد بتانا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ Hydrate قدرتی طور پر سمندر کی زمین پر بنتے ہیں۔ اس لئے بہت ساری قدرتی گیس Hydrate کی شکل میں سمندر میں موجود ہے۔ ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ انہیں کیسے نکالا جائے کہ بہت زیادہ قدرتی گیس ہمیں مل جائے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ یہ قدرتی طور پر خود بخود بنتے ہیں، ہم ان گیس Hydrate سے گرین ہاؤس گیس کو کم کر سکتے ہیں۔ اگر ہم یہ گرین ہاؤس گیس جیسے کہ کاربن ڈائی آکسائیڈ اور Methane کو سمندر میں ڈالیں تو وہ خود ہی Hydrate بن کر سمندر کی زمین پر چلی جائے گی اور اس طرح فضا میں گرین ہاؤس گیس کم ہو جائیں گی۔

☆ پریزنٹیشن ختم ہونے کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ اب اپنے سوال کریں۔ اس نے اتنی تیزی سے سب کچھ بتا دیا ہے۔

ایک طالب علم نے سوال کیا: پلاسٹک سے دنیا میں آلودگی بڑھتی ہے۔ تو آپ کے اس طریق سے دنیا میں آلودگی زیادہ ہوگی۔

اس پر موصوف نے بتایا: یہ پلاسٹک جو ہم بناتے ہیں صرف ان پائپ لائینز میں ڈالی جاتی ہے جہاں برف بن رہی ہوتی ہے۔ جب ان کا کام ہو جائے تو ان کو نکالا بھی جا سکتا ہے۔ یا پھر یہ پائپ لائن میں ہی رہتی ہیں۔ اس طرح یہ سمندر کو گندہ نہیں کرتے۔

حضور انور نے استفسار فرمایا: کیا یہ پائپ کے اندر ڈالیں گے یا باہر پینٹ کریں گے۔

اس پر موصوف نے عرض کیا: پائپ لائینز کے اندر ڈالیں گے۔ جہاں پانی اور Hydrate موجود ہیں، وہاں یہ پلاسٹک جا کر برف پر حاوی ہو جاتی ہے۔ اس طرح برف بننے سے رک جاتی ہے۔ اس طرح ہم انہیں پانی اور قدرتی گیس کے ساتھ ملاتے ہیں۔

حضور انور کے استفسار پر موصوف نے بتایا: ایسی پلاسٹک استعمال میں لانی ہوگی جو پانی میں رہ سکے اور خراب نہ ہو۔ یہ ایسی پلاسٹک ہونی چاہئے کہ پانی سے مل کر کسی بھی طرح اثر انداز نہ ہو۔ اس پر میں ریسرچ کر رہا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: تو یہ پلاسٹک برف پر کلیتہً حاوی ہو جائے گی اور پائپ کے اندر سب کچھ ہوگا اور یہ اس لئے ہوگا کہ گیس جلد نہ بنے اور یہ ایک خود بخود طریقہ کار ہے۔

اس پر موصوف نے عرض کیا: اصل منشاء برف بننے سے روکنا ہے۔ پھر گیس برف بننے سے خود ہی رک جائے گی اور گیس ہی رہے گی۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کی ریسرچ میں برف کو کتنی حد تک روکنا ہے؟

اس پر موصوف نے عرض کیا: جتنی زیادہ برف ہو اتنی ہی دقّت آتی ہے۔ وہ دوبارہ پانی نہیں بنتی، اس لئے کوشش ہے کہ برف نہ ہی ہو۔ کیونکہ جتنی زیادہ گیس ہو، اتنا نقصان ہونے کا خدشہ ہے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا: کیا اس سے بہتر کوئی حل نہیں ہے؟

موصوف نے عرض کیا۔ کئی اور حل ہیں۔ مگر ان میں اخراجات بہت زیادہ ہیں۔ بعض انڈسٹری دوسرے طریق کو استعمال کر رہی ہیں۔

حضور انور نے دریافت فرمایا۔ کیا یہی ایک بڑا حادثہ ہوا تھا جو پچھلے سالوں میں ہوا اور کیا اس حادثہ سے قبل اس مسئلہ پر کوئی کام ہو رہا تھا۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ یہ ایک بڑا حادثہ تھا۔ اس طرح کے اور بھی کئی حادثات ہوئے لیکن اس مسئلہ کا کوئی حل نہیں ہو رہا تھا۔

حضور انور نے دریافت فرمایا۔ ابھی ریسرچ کس حد تک ہوئی ہے، اور کمپنیاں اس بارہ میں کیا کر رہی ہیں اور کتنے پیسے دیتی ہیں؟

موصوف نے عرض کیا کہ کمپنیاں یونیورسٹی کو پیسے دیتی ہیں۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ اگر برف تین چار درجہ حرارت پر جم رہی ہے، اس کا مطلب پانی میں کسی قسم کی آلودگی ہے۔ آپ کے پلاسٹک کے ذریعہ حل سے مزید گندگی پھیلے گی۔ اس طریق سے Isomation ہوگی جو کہ خود آلودگی ہے۔ کینیڈا اور امریکا میں پلاسٹک کی کوالٹی چیک ہو جائے گی لیکن چین جیسے ملک میں اگر یہ

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیال ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کی عیال یعنی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

طالب دعا: ایڈووکیٹ منور احمد خان، صدر جماعت احمدیہ پوری اُڈیشہ مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میں وہ شخص سب سے بہتر ہے جو اپنے اہل خانہ سے بہترین سلوک کرتا ہے اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ سے بہترین سلوک کرتا ہوں۔ (سنن ابن)

طالب دعا: ایڈووکیٹ آفتاب احمد تیماپوری مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، حیدرآباد

طریق استعمال کریں گے تو پلاسٹک کی کوالٹی گرجائے گی جس کی وجہ سے بہت آلودگی پھیلے گی۔ آپ کا یہ حل مناسب ہے یانہیں۔

اس پرحضورانور نے فرمایا تمہارا پروڈکٹ گیس ہے یاپانی؟ اگر پانی خراب ہوبھی جائے تو کیا فرق پڑے گا۔

موصوف نے جواب دیا۔ اگر پانی گندہ ہوگا تو برف زیادہ بن جائیگی لیکن پلاسٹک کے ساتھ کم ہوگا۔

حضورانور نے فرمایا۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ پانی ہے۔ گیس کے زیادہ ہونے سے برف زیادہ بنے گی۔ آپ کے پلاسٹک ڈالنے سے کمی آجائے گی۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح خون کی نالیاں بند ہو جاتی ہیں۔ ڈاکٹر stentڈال دیتے ہیں۔ کیا آپ بھی ایسا کریں گے۔ یہ اس لڑکے کا سوال ہے۔ پائپ لائن وقتاً فوقتاً تبدیل کرنا ہوگا کیونکہ گیس کے سبب پائپ خراب ہوجائے گی۔ یا اور کوئی کیمیکل ڈالو گے۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ یہ بھی دیکھا جا رہا ہے کہ کون سے کیمیکل ڈالے جائیں تا کہ برف نہ بنے۔

حضورانور نے فرمایا۔اگر برف زیادہ بن جائے گی۔ پریشر زیادہ ہونے کے سبب پائپ کے پھٹنے کا خدشہ زیادہ ہوجائے گا۔ یہ ایک اور مسئلہ ہے۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ اگر ہم کچھ نہ کریں تب تو پائپ ضرور پھٹے گا۔ اگر ہم پلاسٹک کے استعمال سے برف کے بننے کو کلیۃً روک دیں تو پھر یہ مسئلہ حل ہوگا۔

حضورانور نے فرمایا۔آپ ابھی اس پلاسٹک کو استعمال کررہے ہیں۔ یا ابھی ریسرچ ہی کررہے ہیں؟

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ابھی صرف تحقیق ہی کررہے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا۔دوسرے لڑکے نے یہ سوال کیا ہے کہ اس سے مزید آلودگی پیدا ہوگی۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ اگر کم پلاسٹک استعمال کرکے برف کے بننے کو پوری طرح روک دیا جائے تو یہ مسئلہ حل ہوجائے گا۔ پلاسٹک کی بناوٹ ایسی ہو کہ وہ پانی کو آلودہ نہ کرے۔

حضورانور نے فرمایا اگر ایسا کروگے تو فی الحال حل نکل آئے گا۔ شائد ٹیکنالوجی ترقی کرلے اگر جنگ عظیم نہ ہوتو پائپ کو سکین کرکے صورت حال دیکھی جاسکتی ہے۔ ابھی سمندر کے نیچے اس کو دیکھنے کے لئے کون جائے گا۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔آپ نے اپنی پریزینٹیشن میں ایک بڑے پائپ کے حادثہ کے متعلق بتایا تھا۔ اگر پلاسٹک ڈالنے کے باوجود پائپ پھٹ جائے تو پلاسٹک کا پانی اور سمندر کے جانوروں پر کیا اثر ہوگا۔

اس پر موصوف نے کہا۔ اگر یہ پائپ پھٹ جائے پھر حیاتیاتی مسئلہ ہوگا۔لیکن پلاسٹک کی مقدار اتنی کم ہے کہ سمندر پر بہت کم اثر انداز ہوگا۔

حضورانور نے فرمایا۔سمندر کا پانی ویسے ہی آلودہ ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کتنی نیچے جاتی ہے یہ پائپ لائن۔ پانچ سو میٹر تک جاتی ہے؟

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ پانچ سو سے ایک ہزار میٹر تک نیچے جاتی ہے۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ اگر CO2اور دوسری گرین ہاؤس گیس کو سمندر میں ڈالا جائے تو یہ پانی کو Acidic بنا دے گا۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ جیسے ہی ہم یہ گیس ڈالتے ہیں ویسے ہی یہ برف بن جاتی ہے۔ یہ پانی کے ساتھ react کرکے acid نہیں بنتی۔ جیسے ہی ڈالا جاتا ہے یہ برف بن کر سمندر کی زمین پر چلا جاتا ہے۔

ایک سوال کے جواب میں موصوف نے بتایا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ پلاسٹک برف بننے ہی نہ دے۔ بعد میں اگر پلاسٹک کو استعمال میں لانا ہو۔ تو اس پر تحقیق کررہا ہوں کہ پانی سے کس قسم کا پلاسٹک کم اثر انداز ہوگا۔

حضورانور نے فرمایا۔ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ کچھ فاصلہ کے بعد انجکشن پلانٹ لگائے جائیں جو خود بخود ہی پلاسٹک مناسب مقدار میں پھینکتے جائیں۔ اس پر موصوف نے عرض کیا کہ یہی ہم کررہے ہیں۔

ایک طالب علم نے سوال کیا کہ آپ نے بتایا تھا کہ پانی کو برف بننے سے روکنے کے لئے پلاسٹک کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ میں نے اپنی تحقیق میں colligative properties کے بارہ میں سیکھا ہے۔ اگر پانی میں مزید Molecule ڈالے جائیں تو وہ برف نہیں بنے گا۔ صرف زیرو درجہ حرارت پر برف بنے گا۔ تو کیا آپ پلاسٹک کے ساتھ یہی طریق عمل میں لا رہے ہیں۔ یا آپ اس طریق کو استعمال میں کیوں نہیں لاتے۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ یہ پلاسٹک پانی کے جمنے کا درجہ حرارت تبدیل نہیں کرتا۔ یہ صرف برف کے گرد لپٹ جاتا ہے۔ مزید پانی کو برف بننے سے روکتا ہے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا یہ پلاسٹک صرف برف پر ہی چسپاں ہوگی۔ اگر درجہ حرارت مناسب رہے گا تو پلاسٹک کی ضرورت نہیں رہے گی۔ صرف جہاں درجہ حرارت گرے گا وہاں پلاسٹک لگا دی جائے گی۔ جہاں پر liquid سے solid بننا شروع ہوگا ساتھ ہی پلاسٹک لگا دی جائے گی۔ یہ حل سو فیصدی نہیں ہے۔ کیونکہ تم ستر فیصد برف بننے سے روکتے ہو۔ کچھ مدت بعد پلاسٹک والی برف اتنی زیادہ ہوجائے گی کہ تیل کی روانی میں دقّت آئے گی۔

☆اس کے بعد سعد وڑائچ صاحب نے اپنی پریزینٹیشن دیتے ہوئے کہا: میں نے اپنا بیچلر آف الیکٹریکل انجینئرنگ میں پاکستان Nust یونیورسٹی سے مکمل کیا ہے۔ ایک مہینہ پہلے ٹورانٹو آیا ہوں۔ اب میں انجینئرنگ میں ماسٹر کرنا چاہتا ہوں۔ میری تحقیق اس پر مبنی ہے کہ سٹیم پائپ لائن میں شگاف کو کیسے روکا جائے۔ میں آپ کو چین میں ایک تیل کے دھماکے کے بارہ میں بتاؤں گا۔ وہاں پائپ میں پریشر بڑھنے کے سبب پائپ پھٹ گیا۔ اکیس لوگ جاں بحق ہو گئے۔ سٹیم جنریٹر دنیا کے ساٹھ فیصد بجلی کے پلانٹس میں استعمال ہوتا ہے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا۔ نیوکلیر پاور پلانٹ میں یا دوسرے میں بھی استعمال ہوتا ہے؟

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ نیوکلیر اور کول اور آگ وغیرہ تمام پلانٹ میں استعمال ہوتا ہے۔ سٹیم انجن کا بنیادی کام سٹیم بنانا ہوتا ہے۔ اس سٹیم سے ٹربائینز چلتے ہیں جن سے بجلی بنتی ہے۔ سٹیم جنریٹر میں کئی ہزار پائپ ہوتے ہیں۔ جو کہ بہت لمبے اور گولائی میں چھوٹے ہوتے ہیں۔ جب بہت گرم پانی ان میں سے گزرتا ہے۔ تو ان پائپ کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ وقت کے ساتھ پائپ کے اندر گرم پانی کے گزرنے کے سبب زنگ آجاتا ہے۔ باہر بھی شگاف پیدا ہوجاتے ہیں۔ اگر ان شگافوں کو وقت پر دیکھا نہ جائے تو پھٹ کر سخت نقصان کرسکتے ہیں۔ جیسے کہ پہلے واقعہ بیان کیا ہے۔ میری تحقیق یہ ہے کہ ان شگافوں کو دیکھا جائے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا۔ یہ پائپ کس میٹریل کی بنی ہوتی ہے؟

موصوف نے عرض کیا: یہ پائپ Alloy 6 hundred اور Alloy 4 Hundred کی بنی ہوتی ہے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا۔ ان Alloy میں بھی زنگ لگ جاتا ہے۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ ایک سٹین لیس سٹیل پائپ بنایا گیا تھا جس کو زنگ کم لگتا ہے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا۔ اگر کوئی پلاسٹک کوٹنگ ہو یا فائبر گلاس وغیرہ ہو تو۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ پانی چونکہ بہت گرم ہوتا ہے اس لئے پلاسٹک کو بھی خراب کر دیتا ہے۔ ہمیشہ یہ خدشہ رہتا ہے کہ اس کو زنگ لگ جائے گا۔ اس کا حل فقط وقت پر شگاف کو پہچاننا ہے۔ ہماری تحقیق یہ تھی کہ Conductor کے گرد magnetic fields لگائی گئیں۔ Edi-Current Induce کیا گیا۔ Edi-Current Technique سے کمپنیاں اپنے پائپ میں شگافوں کا پتہ لگاتی ہیں۔ پائپ یا دوسری لوہے کی چیزوں میں ۔ Edi-Current Probe کو پائپ میں ڈالا جاتا ہے۔ شگاف کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ لیکن یہ ہر شگاف کا پتہ نہیں لگا سکتا۔

حضورانور نے فرمایا۔ کیا وہ ہر پائپ کو اوپر سے ہی سکین کرلیتے ہیں۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ فی الحال ہم ظاہری طور پر یہ تحقیق نہیں کررہے بلکہ کمپیوٹر پر کررہے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں Edi-Current Technology کی اس طرز پر ضرورت ہے کہ وہ شگاف کا حقیقی طور پر پتہ لگاسکیں۔

حضورانور نے فرمایا۔ کیا تم پائپ کے بارہ میں یہ پتہ نہیں کرسکتے کہ اس کی کام کرنے کی مدت کتنی ہے؟ اس سے پہلے پہلے تم پائپ کو بدل دو۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ پانی اور سٹیم کا درجہ حرارت اور مقدار وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اگر کوئی leakage ہو جائے تو سلفائیٹ کے سبب بہت جلدی زنگ لگ سکتا ہے۔ اسلئے اسے مسلسل مونیٹر کرنا ضروری ہے۔

حضورانور نے فرمایا۔ ہر پلانٹ کے پاس ایک Stand by پلانٹ ہونا چاہئے۔ پھر کام مہنگا ہوجائے گا۔ ایک وقت میں ایک ہی پائپ کو تبدیل کرتے ہو۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ اگر کوئی پھٹ نہ جائے۔ اس تصویر میں ہم اندر کے شگاف کو دیکھتے ہیں اگر وہ کچھ بڑا ہو جائے تو خدشہ ہوتا ہے۔ تو یہ Edi-Current Technology ہمیں شگاف کے بارہ میں صحیح معلومات دیتی ہے۔ یہ probe تمام پائپ کو اندر سے سکین کرکے ہمیں شگاف کا سائز بتا دیتی ہے۔ اگر پائپ کے کُل سائز میں کوئی بھی تبدیلی ہو تو معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک شگاف پیدا ہوچکا ہے۔ ایک اور طریق بھی ہے جس کو Fusion Technique کہتے ہیں۔ اس طریق میں تین frequencies سے شگاف کی گہرائی کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ frequency کو زیادہ یا کم کرنے سے شگاف کی گہرائی کا پتہ لگایا جاتا ہے کہ آیا کم ہے یا زیادہ۔ اس طریق سے ہم شگاف کے سائز کا صحیح پتہ لگا سکتے ہیں۔ اس تصویر میں دیکھ سکتے ہیں کہ اس طریق سے شگاف کا کیا سائز پتہ لگا اور حقیقت میں اس کا کیا سائز ہے۔ بہت ہی کم فرق ہے۔ چوڑائی میں بھی اور گہرائی میں بھی۔ ہماری اس ٹیکنالوجی سے حقیقتاً شگاف کا کافی حد تک صحیح اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ان سب تحقیقات سے ہم شگاف کا دس فیصد پتہ لگا سکتے ہیں۔ ابھی بھی بہت تحقیق کی ضرورت ہے۔ اور ہم مختلف تجربے کرتے جا رہے ہیں جن سے سٹیم جنریٹر محفوظ طریق سے چل سکے۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ آپ کو کتنی دفعہ ان شگاف کو چیک کرنا ہوگا، کہ کوئی حادثہ نہ پیش آئے؟

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ سالانہ طور پر سب پائپ کو چیک کیا جاتا ہے جب پلانٹ کچھ مدت کے لئے بند ہوتا ہے۔ اگر ساٹھ فیصد سے زائد Tube Wall کو نقصان ہو، تو اس پائپ کو تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ اگر ایک بیرل میں بہت سے پائپ اس حالت کو پہنچ چکی ہیں، تو وہ تمام بیرل کو تبدیل کردیں گے۔

حضورانور نے فرمایا پائپ کی thickness کتنی ہوتی ہے؟ اس پر موصوف نے عرض کیا۔ 0.75 انچ۔ پائپ صرف چند ملی میٹر کی ہوتی ہے۔

حضورانور نے فرمایا کتنی ملی میٹر کی corrosion ہو تو خدشہ آجاتا ہے؟ موصوف نے عرض کیا کہ 60 فیصد۔ اگر 60 فیصد tube wall باقی ہے تو پھر تبدیل کی جاتی ہے۔

حضورانور نے فرمایا خطرہ صرف نیوکلیئر پلانٹ میں ہے کہ سب میں ہے؟ اس پر موصوف نے عرض کیا۔ جس حادثہ کا میں نے ذکر کیا ہے چین میں۔ وہ coal fire پاور پلانٹ تھا۔ لیکن گرمی کی شدت کے سبب نقصان ہوا تھا۔

حضورانور نے فرمایا: radioactive خدشہ کے سبب نہیں۔ لیکن نیوکلیئر پلانٹ میں اُس کا بھی خدشہ ہوتا ہے۔ اس پر موصوف نے عرض کیا۔ نیوکلیئر پلانٹ میں اس کا خطرہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا: روس میں جو Chernobyl کا حادثہ ہوا تھا یاد ہے؟ اس وقت پیدا ہو گئے تھے میرے خیال میں 1986 کی بات ہے۔

حضورانور نے فرمایا۔ اسکا اثر ابھی تک چل رہا ہے۔ یا جو جاپان میں سونامی آیا تھا، وہاں بھی نیوکلیئر لیک کی وجہ سے تباہی زیادہ ہوئی تھی۔ لیکن اس کے علاوہ بھی پائپ کے پھٹنے کا خدشہ رہتا ہے گرمی کی وجہ سے؟۔

Ahmad Travels Qadian

Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses

Contact : 9815665277
Propritor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
ہر مومن سے میرا تعلق اتنا قریبی ہے کہ
اتنا تعلق اسے اپنی جان سے بھی نہ ہوگا۔ (صحیح مسلم)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم جے وسیم احمد صاحب مرحوم (چنئی کنٹہ)

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ اسی لیے ہم ٹیکنالوجی کو بہتر کرنا چاہ رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا۔ تمہیں چاہئے کہ ایسے میٹریل کا پتہ کرو جس کی corrosion کم ہو۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ پہلے یہ alloy 600,400 استعمال کرتے تھے لیکن ان سے corrosion زیادہ ہوتی تھی۔ اسلئے اب یہ stainless steel استعمال کرنے لگ گئے۔ اس سے کافی فرق آیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: میرا خیال تھا کہ stainless steel کو زنگ لگنے کا زیادہ خطرہ ہے؟ اگر اسی Alloy کے ساتھ fiber glass ڈالیں، تو شاید بہتر ہو جائے۔ کیا خیال ہے؟ اس بارہ میں ریسرچ کرو۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ کتنے فیصد فرق ہے آپ کے اندازہ میں اور حقیقی شگاف کے سائز میں اور کن وجوہات کے سبب یہ فرق ہے؟

اس پر موصوف نے بتایا کہ 10 فیصد فرق ہے ہمارے اندازہ اور حقیقی شگاف میں۔

اگر probe کو ایک frequency پر استعمال کیا جائے تو بہتر نتائج آتے ہیں۔ اگر تین frequencies پر کیا جائے تو اتنا اچھا اندازہ نہیں ہوتا۔ لیکن مختلف frequencies کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ایک ہی وقت میں ہم مختلف شگاف کی گہرائیوں کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ کچھ مدت قبل نِسان (Nissan) کمپنی نے اپنی گاڑیوں پر ایک ایسا پینٹ لگایا جس سے بہت مدت تک پانی repel ہوتا ہے۔ آپ کوئی ایسا repellent پائپ کے اندر کیوں نہیں استعمال کرتے جس سے corrosion بہت کم ہوگی اور پائپ کی پائیداری زیادہ ہو جائے گی؟ پائپ تو آپ نے بہر حال تبدیل کرنا ہے، تو شگاف تلاش کرنے کی بجائے کوئی ایسا پینٹ کیوں نہیں استعمال کرتے جس سے پائپ لمبی مدت تک خراب نہ ہو؟

اس پر حضور انور نے فرمایا یہاں repellent کا سوال نہیں۔ یہاں تو پانی کے پریشر کی وجہ سے corrosion ہوتی ہے، جو بہر حال ہونی ہی ہے۔

موصوف نے عرض کیا۔ ایسا ہی ہے۔ fueled پانی اس میں ہوتا ہے جسکی گرمی کی شدت بہت ہوتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا۔ اس کا کوئی outlet بنائیں تو اس کا پریشر Cusecs پانچ سو سے ہزار تک ہو رہا ہوگا۔ Cusecs کا مطلب ہے cubic feet per second۔ اس پریشر سے جب گرم پانی نکل رہا ہو تو corrosion تو ہونی ہی ہے۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ پاکستان ریفائنری میں مَیں انجینئر تھا۔ تو گزشتہ سوال کی وضاحت میں کہنا چاہتا ہوں کہ ایسی صورت میں ہم coating نہیں استعمال کرتے۔ نہیں تو heat transfer difference زیادہ ہو جائے گا۔ نیز، اگر پانی ٹیوب کو مَس نہیں کر رہا، تو پائپ کے پھٹنے کا خدشہ ہوتا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا۔ ایک مقصد اس کا یہ بھی ہے کہ پانی کو ٹھنڈا کیا جائے، اور اگر repellent لگا دیا جائے تو یہ نہیں ہو سکے گا۔ آپ ویسے کر کیا رہے ہیں؟

اس پر طالب علم نے کہا۔ میں ابھی پاکستان سے اے لیول کر کے آیا ہوں۔ اور یہاں یونیورسٹی آف ٹورانٹو میں ڈبل میجر کا ارادہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا۔ ہر چیز نے فنا ہونا ہے، اسی طرح ان سب کو بھی تبدیل کیا جاتا ہے۔

موصوف پریزنٹر نے عرض کیا جو ٹیکنالوجی شگاف کا پتہ لگانے میں استعمال ہو رہی ہے، وہ بھی کام کرتے ہوئے نقصان اٹھاتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا۔ تو اسکا یہ فائدہ ہے کہ پورا بیرل تبدیل کرنے کی بجائے، ایک پائپ کا ہی پتہ لگا کر اُسے تبدیل کیا جاتا ہے۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ یہ طریق صرف تب استعمال ہو سکتے ہیں جب پلانٹ بند ہے۔ جب پلانٹ چل رہا ہے، پھر بھی خدشہ ہے کہ کہیں کوئی شگاف پھٹ جائے۔ کوئی ایسا طریق ہے کہ پلانٹ کے چلتے ہوئے یہ پائپ مانیٹر کیے جائیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا۔ وہی تو وہ ریسرچ کر رہا ہے۔ early diagnose کا مطلب کیا ہے؟ یہی کہ جلدی پتہ لگایا جا سکے کہ خطرہ کہاں ہے۔ یہی ان کا سوال ہے، اسی پر وہ بات کر رہے ہیں۔

موصوف پریزنٹر نے عرض کیا۔ ہم نے ایک pipeline detection gauge بنائی تھی۔ وہ live کام بھی کر سکتی ہے۔ اس کے اندر GPS بھی ہے جو بتا دیتا ہے کہ شگاف کہاں پیدا ہوا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا۔ تو پھر اس کو ٹھیک کیسے کیا جائے گا؟ وہ سوال کر رہے ہیں کہ چلتے چلتے ٹھیک کرو؟

اس پر موصوف پریزنٹر نے کہا۔ یہ صرف ایک detect کرنے کا طریقہ ہے۔ پھر اگر خدشہ کا پتہ لگ جائے تو پلانٹ کو بند کر دیا جائے۔

طلباء کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ کلاس آٹھ بج کر تیس 30 منٹ تک جاری رہی۔

آخر پر حضور انور نے طلباء کو جو قلم عطا فرمانے تھے، حضور انور نے اپنے ہاتھ میں لے کر برکت بخشی اور فرمایا نماز کے بعد طلباء میں تقسیم کر دیں۔ طلباء کی تعداد 175 تھی۔

بعد ازاں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازِ مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

......☆......☆......☆......

بقیہ جنازہ از صفحہ نمبر 21

(ابن مکرم عبدالستار رسول صاحب، آف ماریشس)

12 رنومبر 2016ء کو ایک کار کے حادثے میں 34 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ جماعت کا درد رکھنے والے بہت مخلص اور فدائی نوجوان تھے۔ مبلغین کا بہت احترام کرتے اور ان سے بڑی محبت سے پیش آیا کرتے تھے۔ بہت ہنس مکھ، بااخلاق اور محبت کرنے والے نوجوان تھے۔ خلافت کے ساتھ بہت محبت کا تعلق تھا۔ آپ نے 16 سال کی عمر میں کیمرہ استعمال کرنا سیکھا اور بہت جلد ماریشس کی اچھی کمپنیوں کے ساتھ کام کر کے بہت نام کمایا۔ آپ کی یہ خوبی تھی کہ پورے ماریشس میں جہاں بھی آپ کی ضرورت پڑتی رابطہ کرنے پر وہاں پہنچ جاتے اور کبھی انکار نہیں کرتے تھے۔ آپ نے اپنے کام کے ساتھ ساتھ جماعت ماریشس کے ایم ٹی اے سٹوڈیو میں بہت عمدہ رنگ میں خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(13) مکرم سید حیدر علی صاحب
(سابق صدر جماعت کٹا کشا پور، ضلع ورنگل، انڈیا)

26 رجولائی 2016ء کو مختصر علالت کے بعد 50 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے 1982ء میں مکرم سیٹھ معین الدین صاحب مرحوم اور مکرم مولوی حمید الدین شمس صاحب مرحوم کے ذریعہ احمدیت قبول کی اور کچھ عرصہ بعد آپ کے خاندان کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ ایک مرتبہ اپنی تبلیغی کاوشوں پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو خط لکھا تو اس پر حضور رحمہ اللہ نے آپ کو ایک موٹر سائیکل بطور تحفہ عنایت فرمایا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(14) مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب وڑائچ، فلاڈلفیا، امریکہ)

14 راگست 2016ء کو 92 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ اسلامی شعار کی پابند، احمدیت کی تعلیمات پر خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی کاربند رکھنے والی مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت سے غیر معمولی وابستگی اور عقیدت کا تعلق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات بڑی باقاعدگی سے سنا کرتی تھیں۔ اپنی تمام زندگی بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ ناظرہ کے ساتھ باترجمہ قرآن بھی پڑھایا کرتی تھیں۔ بڑھاپے میں شوہر اور تین بچوں کی وفات کا صدمہ نہایت صبر سے برداشت کیا۔ پسماندگان میں تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے دو بیٹے امریکہ میں اپنی جماعتوں میں بطور صدر اور ایک بیٹے مکرم ڈاکٹر صفی اللہ چوہدری صاحب صدر اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن تعلیم الاسلام کالج امریکہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(15) عزیزہ ھادیہ صادق (بنت مکرم صادق احمد لطیف صاحب، مبلغ آئیوری کوسٹ)

16 راکتوبر 2016ء کو تقریباً 5 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئی۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ عزیزہ تحریک وقف نو میں شامل تھیں اور بہت پیاری اور ذہین بچی تھی۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

......☆......☆......☆......

کلامُ الامام

”اس نسخہ کو ہمیشہ یاد رکھو اور اس سے فائدہ اُٹھاؤ کہ جب کوئی دُکھ یا مصیبت پیش آوے تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاؤ۔“

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 96)

طالب دعا: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

کلامُ الامام

”گناہ سے پاک کرنا خدا تعالیٰ ہی کا کام ہے، اپنی طاقت سے کوئی نہیں ہو سکتا، ہاں یہ سچ ہے کہ اس کیلئے سعی کرنا ضروری ہے۔“

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 92)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیاپوری مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین۔ صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

ارشادِ نبوی ﷺ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیۡن
(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

Prop. Mir Ahmed Ashfaq
Cell: 9701226686, 7702164917, 7702164912

A.S.
WEIGH BRIDGE
100 TONS ELECTRONIC TRAILER
WEIGH BRIDGE
NATIONAL HIGHWAY 44, KURNOOL ROAD, JEDCHARLA

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ قادیان از صفحہ نمبر 1

ادا کریں۔ ☆ قیامگاہوں میں کمروں اور غسلخانوں وغیرہ کی صفائی کا خاص خیال رکھیں اس کی ہمہ وقت نگرانی ہوتی رہنی چاہئے۔ ☆ سیکورٹی کے متعلق بھی آپ نے توجہ دلائی اور فرمایا کہ حضور انور ہمیشہ اس طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں کہ یہ شعبہ بہت اہم ہے۔ ذمہ داری، بیدار مغزی اور مومنانہ فراست کے ساتھ یہ ڈیوٹی دیں۔ ☆ تمام ڈیوٹیاں بہت بشاشت سے ادا کریں تا کہ کسی بھی مہمان کو ناگوار نہ گزرے۔ ☆ ہر شعبہ کے منتظم یا نائب منتظم میں سے کوئی ایک بہر حال موقع پر موجود رہے۔ ☆ تمام منتظمین کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اگر چہ یہ ملکی جلسہ ہے لیکن ہر سال یہ نظارہ ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف قوموں کے لوگ یہاں آتے ہیں۔ ان کو گائیڈ کرنا بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ ☆ حضور انور کی دعائیں اور رہنمائی ہمارے شامل حال ہے۔ آپ کی طرف سے تمام شعبوں کے متعلق تفصیلی رہنمائی موصول ہو رہی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اللہ کا شکر ادا کریں کہ ہمیں خدمت کا موقع ملا ہے۔ پوری ذمہ داری سے یہ چند ایام گزاریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں آنے والے مہمانوں اور ہم سب کے حق میں پوری ہوں۔

آخر پر آپ نے حضور انور کی جلسہ سالانہ کے متعلق چند ہدایات پڑھ کر سنائیں جو حضور انور نے معائنہ کارکنان جلسہ سالانہ یوکے 2016 کے موقع پر بیان فرمائی تھیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ:''جو بھی کام ہم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر کرتے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کے لئے کرتے ہیں۔ اس لئے اس مقصد کے لئے، اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے کاموں کے ساتھ ساتھ ہمارے اخلاق بھی اچھے ہونے چاہئیں اور ہمیشہ ہمیں مسکراتے چہروں کے ساتھ خدمت کرنی چاہئے۔ انسانی کام ہیں اور انتظامی کاموں میں کمیاں رہ جاتی ہیں اور بہتری کی گنجائش ہمیشہ ہوتی ہے۔ لیکن بہر حال جس طرح ہم اپنے کاموں میں، انتظامات میں سہولتیں اور بہتریاں پیدا کرتے چلے جا رہے ہیں اسی طرح ہمیں اپنے اخلاق کے معیاروں کو بھی بلند کرتے چلے جانے کی ضرورت ہے۔

عموماً تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب کارکن بڑی خوشدلی سے کام کرتے ہیں۔ اور لوگ آپ کے کاموں سے بڑے متاثر بھی ہوتے ہیں۔ لیکن بعض دفعہ ایک آدھ کی غلطی پوری ٹیم پہ داغ یا دھبہ لگا دینے والی ہوتی ہے۔ اس لئے ہر معاون، ہر کارکن، نائب بھی، افسر بھی اس بات کا خیال رکھنے والے ہونے چاہئیں کہ کہیں بھی کوئی ایسی بات نہ ہو جو کسی مہمان کے لئے تکلیف کا باعث بنے۔ یا کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے انتظامی خرابی نظر آئے چاہے چند منٹ کے لئے ہو۔ پس ہر شخص کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے ہمیشہ مسکراتے چہرے کے ساتھ اور خوش اخلاق کے ساتھ یہ خدمت کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

سیکیورٹی کے متعلق فرمایا ہر کارکن کا بھی فرض ہے کہ اپنے اپنے شعبہ میں ہر طرف نظر رکھے۔ اور کسی بھی معمولی چیز سے صرف نظر نہ کرے۔ آجکل اگر صرفِ نظر کی جائے تو چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی بڑے نقصان کا باعث بن جاتی ہے۔ اور دنیا میں جو بعض انسانیت کے نام پر بٹہ لگانے والے لوگ، وہ لوگ جو اسلام کے نام پر ظلم کر رہے ہیں، وہ لوگ جو انسانی جانوں کو ضائع کر رہے ہیں، وہ چھوٹی چھوٹی کیوں کی تلاش میں رہتے ہیں کہ جہاں کمی نظر آئے، وہاں سے نقصان پہنچایا جائے۔

ہمیشہ اس یاد دہانی کی بھی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ بہت سارے کارکن ایسے ہیں جو نمازوں کے اوقات میں باجماعت نماز ادا نہیں کر سکتے۔ پھر اپنے اپنے شعبہ میں افسران کو اس بات پر عمل کروانا چاہئے کہ ان کے شعبہ میں جہاں جہاں ان کے دفاتر ہیں یا اس سے قریب جو بھی کارکن ہیں جب فارغ ہوں تو با جماعت نماز ادا کریں۔ کیونکہ ہمارے کام بغیر دعاؤں کے نہیں ہو سکتے۔ اور اس بات کی طرف ہمیں، ہر ایک کو ہر وقت، توجہ دینی چاہئے۔ اور یہی ہماری کامیابی اور ترقی کا راز ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے اس کے حضور جھکنا بھی ضروری ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل، 26 راگست 2016، صفحہ 10)

دعا کے ساتھ معائنہ کارکنان کی تقریب اختتام پذیر ہوئی اور باقاعدہ جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کا آغاز ہوا۔

26 دسمبر 2016 (سوموار)

پہلا دن - پہلا سیشن

صبح کافی دھند ہونے کے باوجود عشاقِ احمدیت جلسہ سے ایک گھنٹہ پہلے ہی سے سیکورٹی کے کئی مراحل سے گزرتے ہوئے صبر وتحمل کے ساتھ جلسہ گاہ میں داخل ہوئے۔ صبح ٹھیک دس بجکر پانچ منٹ پر نمائندہ حضور انور مکرم مولانا جلال الدین نیر صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے لوائے احمدیت لہرا کر دعا کروائی۔ جس کے بعد سٹیج سے نعرے بلند ہوئے جن کا پُر جوش انداز میں حاضرین نے جواب دیا۔

مکرم مولانا جلال الدین نیر صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اس اجلاس کی صدارت فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ مکرم طارق احمد لون صاحب نے سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر 20 تا 26 کی تلاوت کی اور ترجمہ بھی پڑھ کر سنایا۔ بعدہ محترم صدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔

آپ نے تمام شاملین جلسہ کو جلسہ سالانہ کی مبارک باد پیش کرتے ہوئے جلسہ سالانہ کے اغراض ومقاصد بیان کئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کے ارشادات کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد اور ہماری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اپنے خطاب کے آخر پر آپ نے سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت 2016ء کے موقع پر موصولہ حضور انور کا پیغام پڑھ کر سنایا جس میں حضور انور نے خلافت سے مضبوط تعلق قائم کرنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ خطاب کے اختتام پر صدر محترم نے دعا کروائی اور جلسہ کے پہلے سیشن کا آغاز ہوا۔ بعد ازاں مکرم خالد ولید صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اس میں وہ کیا نہیں

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد مکرم مولانا ظہیر احمد خادم صاحب ایڈیشنل ناظر دعوت الی اللہ جنوبی ہند نے بعنوان ''ہستی باری تعالیٰ (توحید باری تعالیٰ اور مذاہبِ عالم) تقریر کی۔ آپ نے سورۃ آل عمران کی آیت 65 کی روشنی میں فرمایا کہ خدا تعالیٰ کو پہچاننے کیلئے سب سے پہلے اس کی ذات اور صفات کا عرفان حاصل کرنا ضروری ہے۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک اقتباس کے حوالے سے فرمایا کہ حقیقی توحید کی تین قسمیں ہیں۔ اول ذات کے لحاظ سے دوم صفات کے لحاظ سے سوم اپنی محبت اور صدق وصفا کے لحاظ سے کسی کو شریک نہ گردانا اور اسی میں کھوئے جانا۔ آپ نے ہندو مذہب، عیسائیت، سکھ ازم اور اسلام کی روشنی میں توحید کا ذکر کر کے اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے ارشادات پیش کئے اور فرمایا کہ دنیا میں امن کے قیام کیلئے ضروری ہے کہ خدا پر کامل یقین ہو اور توحید کا اقرار کیا جائے۔ آخر پر کشتی نوح سے ایک اقتباس پیش کر کے آپ نے اپنی تقریر کو ختم کیا۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے ''سیرت آنحضرت ﷺ عدل وانصاف کی روشنی میں'' کے موضوع پر کی۔ آپ نے سورۃ المائدۃ آیت 9 کی تلاوت کی اور فرمایا کہ قرآن کریم میں انصاف کیلئے دو لفظ عدل اور قسط کا استعمال ہوا ہے۔ دو آدمیوں میں مساوی سلوک کو عدل کہا جاتا ہے اور قسط دوسرے کے تقابل کے ساتھ ہوتا ہے۔ آپ نے آنحضرت ﷺ کی بعثت سے قبل کے حالات اور ظلم وبربریت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ آپؐ نے ان وحشیوں کو خدا نما انسان بنایا۔ اس ضمن میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے چند اقتباسات پیش کئے۔ نیز عائلی زندگی میں آپ کے عدل وانصاف کے حوالہ سے حضرت خدیجہؓ اور حضرت صفیہؓ کی گواہی پیش کی اور ازواج مطہرات کے ساتھ پیار ومحبت کے سلوک کا ذکر فرمایا۔ آپ نے آنحضورؐ کی سیرت طیبہ سے عدل وانصاف کے متعلق چند ایمان افروز واقعات بیان فرمائے اور فرمایا کہ آج عدل وانصاف کو قائم کرنے کی ذمہ داری ہم احمدیوں پر ہے۔ آخر پر آپ نے ''گورنمنٹ انگریزی اور جہاد'' سے ایک اقتباس پیش کر کے اپنی تقریر کو ختم کیا۔

بعد ازاں جماعت احمدیہ کرغستان کے نمائندے مکرم عثمان طلائی بیگ صاحب نے تعارفی تقریر کی۔ آپ نے وہاں ہونے والی ایک شہادت کا ذکر کرتے ہوئے کرغستان میں جماعت کی ترقی کیلئے دعا کی درخواست کی۔ بعد ازاں صدر اجلاس کی اجازت سے جلسہ برخاست ہوا۔

پہلا دن - دوسرا سیشن

پہلے دن کے دوسرے اجلاس کی صدارت محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے کی۔ مکرم حافظ نعیم پاشاہ صاحب نے سورۃ الصف کی آیات 7 تا 10 کی تلاوت کی اور ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ؎

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے
کہ تُو نے کام سب میرے سنوارے

مکرم تنویر احمد ناصر صاحب نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولانا مظفر احمد ناصر صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے ''صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تائیدات الٰہیہ کی روشنی میں'' کے عنوان سے کی۔ آپ نے تقریر کے شروع میں سورۃ المجادلہ کی آیت كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ازلی سنت اور اس کے قانون کی روشنی میں جب ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر غور کرتے ہیں تو آپ کی صداقت ہمیں روز روشن کی طرح نظر آتی ہے۔ اور آپ کی کامیابیوں کو دیکھ کر اس امر میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ ہی نہیں رہتا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ ہیں۔ آپ کا نام کوئی نہیں جانتا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے دُنیا کے کناروں تک آپ کو شہرت دی۔ ایک دُنیا آپ کی جان کی دشمن ہوگئی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ آپ پر مقدمات کئے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت دی اور دشمن ناکام ہوئے اور اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کے لئے آپ کو مخلصین کی جماعت عطا فرمائی۔

اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولانا منیر احمد خادم صاحب (ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد جنوبی ہند) نے ''سیرت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیرت حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ'' کے عنوان سے کی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سیرت بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ آپؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن بزرگ ترین صحابہ میں سے تھے جو بعد میں آکر بھی بہت آگے نکل گئے۔ آپ کا اصل نام عبدالشمس تھا۔ ایمان لانے کے

بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبد الرحمٰن رکھا۔ آپ کا تعلق یمن کے دوسی قبیلہ سے تھا۔ آپ کو کم وبیش تین سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔ آپؓ تمام وقت مسجد میں گزارتے۔ کہیں باہر جانا پسند نہیں کرتے، تا ایسا نہ ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات فرمائیں اور آپؓ سن نہ سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے تین سال کے عرصہ میں اتنی حدیثیں بیان کیں کہ آپؓ سے زیادہ عرصہ صحبت پانے والوں نے بیان نہیں کیں۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ کی سیرت بیان کرتے ہوئے آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ آپؓ کی ولادت 1872 میں ضلع جالندھر میں ہوئی اور آپؓ کی وفات 1957ء میں سکندر آباد صوبہ تلنگانہ میں ہوئی۔ 1889 میں بیعت کی توفیق ملی۔ آپؓ کو 19 سال اپنے محبوب امام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک صحبت میں رہنے، آپؑ سے فیض حاصل کرنے اور آپؑ کی متابعت میں بیش بہا علمی خدمات بجالانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد 48 سال خلافت احمدیہ کے زیر سایہ عظیم الشان خدمات کی آپ کو توفیق ملی۔ 1897 میں تاریخی اخبار الحکم قادیان سے جاری فرمایا۔ آپ کو صحافت کے ساتھ ساتھ تفسیر القرآن اور تالیف وتصنیف کے کام کا بھی بہت شوق تھا۔ آپ نے ملک کے اخبارات میں تحریری مناظرے بھی کئے۔

اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر ''نظام وصیت کی اہمیت'' کے عنوان سے مکرم مولانا زین الدین حامد صاحب (ناظم دار القضاء قادیان) نے کی۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ قائم کرنے اور اسے تمام دنیا میں غالب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قادیان کی مقدس بستی میں مبعوث فرمایا۔ اس عظیم الشان مقصد کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے متعدد ارضی وسماوی ذرائع سے آپ کی تائید ونصرت فرمائی۔ ان میں سے ایک عظیم الشان ذریعہ آسمانی نظام وصیت ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے 1905 میں وصیت کا آسمانی نظام جاری فرمایا۔ وصیت کا نظام خلافت کے تابع ایک ایسا نظام ہے جو دینی و روحانی اصلاح و نشوونما کے ساتھ ساتھ دنیا کے اقتصادی اور معاشی مسائل کا بہترین حل پیش کرتا ہے۔ آپ نے اس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کے ارشادات بھی پیش فرمائے۔

بعد ازاں درج ذیل مہمانان کرام کی تعارفی تقاریر ہوئیں۔

(1) مکرم ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نائب نیشنل صدر نیپال: آپ نے فرمایا کہ پہلے نیپال میں بادشاہت تھی اور تبلیغ کی اجازت نہیں تھی۔ اب یہاں پر جمہوریت ہے۔ فرمایا نیپال میں اللہ کے فضل سے بہت کام ہو رہا ہے۔ جماعت کے سینٹر قائم ہیں۔ مسجدیں بنی ہیں۔ ہومیوپیتھی ڈسپنسریاں قائم ہیں۔ ایک مڈل اسکول بھی جاری ہے۔ نیپال میں جلسہ سالانہ کی بھی شروعات کی گئی ہے۔ قرآن کریم کا نیپالی زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ جماعتی لٹریچر بھی نیپالی زبان میں شائع ہوتے ہیں۔ امسال 56 افراد نے نیپال سے قادیان کے جلسہ میں شرکت کی۔

(2) مکرم سیوتی عزیز صاحب آف انڈونیشیا: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 دسمبر 2015 میں فرمایا تھا کہ ''اور یہ بھی بعید نہیں کہ کسی وقت چارٹرڈ فلائٹس چلا کریں اور قادیان کے جلسے میں لوگ شامل ہوا کریں۔'' اللہ تعالیٰ نے انڈونیشیا کے احباب کو یہ توفیق فرمائی کہ وہ چارٹرڈ پلین کے ذریعہ جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کریں۔ موصوف نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ کے حوالہ سے مذکورہ بالا پیشگوئی کے پورا ہونے کا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا۔

مورخہ 27 دسمبر 2016 (منگل)

دوسرا دن - پہلا سیشن

اس اجلاس کی صدارت مکرم سیّد تنویر احمد صاحب صدر انجمن احمدیہ وقف جدید قادیان نے کی۔ تلاوت قرآن کریم سے اجلاس کا آغاز ہوا۔ مکرم محمد نور الدین صاحب استاذ جامعہ احمدیہ قادیان نے سورہ نور کی آیات 52 تا 56 کی تلاوت کی اور ترجمہ سنایا۔ بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں، دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

مکرم شیخ فاتح الدین صاحب مربی سلسلہ دہلی نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولانا محمد کریم الدین شاہد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان نے ''مسلمانوں کا اتحاد اور امنِ عالم کا قیام خلافت علیٰ منہاجِ نبوت سے وابستہ ہے'' کے عنوان سے کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں آیت وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کی روشنی میں فرمایا کہ مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق کا واحد ذریعہ خلافت احمدیہ ہے۔ دورِ اوّل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلافت کے ذریعہ مسلمانوں میں اتحاد قائم رہا۔ 30 سال بعد خلافت سے روگردانی کی وجہ سے مسلمانوں میں انشقاق وافتراق نے گھر کرلیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا قیام فرمایا۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''الوصیت'' سے آپؑ کے ارشادات پیش فرمائے جس میں آپؑ نے خلافت احمدیہ کے دائمی ہونے کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ آپ نے مسلمانوں کی زبوں حالی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی واحد وجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ خلافت سے دُوری ہے۔

اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب ناظر دعوۃ الی اللہ مرکزیہ نے ''دعوت الی اللہ اور جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں'' کے عنوان سے کی۔ موصوف نے اپنی تقریر میں آیات قرآنیہ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اور اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کی روشنی میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حکم بَلِّغْ کا دیا تھا، اسے آپؐ اور آپؐ کے صحابہ نے کما حقہ ادا کر دیا اور سارے عرب میں اسلام کو پھیلا دیا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ کیا مَیں نے حقِ تبلیغ ادا کر دیا ہے؟ تمام صحابہؓ نے یک زبان ہوکر کہا ہاں یا رسول اللہ آپؐ نے حقِ تبلیغ ادا کر دیا ہے۔ آپؐ کے بعد آپؐ کے خلفاء اور جاں نثار صحابہ نے اس فریضہ کو سرانجام دیا اور ساری دُنیا میں اسلام کو پھیلا دیا۔ فیج اعوج کے دَور میں مسلمانوں نے دعوۃ الی اللہ کی طرف توجہ نہ کی اور اسلام غیر مسلموں کے اعتراضات کا نشانہ بن گیا اور لاکھوں مسلمان عیسائیت میں داخل ہوگئے۔ اللہ کی رحمت نے دستگیری فرمائی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپؑ نے 23 مارچ 1889ء کو جماعت احمدیہ کی بنیاد کے ساتھ دعوۃ الی اللہ کی بھی بنیاد ڈالی۔ آج آپؑ کی جماعت یعنی جماعت احمدیہ عالمگیر اور اس کے رُوحانی امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ پوری دُنیا میں، شاندار رنگ میں تبلیغ واشاعت کا کام چل رہا ہے۔ دُنیا کی ہر قوم اور ملک کے لوگ اس چشمہ سے سیراب ہوکر اپنی روحانی بقا کے سامان کر رہے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر ''نظام خلافت کی اطاعت اور اس کی برکات'' کے عنوان سے مکرم شیراز احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اعلیٰ جنوبی ہند قادیان نے کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں اطاعت خلافت کی اہمیت واضح کی اور فرمایا کہ ہمارا کام ہے سُنو اور اطاعت کرو۔ اللہ اور اس کے رسول اور حکام کی اطاعت ہمارا شیوہ ہونا چاہئے۔ فرمایا وہ قوم ترقی نہیں کرسکتی جس میں اطاعت کا مادہ نہ ہو۔ اطاعت کا مطلب ہے جب خلیفہ وقت کے منہ سے کوئی حکم جاری ہو تو اپنے تمام منصوبوں، خواہشات اور سکیموں کو بالائے طاق رکھ کر خلیفہ وقت کے حکم پر لبیک کہا جائے۔ اپنے طریقوں کو پھینک کر اس کے طریقہ کو اختیار کیا جائے۔ خلیفہ وقت کے ارشادات واحکامات پر عمل کرنے سے روحانیت میں ترقی ہوتی ہے۔ عبادت کا جوش پیدا ہوتا ہے۔ خدمت انسانیت کا جذبہ فروغ پاتا ہے۔ عظیم الشان ترقیات نصیب ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ آپ کی تقریر کے بعد صدر اجلاس کی اجازت سے یہ نشست برخاست ہوئی۔

دوسرا دن - دوسرا سیشن

دوسرے دن کی دوسری نشست بعد نماز ظہر و عصر زیر صدارت مکرم منیر احمد حافظ آبادی وکیل اعلیٰ تحریک جدید قادیان منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید مکرم فضل عمر فاروق صاحب متعلم جامعہ احمدیہ قادیان نے کی۔ آپ نے سورۃ الحجرات کی آیات 12 تا 18 کی تلاوت کی۔ ان آیات کا اردو ترجمہ مکرم مولانا عنایت اللہ صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد، تعلیم القرآن ووقف عارضی نے پیش کیا۔ مکرم مرشد احمد ڈار صاحب اور ان کے ساتھیوں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا پاکیزہ منظوم کلام ''بتاؤں تمہیں کیا کہ کیا چاہتا ہوں'' خوش الحانی سے پڑھا۔

بعد ازاں مکرم گیانی تنویر احمد صاحب نائب ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ نے بعنوان ''پیشوایان مذاہب کا احترام ہی امن عالم کی ضمانت ہے، پیغام صلح کی روشنی میں'' بزبان پنجابی تقریر کی۔

تشہد وتعوذ اور تسمیہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ آج دنیا میں انسان جس کو خدا نے ایک بڑے مقصد کے لیے پیدا کیا تھا وہ تباہی کے گڑھے میں گرنے کو تیار ہے۔ ہر طرف بدامنی اور خوف کا ماحول ہے اور دنیا تیسری عالمی جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اگر یہ جنگ ہوئی تو اس کے خطرناک سائے صدیوں تک انسان کا پیچھا کرتے رہیں گے۔ اس بدامنی اور جنگ و جدال کی وجہ کیا ہے اور وہ کیا اسباب ہیں جن کے ذریعہ اس تباہی سے بچا جا سکتا ہے۔ ایک وجہ تو اس بد امنی کی یہ ہے کہ مذہبی لیڈروں نے مذہب کو سیاسی فوائد کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ معزز مذہبی رہنماؤں اور مقدس کتب پر گندے اعتراضات ہو رہے ہیں جن کے باعث مختلف مذاہب کے پیروکاروں میں بے چینی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ہر ملک میں خدا کے پیغمبر آتے رہے ہیں۔ کوئی مذہب ناحق کسی پر ظلم و تعدی کی تعلیم نہیں دیتا۔ ہر مذہب نے امن محبت بھائی چارے اور آپسی پیار ومحبت کی بات کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ ہر مذہب کے بانی کا احترام کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر مذہب کے پیشوا اور مقدس کتاب کا حقیقی احترام کیا ہے اور اپنی جماعت کو بھی اس کی تلقین کی ہے۔ آج امن کے قیام کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ اسلام کی امن بخش تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد آپکے خلفا نے قیام امن کی کوششوں کو جاری رکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1928 کو ارشاد فرمایا کہ پیشوایان مذاہب کے جلسوں کا اہتمام کیا جائے۔ جماعت احمدیہ ان اجلاسات کے ذریعہ اسلام کے متعلق تمام شکوک وشبہات کو دور کر کے اسلام کے حقیقی چہرہ کو پیش کر رہی ہے۔ آج جبکہ ساری دنیا افراتفری کا شکار ہے اور یہ سب کچھ مذہب کے نام پر ہو رہا ہے، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ساری دنیا میں قیام امن کے لیے کوششیں کر رہے ہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے ملکوں کی پارلیمنٹوں میں جا جا کر آنے والے ہولناک خطرات سے آگاہ کر رہے ہیں۔ (باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

نماز جنازہ

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ یکم دسمبر 2016 کو نماز ظہر وعصر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم عبدالرشید خواجہ صاحب

(ابن مکرم خواجہ عبدالصمد صاحب، رینز پارک، یوکے)

آپ 29رنومبر 2016ء کو ہارٹ اٹیک سے 73 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ پیدائشی احمدی تھے۔ہوشیار پور انڈیا میں پیدا ہوئے اور پارٹیشن کے بعد گجر خان (راولپنڈی) شفٹ ہوگئے جہاں سے 2009ء میں یوکے آئے اور رینز پارک میں اپنے بیٹے کے ساتھ رہائش پذیر ہوئے۔نمازوں کے پابند، جماعت سے پختہ تعلق رکھنے والے، خلافت کے اطاعت گزار، نہایت سادہ، نیک اور مخلص انسان تھے۔پسماندگان میں ایک بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔

نماز جنازہ غائب

(1)مکرم محمد حسین شاہد صاحب، مربی سلسلہ

(ابن مکرم فیروزالدین صاحب، ربوہ)

21راکتوبر کو صبح مسجد محمود (کوارٹرز تحریک جدید) میں نماز فجر کی سنتوں کے دوران ہارٹ اٹیک سے وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ 1955ء میں چرناڑی ضلع کوٹلی کشمیر میں پیدا ہوئے اور 1961ء میں اپنے والد صاحب کے ساتھ احمدیت قبول کی ۔میٹرک کے بعد زندگی وقف کی اور 1969ء میں جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے ۔ 1977ء میں جامعہ پاس کرنے کے بعد پاکستان کی مختلف جماعتوں کے علاوہ بیرون ملک سیرالیون میں خدمت کی توفیق پائی۔وفات سے قبل آپ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ میں خدمت کی توفیق پارہے تھے۔بہت خاموش طبع،محنت سے کام کرنے والے علمی انسان تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور 7 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے دو بیٹے واقف زندگی مربی ہیں جن میں سے ایک مکرم محمد اکرم صاحب، جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ میں اور دوسرے مکرم محمد انصر صاحب، جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ میں بطور استاد خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(2)مکرم طاہر احمد بٹ صاحب

(آف بریڈفورڈ، یوکے)

30 جولائی 2016ء کو 48 سال کی عمر میں برین ہیمبرج سے وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 12 سال قبل جرمنی سے مع فیملی یو.کے آئے تھے۔مرحوم حقوق العباد کو احسن طور پر نبھانے والے،بہت ہمدرد، مخلص اور باوفا انسان تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کی اہلیہ مکرمہ صائمہ احمد صاحبہ اس وقت بریڈ فورڈ ساؤتھ کی صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پارہی ہیں۔

(3)مکرم ڈاکٹر محمد شفیع صاحب

(ابن مکرم حکیم روشن دین صاحب، چک 96 گ ب صریح ضلع فیصل آباد)

12رستمبر 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کو نگران حلقہ ضلع فیصل آباد کے علاوہ اپنی مقامی مجلس میں زعیم انصار اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی ۔خلافت کے ساتھ گہرا محبت کا تعلق رکھتے تھے۔اپنے بچوں کی بہت اچھی تربیت کی ۔مرحوم موصی تھے۔آپ کے چھ بیٹے ہیں اور سب کسی نہ کسی رنگ میں سلسلہ کی خدمت کی توفیق پارہے ہیں ۔آپ کے ایک پوتے مکرم اسامہ مسعود صاحب واقف زندگی ہیں اور جامعہ احمدیہ ربوہ میں پانچویں سال کے طالب علم ہیں۔

(4)مکرمہ فہمیدہ ارشد صاحبہ (اہلیہ مکرم مرزا محمد ارشد صاحب، Binghamton، یوایس اے)

15رستمبر 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ پنجوقتہ نمازوں اور تہجد کی پابند، بہت عبادت گزار، مہمان نواز، خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والی،صابرہ وشاکرہ اور بہادر خاتون تھیں۔آپ سب کے ساتھ بہت پیار سے پیش آتیں اور نوکروں سے بھی شفقت کا سلوک کیا کرتی تھیں۔احمدیت اور خلافت کی شیدائی تھیں اور اپنی اولاد کے دلوں میں بھی فدائیت کا یہ جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتی رہتی تھیں۔کوئٹہ قیام کے دوران جماعت کے خلاف ہونے والے فسادات کا ایک نڈر اور بہادر سپاہی کی طرح ڈٹ کر مقابلہ کرتی رہیں۔آپ کو تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا اور تبلیغ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیتی تھیں۔چندوں میں باقاعدہ اور دوسری مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتی تھیں۔اپنا تمام زیور بھی مختلف چندوں میں پیش کرنے کی توفیق پائی ۔مرحومہ موصیہ تھیں اور محترم مولانا مسعود احمد صاحب جہلمی (مرحوم) کی چھوٹی بہن تھیں۔

(5)مکرم ماسٹر محمد ابراہیم بھٹی صاحب

(آف بشیر آباد، سندھ)

11راکتوبر 2016ء کو 69 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔تعلیم الاسلام ہائی سکول بشیر آباد (سندھ) سے بطور سائنس ٹیچر سروس کا آغاز کیا اور ریٹائرمنٹ بھی اسی سکول سے ہوئی۔آپ نے مقامی سطح پر قائد خدام الاحمدیہ، زعیم انصار اللہ،صدر جماعت اور سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی اور جماعتی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، منکسرالمزاج، مہمان نواز اور مستحقین کی مدد کرنے والے نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔قرآن کریم کی تلاوت اور جماعتی لٹریچر کا مطالعہ بڑی باقاعدگی سے کرتے تھے۔خلافت سے عقیدت کا تعلق تھا۔مربیان اور جماعتی نمائندگان کی عزت وتکریم کرتے اور بچوں کو بھی اس کی تحریک کیا کرتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد داؤد بھٹی صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آجکل یوگنڈا میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(6)مکرم چوہدری محمد رشید صاحب

(ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر، دارالصدر شمالی، ربوہ)

18 ستمبر 2016ء کو 98 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم چوہدری عطاء محمد صاحب تحصیلدار سابق سیکرٹری کمیٹی آبادی ربوہ کے بیٹے ،مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب سابق مبلغ جرمنی کے چھوٹے بھائی اور مکرم چوہدری احمد جان صاحب سابق امیر ضلع راولپنڈی کے داماد تھے۔آپ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔آپ ہر ایک سے صلہ رحمی کرنے والے، چندوں میں باقاعدہ، خلافت کی ہر تحریک پر بڑھ چڑھ کر لبیک کہنے والے، بہت سادہ مزاج مخلص انسان تھے۔خلافت سے انتہائی عشق اور وفا کا تعلق تھا۔نماز باجماعت اور جمعہ کی ادائیگی کا خاص اہتمام کیا کرتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں چار بیٹیوں اور ایک بیٹے کے علاوہ متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم حبیب الرحمن زیروی صاحب (نائب ناظر دیوان ربوہ) کے سسر تھے۔

(7)مکرمہ مقصودہ بیگم صاحبہ

(اہلیہ مکرم غلام نبی مغل صاحب، دارالیمن غربی ربوہ)

2راگست 2016ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کے والد مکرم مستری فضل الٰہی صاحب ربوہ کے اوّلین آباد کاروں میں سے ہیں۔آباد کاری کا وہ مشکل زمانہ بڑی بردباری اور حوصلہ سے گزارا۔آپ ایک نیک مخلص خاتون تھیں اور چندہ جات اور صدقات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھیں۔

(8)مکرمہ غلام کبریٰ صاحبہ

(اہلیہ مکرم رانا شبیر احمد صاحب، یوکے، حال پاکستان)

20 جون 2016ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، صدقہ وخیرات کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم رانا وسیم احمد صاحب آجکل ٹِک شاپ (مسجد فضل لندن) میں رضا کارانہ خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(9)مکرم ملک الطاف حسین ونیس صاحب

(کبیر والا، ضلع خانیوال)

28 مارچ 2016ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ 1959ء میں بیعت کرکے جماعت میں داخل ہوئے۔ جماعت پیراں غائب ملتان میں بطور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق پائی۔1977ء میں قطر چلے گئے جہاں احمدیت کی بناء پر آپ کو گرفتار کیا گیا اور دو ماہ اسیر رہنے کے بعد وہاں سے Deport کردیئے گئے۔کبیروالا میں توہین قرآن کے جھوٹے مقدمہ میں بھی آپ کو پانچ ماہ اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت ملی۔مرحوم موصی تھے۔

(10)مکرم مرزا محمد یسین صاحب

(ابن مکرم مرزا فضل دین صاحب، دارالبرکات، ربوہ)

6رمئی 2016ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کو آغاز ربوہ کے دوران اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر تعمیر ربوہ میں بھرپور کردار ادا کرنے کا موقعہ ملا۔ بالخصوص ہائی سکول اور جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن کی تعمیر میں کام کرنے کا موقعہ ملا۔بہت حلیم اور دھیمے مزاج کے مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پرجوش داعی الی اللہ بھی تھے۔جلسہ سالانہ کے دنوں میں مہمانوں کو اپنے گھر میں بخوشی ٹھہراتے اور ان کا ہر طرح سے خیال رکھتے تھے۔

(11)مکرم محمد ضیاء اللہ قریشی صاحب (ابن مکرم محمد شجاع اللہ قریشی صاحب، ناصر آباد شرقی، ربوہ)

6رنومبر 2016ء کو 77 سال کی عمر میں ایک حادثے میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، سادہ مزاج، نفیس طبع، ملنسار، ہمدرد، منکسرالمزاج، مالی قربانی کرنے والے تبلیغ کے شوقین، نہایت بہادر اور نڈر انسان تھے۔آپ کراچی اور لاہور میں انجینئرنگ مینوفیکچرنگ آٹو موبائل سپیئر پارٹس کے بزنس سے منسلک رہے۔گزشتہ تین سال سے اس نیک جذبہ کے ساتھ ربوہ میں رہائش اختیار کی تاکہ اپنی زندگی کے آخری سال مرکز سلسلہ کی برکات سے مستفیض ہوسکیں۔ خلافت کے ساتھ نہایت محبت اور وفا کا تعلق تھا۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم ڈاکٹر لطیف قریشی صاحب کے چچازاد بھائی تھے۔

(12)مکرم ناصرالدین رسول صاحب

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
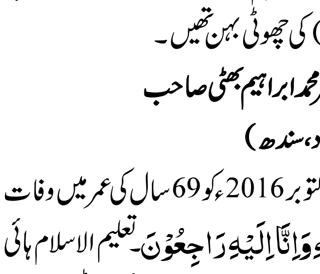
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
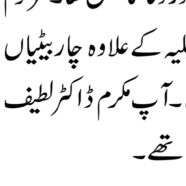
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
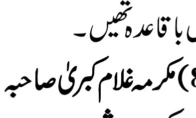
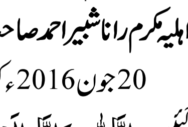
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 8071: میں محمد عظیم بی ولد مکرم ابراہیم بی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 21 سال پیدائشی احمدی، ساکن عارفہ منزل، کے کے پورم، موگرال، کاسرگوڈ، کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16راگست 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار-/20,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد ابراہیم.بی العبد: محمد عظیم.بی گواہ: یو.بشیر احمد

مسل نمبر 8072: میں سید مستحیہ اختر زوجہ مکرم جی ایچ حسن ماگرے صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ریٹائرڈ پنشنر عمر 70 سال پیدائشی احمدی، ساکن ہاؤس نمبر 2755، نئی بستی ضلع اننت ناگ صوبہ کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17رمئی 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔بینک بیلنس-/1,40,000 روپئے۔میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار-/21657 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظفر اقبال لون الامۃ: سید مستحیہ اختر گواہ: سید محمود احمد رضوی

مسل نمبر 8073: میں سمیر الدین یو.ایس ولد مکرم زین الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 30 سال تاریخ بیعت 2002، ساکن اُنڈیکا ڈاویل ہاؤس، کنڈ مکولم، کوڈونگلور ضلع تریشور صوبہ کرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28رمارچ 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار-/1500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: یو.انور احمد العبد: سمیر الدین یو.ایس گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 8074: میں اے.عبدالقادر طاہر ولد عبدالجبار صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 36 سال تاریخ بیعت 2011، ساکن جماعت احمدیہ کڈیانیلور ضلع ترونیلویلی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16رستمبر 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔18 سینٹ زمین بمقام الگا یا پنڈ پورم، ضلع توتوکوڈی، تامل ناڈو (قیمت تقریباً-/2,70,000 روپئے)۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار-/20,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ایس.شمس الدین العبد: اے.عبدالقادر طاہر گواہ: پی.ایم.وسیم احمد

مسل نمبر 8075: میں ایس.شمس الدین ولد مکرم پی.سید محمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ پنشنر عمر 63 سال تاریخ بیعت 2001، ساکن جماعت احمدیہ کڈیانیلور ضلع ترونیلویلی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16رستمبر 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔4 سینٹ زمین بمقام آلنگلم ضلع ترونیلویلی (قیمت تقریباً-/50,000 روپئے) میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار-/13,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالقادر طاہر العبد: ایس.شمس الدین گواہ: ایچ.عبدالمجید

مسل نمبر 8076: میں ایم شکیل ولد مکرم منور احمد.اے صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 24 سال پیدائشی احمدی، ساکن 18/A، 4th مین روڈ، AGS کالونی، ویسٹ ویلاچیری، CH-42، تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20رستمبر 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار-/12,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عارف احمد خان غوری العبد: ایم شکیل گواہ: ایم شاہ جہاں

مسل نمبر 8077: میں ایس.ایم.نواب زندہ خواجہ ولد مکرم ایس اے میران محی الدین صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 51 سال تاریخ بیعت 2006، موجودہ پتہ: والاکڈن پلہ پٹی سلیم، مستقل پتہ: ویسٹ اسٹریٹ، میلا پالم، تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4راکتوبر 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ایک مکان بمقام میلا پالم رقبہ تقریباً 1000 sqft قیمت تقریباً-/20,00,000 (بیس لاکھ) روپئے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار-/11,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عارف احمد خان غوری العبد: ایس ایم نواب زندہ خواجہ گواہ: اے.پی.طارق احمد

JANIC
CONSTRUCTION PVT. LTD
Mohammad. Janealam Shaikh
وَسِّعْ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
E-Mail id : janicconstruction@gmail.com
Mobile No: 09819780243, 07738256287
Res : Mazagaon, Mumbai - 400010

وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام
G.M. BUILDERS & DEVELOPERS
RAICHURI CONSTRUCTION
SINCE 1985
OFFICE:
PLOT NO.6 DURGA SADAN TARUN BHARAT CO.OP
HSG. SOC, NEAR CIGARETTE FACTORY,
CHAKALA, ANDHERI (EAST), MUMBAI-400069
TEL 28258310, MOB. 09987652552
E-MAIL: RAICHURI.CONSTRUCTION@GMAIL.COM

INDIAN ROLLING SHUTTERS
IRS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS
Prop : HAMEED AHMAD GHOURI
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ۝

اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم اسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔پھر ہم یقیناً اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔(سورۃ الحاقۃ 45 تا 47)

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام بانی مسلم جماعت احمدیہ نے اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے رُوحانی تعلق پر متعدد مرتبہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بتایا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ایسے اکثر و بیشتر ارشادات کو یکجا کر کے ایک کتاب

"خدا کی قسم"

کے نام سے شائع کی گئی ہے۔کتاب حاصل کرنے کے خواہش مند حضرات بذریعہ پوسٹ کارڈ/ای میل **مفت** کتاب حاصل کریں۔

E-Mail : ansarkkq@gmail.com
Ph : 01872-220186, Fax : 01872-224186
Postal-Address:Aiwan-e-Ansar,Mohalla Ahmadiyya,Qadian-143516,Punjab
For On-line Visit :https//:www.alislam.org/urdu/pdf/khuda-ki-qasam.pdf

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہٖ المسیح الموعود
وَسِّعۡ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام
Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ
ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)
سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔
رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

Satnam Singh Property Dealer
کوٹھیاں، پلاٹ، زمین بیچنے اور خریدنے کیلئے رابطہ کریں
ستنام سنگھ پراپرٹی ڈیلر
کالونی ننگل باغباں، قادیان
+91-9915227821,+91-8196808703

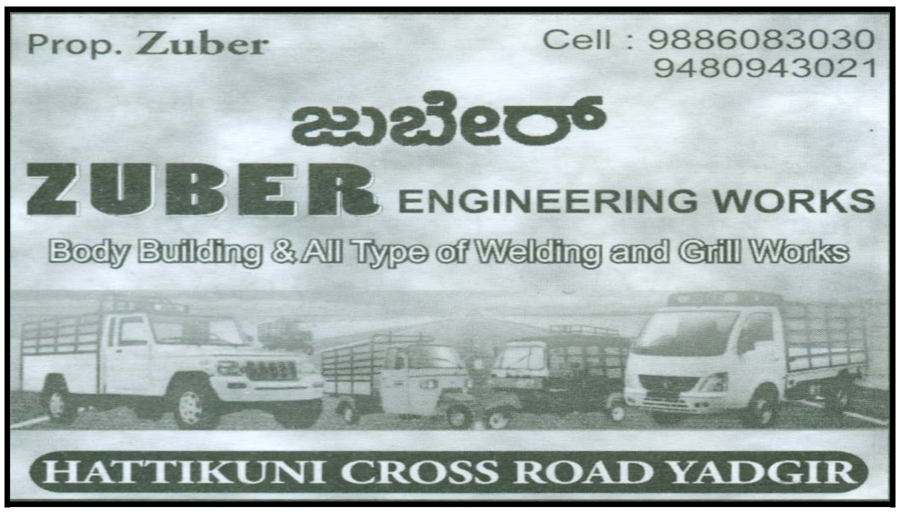

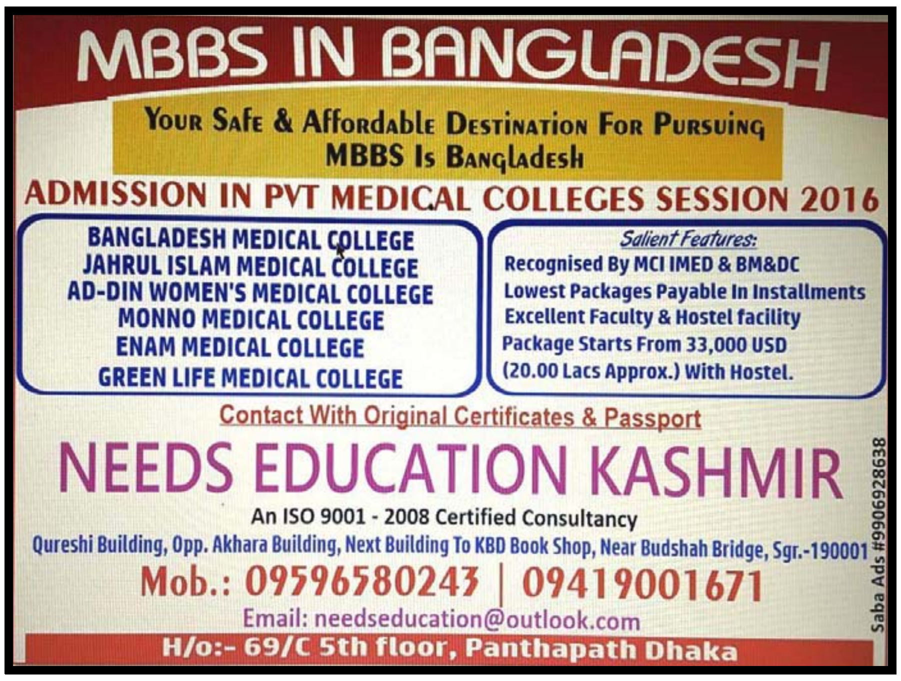

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ نمبر 24

گاؤں ڈیکامبے میں امسال جماعت کا قیام عمل میں آیا یہاں کے رہائشی عمومی طور پر مچھلیاں پکڑ کر فروخت کرتے ہیں مچھیرے ہیں اور اسی پر ان کا گزر بسر ہے۔ لوکل مشنری نے ان گاؤں والوں کو چندے کی تحریک کی تو ایک احمدی دوست جو مالی لحاظ سے کمزور ہیں انہوں نے فوراً تحریک پر لبیک کہتے ہوئے ایک ہزار فرانک کی رقم قربانی کے لئے پیش کر دی اور کہنے لگے گو کہ میرے حالات اتنے اچھے نہیں ہیں لیکن میں نہیں چاہتا کہ جس جماعت میں میں نے شمولیت اختیار کی ہے اس کی طرف سے کوئی تحریک ہو اور میں اس میں شامل ہونے سے رہ جاؤں۔

کانگو کنساشا سے مبلغ شاہد صاحب لکھتے ہیں کہ ایک خاتون چھوٹے پیمانے پر تجارت کرتی ہیں کہتی ہیں کہ سال کے شروع میں ملکی حالات کی وجہ سے ایسا لگ رہا تھا کہ اس کاروبار میں نفع نہیں ہوگا لیکن میں نے سال کے شروع میں وقف جدید کا چندہ ادا کر دیا اور سوچا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کی گئی تجارت خسارے کا شکار نہیں ہوسکتی۔ بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں تجارت میں منافع ہوا اور موجودہ ملکی حالات کے باوجود تجارت میں کوئی خسارہ نہیں ہوا۔

پھر احمدیوں کی قربانیوں کا دوسروں پر کتنا اثر ہوتا ہے اور یہ بھی تبلیغ کے رستے کھولتا ہے۔ بنگلہ دیش کے امیر صاحب کہتے ہیں کہ تین دوست زیر تبلیغ ہیں لیکن کافی تبلیغ کے باوجود کوئی بیعت کے لئے آمادہ نہیں ہو رہا تھا۔ گذشتہ جمعہ یہ تینوں دوست مسجد آئے جمعہ کے خطبہ کے دوران وقف جدید کے حوالے سے توجہ دلائی گئی تو جمعہ کے بعد لوگ چندے کی ادائیگی کرنے کیلئے لائنیں بنا کر کھڑے ہو گئے ان زیر تبلیغ دوستوں نے جب یہ منظر دیکھا تو کہنے لگے کہ چندہ لینے کے لئے ہمارے مولویوں کا تو گلا اور زبان دونوں خشک ہو جاتے ہیں اور پھر بھی لوگ چندہ نہیں دیتے یہاں ایک چھوٹا سا اعلان کیا گیا ہے اور لوگ چندہ دینے کے لئے لائنیں بنا کر کھڑے ہو گئے ہیں یہی اصل اسلامی روح ہے چنانچہ ان تینوں دوستوں نے اس منظر کو دیکھنے کے بعد اسی وقت بیعت کر لی اور وقف جدید کی مدّ میں چندہ بھی ادا کر دیا۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دُنیا کے مختلف ممالک سے احباب جماعت کے مالی قربانیوں کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ پھر فرمایا جیسا کہ جنوری کے پہلے جمعہ میں وقف جدید کے نئے سال کے آغاز کے اعلان کا طریق ہے تو ان چند واقعات کے بعد اب میں وقف جدید کے ساٹھویں سال کے آغاز کا اعلان کرتا ہوں اور گذشتہ سال کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر بھی کر دوں کہ وصولیاں کیا ہیں؟ وقف جدید کا سال 31 رد سمبر کو ختم ہوتا ہے۔ انسٹھواں سال ختم ہوا 31 ردسمبر 2016ء کو۔ اللہ کے فضل سے دنیا کی جماعتوں نے جواب تک رپورٹیں آئی ہیں اس کے مطابق اسی لاکھ بیس ہزار پاؤنڈ کی قربانی پیش کی۔ گذشتہ سال سے یہ قربانی گیارہ لاکھ انتیس ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔ اس سال بھی پاکستان دنیا کی جماعتوں میں مجموعی طور پر وصولی کے لحاظ سے سرفہرست ہی ہے۔

پاکستان کے علاوہ مجموعی وصولی کے لحاظ سے بیرونی ممالک میں پہلی دس جماعتیں اس طرح ہیں۔ نمبر ایک پر برطانیہ ہے۔ نمبر دو پے جرمنی نمبر تین پے امریکہ چار کینیڈا پانچ پے ہندوستان چھ آسٹریلیا ساتویں نمبر پر مڈل ایسٹ کی آٹھویں نمبر پر انڈونیشیا ہے نویں نمبر پر پھر مڈل ایسٹ کا ایک ملک ہے دسویں نمبر پر گھانا ہے اور اس کے بعد پھر بیلجیئم اور سوئٹزرلینڈ آتے ہیں۔

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے امریکہ نمبر ایک پر ہے پھر سوئٹزرلینڈ ہے پھر فن لینڈ ہے پھر آسٹریلیا ہے سنگاپور ہے فرانس ہے پھر جرمنی پھر ٹینیڈاڈ پھر بیلجیئم پھر کینیڈا۔ برطانیہ نمبر ایک آنے کے باوجود فی کس ادائیگی میں پیچھے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال وقف جدید میں تیرہ لاکھ چالیس ہزار چندہ دہندگان شامل ہوئے جو گذشتہ سال سے ایک لاکھ پانچ ہزار زیادہ ہیں۔ تعداد میں اضافے کے اعتبار سے کینیڈا انڈیا اور برطانیہ کے علاوہ افریقہ میں گنی کناکری کیمرون گیمبیا سینیگال بینن نائیجر کونگو کنساشا برکینا فاسو اور تنزانیہ نے نمایاں کام کیا ہے۔

بھارت کے دس صوبے اس طرح سے ہیں نمبر ایک پر کیرالہ نمبر دو پہ جموں کشمیر پھر تامل ناڈو پھر کرناٹکا پھر تلنگانا پھر اڑیسہ پھر ویسٹ بنگال پھر پنجاب پھر اتر پردیش پھر دہلی پھر مہاراشٹرا۔ بھارت کی دس جماعتیں اس طرح ہیں کرولائی نمبر ایک پر پھر کالیکٹ پھر حیدرآباد پھر پتھاپریم پھر قادیان پھر کنانور ٹاؤن پھر کولکاتا پھر بنگلور پھر سولور اور پھر پینگاڈی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام قربانیاں کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے اور آئندہ سے متعلقہ عہدیداروں کو بھی فعال کرے کہ وہ اپنے صحیح کام کر سکیں اور جو کمیاں ہیں ان کو پوری کرنے کی کوشش کریں۔ خاص طور پر شمولیت میں زیادہ اضافہ ہونا چاہئے ہر ایک کو شامل کرنا بھی ضروری ہے چاہے تھوڑی رقم دے کر شامل ہوں۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا: اب میں نمازوں کے بعد دو جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ ہے مکرمہ محترمہ اسمہ طاہرہ صاحبہ کا جو مکرم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب کی اہلیہ تھیں۔ 23 ردسمبر 2016ء کو 79 سال کی عمر میں کینیڈا میں ان کی وفات ہوگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

فرمایا: دوسرا جنازہ مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب کا ہے جو 4رجنوری 2017ء کو لاہور میں 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضور انور نے ہر دو بزرگان کے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحمت کا سلوک فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے ان کی اولاد کو بھی وفا کے ساتھ خلافت اور جماعت سے وابستہ رکھے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91-82830-58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2016-18 Vol. 66 Thursday 5-12 Jan 2017 Issue No. 1-2

MANAGER : NAWAB AHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Mobile : +91-94170-20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com
ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs. 550/-
By Air : 50 Pounds or 80 U.S. $
60 Euro or 80 Canadian Dollar

وقفِ جدید کے ساٹھویں سال کا بابرکت اعلان

وقفِ جدید کے چندہ دہندگان کی مالی قربانیوں کا ایمان افروز تذکرہ

مکرمہ اَسماء طاہرہ صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب اور مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ مورخہ 6؍جنوری 2017 بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دنیا میں انسان مال خرچ کرتا ہے ذاتی تسکین کے لئے بھی، ذاتی مقاصد کے حصول کے لئے بھی اور کبھی صدقہ و خیرات بھی کر دیتا ہے لیکن آج دنیا میں کوئی ایسا گروہ نہیں ہے، کوئی ایسی جماعت نہیں ہے، جس کے ممبران اور افراد دُنیا کے ہر شہر اور ہر ملک میں ایک مقصد کیلئے، ایک ہاتھ پر جمع ہو کر اپنے مال خرچ کرنے کیلئے پیش کر رہے ہوں اور وہ مقصد بھی دین کی اشاعت اور خدمت خلق کا مقصد ہو۔ ہاں صرف ایک جماعت ہے جو یہ کام کر رہی ہے اور وہ وہ جماعت ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اس مقصد کے لئے قائم فرمایا ہے۔ وہ جماعت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی جماعت ہے وہ جماعت ہے جو مسیح موعود اور مہدی معہود کی جماعت ہے، جس کے سپرد اسلام کے ساری دنیا میں قیام کا کام ہے جو گذشتہ تقریباً 128 سال سے خدمت اسلام اور خدمت انسانیت کے لئے اپنا مال قربان کر رہی ہے اور یہ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جماعت کو قرآنی تعلیم کی روشنی میں مال کے صحیح مصرف اور مال کی قربانی کا ادراک عطا فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

میں بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو کیونکہ اسلام اس وقت تنزل کی حالت میں ہے بیرونی اور اندرونی کمزوریوں کو دیکھ کر طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے اور اسلام دوسرے مخالف مذاہب کا شکار بن رہا ہے۔ فرمایا جب یہ حالت ہو گئی ہے تو کیا اسلام کی ترقی کے لئے ہم قدم نہ اٹھائیں۔ خدا تعالیٰ نے اسی غرض کے لئے تو سلسلے کو قائم کیا ہے۔ پس اس کی ترقی کے لئے سعی کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشاء کی تعمیل ہے۔

پھر فرمایا یہ وعدے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کیلئے دے گا میں اس کو چند گنا برکت دوں گا۔ دنیا میں ہی اسے بہت کچھ ملے گا اور مرنے کے بعد آخرت کی جزا بھی دیکھ لے گا کہ کس قدر آرام میسر آتا ہے۔ غرض اس وقت میں اس امر کی طرف تم سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام کی ترقی کیلئے اپنے مالوں کو خرچ کرو۔ پس آپ کے صحابہ نے اس بات کو سمجھا اور اپنے مال دینی مقاصد کیلئے پیش کئے۔

بہت سے لوگوں کی مثالیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب اور ملفوظات میں بیان فرمائی ہیں جنہوں نے اپنی ضروریات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دینی اغراض کے لئے بڑھ چڑھ کر قربانیاں کیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے افراد کو یہ قربانیوں کی جاگ ایسی لگی ہے کہ ایک کے بعد دوسری نسل قربانیاں کرتی چلی جا رہی ہے بلکہ وہ لوگ جو دور دراز ممالک کے رہنے والے ہیں بعد میں آ کر شامل ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں وہ بھی ان بزرگوں کی قربانیوں کی جب باتیں سنتے ہیں اور یا پھر یہ سنتے ہیں کہ فلاں مقصد کے لئے قربانی کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو سن کر پھر قربانیوں کی روح کو سمجھتے ہیں وہ بھی ایسی ایسی مثالیں پیش کرتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ امراء سے زیادہ اوسط درجے کے لوگ اور غرباء ہیں جو قربانیاں پیش کرتے ہیں اور حیرت انگیز نمونے دکھاتے ہیں۔ انہیں یہ خیال نہیں ہوتا کہ ہماری معمولی سی قربانی سے کیا فرق پڑے گا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو سمجھتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کے لئے خرچ کرتے ہیں ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی بہت ہو اور اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

پس غریب لوگوں کی یہ قربانی طل یعنی شبنم کی طرح ہے۔ یہ ذرا سی نمی جوان کی معمولی قربانی سے دین کے باغ کو ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیشمار پھل لاتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود ہم ایک غریب جماعت ہونے کے دنیا میں ہر جگہ اشاعت اسلام اور خدمت خلق کے کام کو کر رہے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے کاموں میں برکت بھی اللہ تعالیٰ اس قدر ڈالتا ہے کہ دنیا حیران ہوتی ہے کہ اتنے تھوڑے وسائل سے تم اتنا زیادہ کام کس طرح کر لیتے ہو۔ یہ اس لئے ہوتے ہیں کہ یہ قربانیاں کرنے والے وہ لوگ ہیں جو ان لوگوں میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں جن کی مثال اللہ تعالیٰ نے اس طرح دی ہے فرمایا کہ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ یعنی وہ اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے خرچ کرتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی رضا مقصد ہو تو پھل بھی بہت لگتے ہیں برکت بھی بہت پڑتی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ان قربانیوں کی آج بھی مثالیں ہیں بلکہ بیشمار مثالیں ہیں ان میں سے چند پیش کرتا ہوں۔

قادیان سے ہزاروں میل دور رہنے والی ایک بچی جب احمدیت اور حقیقی اسلام کی آغوش میں آتی ہے تو اس کی سوچ کس طرح تبدیل ہو جاتی ہے اور قربانی کا اسے کیا ادراک حاصل ہو جاتا ہے اس کا واقعہ اس بچی کی زبانی سن لیں۔ یوگنڈا میں رہنے والی یہ بچی ہے اَن پڑھ نہیں بلکہ یونیورسٹی میں پڑھ رہی ہے۔ کہتی ہے کہ گذشتہ جولائی میں مجھے یونیورسٹی کے داخلہ سے پہلے کچھ چیزیں خریدنی تھیں لیکن اس کے لئے رقم ناکافی تھی اور میرا چندہ بھی بقایا تھا سو میں نے وہ رقم چندے کے لئے دے دی۔ میرا پختہ ایمان تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور میری مدد کرے گا اور میں مطمئن تھی کہ میں نے اپنا چندہ ادا کر دیا۔ ایک مہینے کے بعد جب ابھی یونیورسٹی کھلنے میں تین دن باقی تھے تو میری ایک آنٹی نے میری ماں کو فون کیا کہ میں کب یونیورسٹی جا رہی ہوں اور مجھے اپنے گھر بلایا جب میں شام کو ان کے گھر گئی تو انہوں نے مجھے کچھ رقم پکڑائی جو میری یونیورسٹی کی ضروریات سے کئی گنا زیادہ تھی اور جو رقم چندہ میں دی گئی اس رقم سے دس گنا زیادہ تھی اس طرح اللہ تعالیٰ نے میری دعاؤں کو سنا اور ایسی جگہ سے میری مدد کی جہاں سے مجھے امید بھی نہیں تھی۔

پھر انڈیا کے ہی ایک صاحب جو کیرالہ کی جماعت منجیری سے تعلق رکھتے ہیں ان کے بارے میں وہاں کے انسپکٹر قمر الدین صاحب لکھتے ہیں کہ ان کا ویکسین کا کاروبار ہے۔ میں ان کے پاس چندہ وقف جدید کی وصولی کے لئے ان کی دوکان پر گیا تو کہنے لگے ان کا کافی پیسہ پھنسا ہوا ہے اس لئے بہت دقت پیش آ رہی ہے لیکن اس کے باوجود موصوف نے ایک بھاری رقم کا چیک دیتے ہوئے کہا کہ اس وقت تو اکاؤنٹ میں اتنے پیسے نہیں ہیں مگر دعا کریں کہ خاکسار جلد جلد اس کی ادائیگی کر سکے۔ کہتے ہیں اگلے روز ہی ان کا فون آیا کہ اللہ کے فضل سے چیک دینے کے بعد میرے اکاؤنٹ میں کافی بڑی رقم آ گئی ہے اس لئے آپ اپنا چیک کیش کرا لیں اور کہنے لگے کہ یہ صرف چندے کی برکت سے ہے کہ اتنی جلدی اللہ تعالیٰ نے یہ سامان پیدا کر دیا۔

پھر مشرقی افریقہ کے ایک ملک تنزانیہ میں رہنے والی ایک بیوہ خاتون کی مثال ہے جس کے بارے میں وہاں کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ اورنگا ٹاؤن کے معلم صاحب ایک بیوہ خاتون امینہ کے پاس چندہ وقف جدید کی ادائیگی کے لئے گئے تو انہوں نے بڑے افسردہ دل سے کہا کہ اس وقت پاس کچھ نہیں مگر جونہی کہیں سے انتظام ہوا تو میں لے کر خود حاضر ہو جاؤں گی۔ معلم صاحب ابھی گھر بھی نہیں پہنچے تھے کہ وہ خاتون دس ہزار شلنگ لے کر حاضر ہوئی اور بتایا کہ یہ رقم کہیں سے آئی تھی تو سوچا کہ آپ کو دے آؤں پہلے چندہ ادا کر دوں اپنے خرچ بعد میں پورے کروں گی۔ کہنے لگیں میرا وعدہ پچیس ہزار کا ہے باقی پندرہ ہزار بھی جونہی مجھے ملے گا میں لے کے آ جاؤں گی چنانچہ دس منٹ کے بعد دوبارہ وہ رقم لے کر آ گئیں اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا سلوک دیکھیں کہ میں دس ہزار جو اس کی راہ میں دے کر گئی تھی ابھی گھر بھی نہیں پہنچی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پینتیس ہزار بھجوا دیئے اور جس میں سے پندرہ ہزار بقایا چندہ ادا کرنے کے بعد بھی میرے پاس بیس ہزار بچ جاتے ہیں یہ محض اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور چندے کی برکت ہے اور اس طرح ان کا ایمان بڑھا۔

پھر مغربی افریقہ کے ایک ملک بینن کے ایک احمدی کا نمونہ دیکھیں جسے احمدی ہوئے ابھی سال بھی نہیں ہوا لیکن قربانی کی روح کا ادراک کس معیار کا ہے بلکہ یہ پرانوں کے لئے بھی نمونہ ہے۔ وہاں کے مبلغ لکھتے ہیں مظفر صاحب کہ کرتونی ریجن کے ایک

باقی صفحہ نمبر 23 پر ملاحظہ فرمائیں

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of the Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad